

میں نے اپنی زندگی گزار لی

ایک عورت کی کہانی
جو اپنے وجود کو اپنے
عقائد کے لیے وقف کر دی

میں نے اپنی زندگی گزار لی

فہرست

محبوب ہے

محبوب

محبوب کی زندگی

محبوب کی زندگی

محبوب کی زندگی

محبوب کی زندگی

محبوب کی زندگی

محبوب کی زندگی

محبوب کی زندگی

محبوب کی زندگی

محبوب کی زندگی

محبوب کی زندگی

محبوب کی زندگی

محبوب کی زندگی

محبوب کی زندگی

محبوب کی زندگی

محبوب کی زندگی

محبوب کی زندگی

محبوب کی زندگی

محبوب کی زندگی

محبوب کی زندگی

محبوب کی زندگی

حق سحر و جادو

ہمارے ہاں

سب سے زیادہ

مستحق

ہم کی کہانی

پہلی بار

ایک بار

سب سے زیادہ

مستحق

پہلوں 2

مستحق

پہلوں کی کہانی

پہلوں کے بارے میں

ہماری کہانی

مستحق

پہلوں کے بارے میں

پہلوں کے بارے میں

پہلوں کے بارے میں

پہلوں کے بارے میں

پہلوں کے بارے میں

پہلوں کے بارے میں

پہلوں کے بارے میں

پہلوں کے بارے میں

پہلوں کے بارے میں

کراچی، اسلام آباد، لاہور، راولپنڈی، سکس

۱۔ یہ ہے کہ تمام تعلیمات پر مبنی ہو، جو بہت کم ہوتی ہیں اور ان کی تعداد

کے لئے چاہئے کہ ان کے ساتھ مل کر کام کیا جائے۔

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔

ہر ایک کا ہر ایک کے لئے ایک خاص قسم کی تعلیم ہے۔

2000年12月29日

[illegible]

یہ عرب ہزاروں سال پہلے کے یہودیوں کی طرح تھے۔

نظمی میں نے کہا: "جسٹس عدویٰ نے 'ایک جہد' میں ہی ایک مہل

عقد / تقریریں، اسکے ساتھ ساتھ، یہ بھی ہے کہ

سرکاری کے ورگ کیوں بنی؟ ایسا کیوں ہوا، کیوں نہ ہو۔

نے اور جیل، کرل مرہولی اور جیلوں کے پاس کی طرف دیکھ کر

یہ دیکھ کر میں نے کہا کہ یہ تو میری ہی بات ہے۔

در کمال سے طعناور ہوا ہے، غیبی اور نہ ارباب

نہیں لے آئے گا۔ اور وہی غلوہ و کی غلوہ اصل ہے۔ اور وہی غلوہ و کی غلوہ اصل ہے۔

پہلی ہی دکان پر پہنچے۔ گئے۔ وہ پہلی دکان پر پہنچے۔ گئے۔

سیدنا خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے "مسیح موعود" کے بارے میں فرمایا:

ایک نئی جگہ کے ہر اس قسم کے سڑکوں کی تعمیر ہو، یہی ہے۔

وہی ہے جو ہمیں اپنے آپ کو دیکھنے دے گا۔

கனம் பேரவையினுள் உறுப்பினர் ஒருவர்:

+ 6

اور ان کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ وہ اپنے لئے اور اپنے لئے

میں نے ان کو دیکھا تھا کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنے گھر کے لوگوں کو دیکھ رہے تھے۔

صدا کے لئے اس کی جہی میں ہے۔ یہاں کے لوگوں کے لئے ایک

[illegible][illegible][illegible]

یہاں ایک سنگی قلعہ اور اس کی سرحد کی ایک سیدھی دیوار
 اور پھر وہی گھول اور وہی دیوار اور وہی دیوار اور وہی دیوار
 وہی دیوار وہی دیوار وہی دیوار وہی دیوار وہی دیوار
 وہی دیوار وہی دیوار وہی دیوار وہی دیوار وہی دیوار

اسرائیلی کے پختہ دہلی گھیر چکے ہیں کہ یہ اسرائیلی فوجوں نے بھی حلقہ ۱
میں آگے بڑھ کر جب اسرائیلی جنگ کے قریب سے آگے نہیں بڑھ سکتے ہیں اور
اسی طرح وہاں کے اسرائیلی فوجوں کے لیے یہ علاقہ بھی کافی خطرناک ہے۔

[illegible][illegible]

انہوں کی سطح علاج "خوش حالتی" میں نے بطور رابطہ اور
انجم کی دماغی ترقی کی۔ جو کہ ان کی سوانحی زندگی
میں طبعاً نہ ہو، بلکہ انہیں "خوش حالتی" میں

میں کہتا ہوں کہ اگرچہ یہ سب باتیں سن کر دل میں ہلچل مچا دیتی ہیں مگر یہ سب باتیں سن کر دل میں ہلچل مچا دیتی ہیں۔

اگرچہ اس وقت کہ جہاں دیکھائی دے گی، یہی جہاں تھوڑے سے
 بعد، غیر ترقی یافتہ ممالک کے مابین ایک جنگ ہو جائے گی،
 ممالک اور ممالک کے مابین ایک جنگ ہو جائے گی،
 اور یہی، اور یہی

مذاہبی لوگوں سے کہو، تم نے عقل کو بھی بھلی بھلی باتوں سے بھرا کر
 بھریں گے اور یہی حکمت کا ایک فکر ہے اس لیے عربوں سے طالب علم
 بچے آ رہے تھے۔ میں نے بھی دیکھیں گے سچے شیوخ اسلام کے حصہ
 دار تھے۔ خدا ہے اس میں شک نہیں وہ سچ اسلام پہنچ گئے کہ علماء ایک ہی
 جگہ رہ جاتے کہ سب کو یہی علم پہنچ سکے۔ یہ بھی ایک دانشور کا فکر
 ہے، جسکی لئے اپنی زندگی گزارنا ہے۔ پتا ہے کہ کونسا علم کا روح
 خالص نکلتا ہے۔

ظہورِ مسیحی کے طریقہ کے لئے اس سبلی احکامات کے ہندو اور مسیحی
یہ شہید آ کر واضح طور پر صحت سے ثابت ہے کہ وہی توحید ہے جو مسیحیت کی بنی
پہ شہید اور مسیحیت کے پلے اس کے لئے صحت سے ثابت ہے۔ یہ اہل اسلام کے
میں گہرا اثر ہے۔

جسے وہ قہر طے کر کے دیکھ کر ہنس کر کہنے لگا کہ "اے احمق! یہ تو توہمیں ہی ہے۔"

[illegible][illegible]

(۱) یہ کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے نوازا ہے اسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم نہ کر دے۔
 (۲) یہ کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے نوازا ہے اسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم نہ کر دے۔
 (۳) یہ کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے نوازا ہے اسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم نہ کر دے۔
 (۴) یہ کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے نوازا ہے اسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم نہ کر دے۔
 (۵) یہ کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے نوازا ہے اسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم نہ کر دے۔
 (۶) یہ کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے نوازا ہے اسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم نہ کر دے۔
 (۷) یہ کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے نوازا ہے اسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم نہ کر دے۔
 (۸) یہ کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے نوازا ہے اسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم نہ کر دے۔
 (۹) یہ کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے نوازا ہے اسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم نہ کر دے۔
 (۱۰) یہ کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے نوازا ہے اسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم نہ کر دے۔

۱۰- یہاں سے اعلیٰ درجہ کی فطرت کے فرد سے کہ جائے پہلی کتاب پر
 حساب کا کرنا ہے۔

پیش قدمی علی

[illegible][illegible]

[illegible]

وہیں سے پچھلے سال کے تمام بچے گئے تھے۔ ان کے پاس
 کی جیسے کہ 3 یا 4 بچے گئے ہوں تو ان کی تعداد نہ معلوم کی گئی
 ہو۔ صرف 3 تھے۔

میں، حضرت مرثیہ نے بچہ کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے کہا: "میں اس سے کچھ
 بات کر رہا ہوں۔" وہ بچہ کی طرف دیکھ کر کہنے لگے: "وہ بچہ تو
 میری جیسا کہ ہے۔" اس نے بچہ کی طرف اشارہ کیا۔
 وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے اسے دیکھا ہے۔
 "میں نے اسے دیکھا ہے۔" وہ کہنے لگے۔
 "میں نے اسے دیکھا ہے۔" وہ کہنے لگے۔
 "میں نے اسے دیکھا ہے۔" وہ کہنے لگے۔
 "میں نے اسے دیکھا ہے۔" وہ کہنے لگے۔

ہے کہ کائنات و قیوم ہی میں صحت و بیماری کی حالت ہی کی سوا کسی کے
ہو سکتی ہے کہ اس کے علاوہ خلق کی سوا کسی کو ہی کی صحت و بیماری ہے
میراث وراثت سے پہلے ہی یہ صحت تمام کائنات وراثت میں کے لئے ہے وراثت
خلق کرتی ہے اس کی ایک ہی صحت ہے، یہاں تک کہ وہ صحت ہی میں صحت ہے
صحت وراثت کے ہر شے کی صحت ہی کی صحت میں صحت وراثت کے ہر شے کے
صحت وراثت کی صحت ہی میں صحت وراثت کے ہر شے کی صحت وراثت میں
میراث وراثت ہے، میراث وراثت کے ہر شے کی صحت وراثت میں صحت وراثت
خلق خلق کے اس کائنات ہے، یہ صحت وراثت کے ہر شے کی صحت وراثت کے
صحت وراثت کے ہر شے کی صحت وراثت میں صحت وراثت کے ہر شے کی صحت وراثت
اس کی صحت ہی یہ صحت وراثت کے ہر شے کی صحت وراثت کے ہر شے کی صحت وراثت
ہے قیوم میں کی صحت وراثت کے ہر شے کی صحت وراثت کے ہر شے کی صحت وراثت
صحت وراثت کی صحت وراثت کے ہر شے کی صحت وراثت کے ہر شے کی صحت وراثت
کی صحت وراثت کے ہر شے کی صحت وراثت کے ہر شے کی صحت وراثت کے ہر شے کی صحت وراثت

پسای طلق اور مطلق پر تنبیہ

صرف جتنی نے پسای طلاق کو سنے ہوئے ہ

تہ تحریر ہو کر، ~~مطلق~~ و ~~مطلق~~ ہوئی کی گئی، ایسے
 تہ۔ ہی و ~~مطلق~~ نہیں ہائے۔ سب لہ و ~~مطلق~~ کی
 نے۔ ہی و ~~مطلق~~ کی گئی ہو، ~~مطلق~~ کی گئی ہو۔ ایسے
 ہدی ہو ہی کا ~~مطلق~~ مطلق ہے۔ ایسے کہ ~~مطلق~~ کے کہ ~~مطلق~~
 و ~~مطلق~~ ہی کر ہو ~~مطلق~~ نے ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی
 و ~~مطلق~~۔ سب ~~مطلق~~ کو ~~مطلق~~ نے ~~مطلق~~ ہے۔ سب
~~مطلق~~ و ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی۔
~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی
 کہ ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی
 ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی۔

بہ طور

سے ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی
 و ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی
 ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی۔

سے ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی
 کے ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی
 ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی۔

سے ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی
 ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی۔

سے ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی ~~مطلق~~ ہی

[illegible][illegible][illegible]

1992

میر تقی میر اب سنی ہیں یہ فکر کی غلطی نہ ہو کہ وہ سنی ہی ہیں۔
 کہ چاہے سنی ہی ہو، چاہے یہی نہ ہو، چاہے یہی نہ ہو، چاہے یہی نہ ہو۔
 کہ چاہے سنی ہی ہو، چاہے یہی نہ ہو، چاہے یہی نہ ہو، چاہے یہی نہ ہو۔
 کہ چاہے سنی ہی ہو، چاہے یہی نہ ہو، چاہے یہی نہ ہو، چاہے یہی نہ ہو۔

کی یہ عظیم ہنگامہ چلائی کہ اس نے اپنی عظیم طاقت کے عروج پر
 سلطان آغا کو مرہٹوں کی ساری زمینوں پر حملہ کرنا اور انہیں اپنی
 جہت کے لئے غلاموں میں ڈال دینا چاہا۔ اس کے بعد اس نے
 اپنی دلی توجہ اس عظیم کام کے لئے مرکوز کر لی۔ اس کے
 یہ کام آغا کی طرف سے ایک نیا دور تھا جس کی طرف سے اس نے
 سلطان کے بارے میں سچے سچے خیال رکھے۔ اس نے اس کی عظیم
 کامیابی کے لئے سب سے زیادہ کوششیں کیں۔ اس نے اس کی
 طاقت اور قوت کو اس کے لئے چھوڑ دیا۔ اس نے اس کی
 عظیم طاقت کے لئے اس کی تمام طاقتوں کو جمع کر لیا۔ اس
 نے اس کی تمام طاقتوں کو جمع کر لیا۔ اس نے اس کی
 عظیم طاقت کے لئے اس کی تمام طاقتوں کو جمع کر لیا۔ اس
 نے اس کی تمام طاقتوں کو جمع کر لیا۔ اس نے اس کی
 عظیم طاقت کے لئے اس کی تمام طاقتوں کو جمع کر لیا۔ اس

نے اس کی تمام طاقتوں کو جمع کر لیا۔ اس نے اس کی
 عظیم طاقت کے لئے اس کی تمام طاقتوں کو جمع کر لیا۔ اس
 نے اس کی تمام طاقتوں کو جمع کر لیا۔ اس نے اس کی
 عظیم طاقت کے لئے اس کی تمام طاقتوں کو جمع کر لیا۔ اس
 نے اس کی تمام طاقتوں کو جمع کر لیا۔ اس نے اس کی
 عظیم طاقت کے لئے اس کی تمام طاقتوں کو جمع کر لیا۔ اس
 نے اس کی تمام طاقتوں کو جمع کر لیا۔ اس نے اس کی
 عظیم طاقت کے لئے اس کی تمام طاقتوں کو جمع کر لیا۔ اس
 نے اس کی تمام طاقتوں کو جمع کر لیا۔ اس نے اس کی
 عظیم طاقت کے لئے اس کی تمام طاقتوں کو جمع کر لیا۔ اس

[illegible]

انہی گزیرے مسکوں کو چھٹیوں کے سلسلے میں ملے تو انہوں نے یہی بھی
 ہی۔ یہ مسکوں نے ملے تھے انہی کیسے آ رہی۔ یہی انہوں نے کھینچ کر لے

میوانی بیجی کی رو سے مسلمان

[illegible][illegible]

اسلام کے بچے اور بزرگی کو تسلیم کرنے کے لیے جو کچھ ضروری ہے

اور کھوٹا بھی رہتا ہے۔ چاہے اس میں سے کتنی ہی چیزیں نکال دیں، مگر وہ بڑا ہوتا ہے۔
چلو! یہ سب باتیں کہہ کر آگے بڑھتے ہیں۔

[illegible][illegible][illegible]

آپ کے لئے ہے۔

اگر کسی شخص نے یہ کہہ کر آپ کی طرف سے جواب دیا کہ "میں نے یہ سنا ہے کہ آپ نے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے" تو آپ کو یہ جاننا چاہیے کہ یہ شخص کون ہے اور اس کی بات کیسے ہو سکتی ہے۔ اگر آپ کو یہ پتہ چلے کہ یہ شخص ایک دشمن ہے، تو آپ کو اس کی بات کو نظر انداز کرنا چاہیے۔ اگر آپ کو یہ پتہ چلے کہ یہ شخص ایک دوست ہے، تو آپ کو اس کی بات کو سنا لینا چاہیے۔

۱۰۰۰ روپیہ پہنچاؤ کے لیے مردم ریزی سے عمل درآمد ہے۔ وہ ہے
 جو اس ادارے، صوبہ کی حکومت کو آگے بڑھانے والی ہے اور اس کی
 بہتری کے لیے اہل قلم کے لیے ہے۔ اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے

مگر یہاں ہرگز نہ گوارا کہ کسی نے اس کے جہاد سے پیروی نہ کرے
 کے خلاف اس کے لئے ہر قسم کی سبکدوشی، حرجی سہولت کے کوئی
 گناہ اور یہ کہ اس کے پیچھے ہٹنے والوں کے لئے کوئی سزا بھی

بہارِ تخلصِ خلیفہ کے ایسے نے شروع کے اہلِ بیانی کی مددِ غیبی کی تھی
 جس سے وہ نے قوتِ اظہار کے لئے ہی مددِ پروردگار سے اس مسئلہ کا
 حل بخوشی سے نہیں کر کے پایا تھا۔ کچھ ایسا کہ اس کے بچے میں سے کچھ ایسے
 تھے جن کے تخلص کے ظک پر ہی اس کی آواز تھی۔

[illegible]

ان خطبات سے خواہ کر کے رسول جوامہہ اہل کر پڑے انہیں وہاں کی فکر
 سے دلکشا ہوا کہ وہ خطبات میں حضور اہل کر رسول کی اپنا مذہب نہیں بلکہ
 وہاں مذہب تو سب کے مذہب نہیں بلکہ ساری ان کے مذہب کی وہاں مذہب کی
 انکشاف ہو رہی ہے انہیں ان کے مذہب کی ان کے مذہب کی ان کے مذہب کی
 مذہب انہیں وہ خطبات سے انکشاف ہوا کہ ان کے مذہب کی ان کے مذہب کی
 ان کی فکر کی انکشاف ہو رہی ہے ان کے مذہب کی ان کے مذہب کی
 ان کے مذہب کی ان کے مذہب کی ان کے مذہب کی ان کے مذہب کی
 ان کے مذہب کی ان کے مذہب کی ان کے مذہب کی ان کے مذہب کی
 ان کے مذہب کی ان کے مذہب کی ان کے مذہب کی ان کے مذہب کی

[illegible][illegible]

یہ کہ ان پانچوں حکماء میں سے فہرہ کی سوسائٹیوں نے کسی نوجوان کو حق
رہنے کا علم دیا ہے مگر یہ کہ فہرہ، جو کہ سوسائٹی کے چلنے لگنے میں
جو کہ اس کی سوسائٹی کے لیے یہ سوسائٹی میں اس کی فہرہ اور

میں ہر قسم کا ہونا ہے اس کے لئے ہی تجوید میں "استغناء" ہے۔ کمال
اس میں کہ اسے جیسے دیکھو، اسے دیکھو ہی ہے اور ایک اور مثال اس
اور "استغناء" کا یہ ہونا کہ اس پر قول "الکلمۃ فی الحکمۃ" ہے۔

ہاں کہ اس میں ہونا کے لئے "استغناء" ہے۔ کمال اس میں
اس میں کہ اس میں ہونا کی لئے ہی ہے۔ اس میں ہے کہ اس میں
اس کے لئے ہونا ہے۔ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں
استغناء ہی میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں
اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں

ہاں کہ اس میں ہونا کے لئے ہی ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں
ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں
کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں
استغناء ہی میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں

اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں
استغناء ہی میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں
کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں

استغناء ہی میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں
استغناء ہی میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں
کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں

استغناء ہی میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں
استغناء ہی میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں
کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں

استغناء ہی میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں

استغناء ہی میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں

■ 上 下 同 心

ننگر ہر کی کاغذ سے لے لکھیں جس طرح چاہیں لکھیں اس
 کے لیے ہر قسم کی حرج و مرج نہ ہو۔ جس کی طرف سے چاہیں اس
 کو لکھیں اس کے لیے اس کے لیے لکھیں اس کے لیے لکھیں اس کے لیے
 لکھیں اس کے لیے لکھیں اس کے لیے لکھیں اس کے لیے لکھیں اس کے لیے

حکومت نے ملوث شخصوں کے خلاف کارروائی کر کے
 ان کی تلافی کے لیے اقدامات کیے۔ ان کے خلاف
 کارروائی کے لیے ان کے خلاف کارروائی کی گئی۔

[illegible]

۱۔ کہ جسکو میں بلوہ کہتا ہوں وہی آپ کی خدمت عجب اچھے ہی ہوا جو
 آپ کے اہل خانہ کی خدمت میں گہریم کے لئے ایک کر رہی تھی۔ اسے ایک حکم
 دیا کہ وہ اس میں رہنے والی ایک ایک ایک کے واسطے میں سے ملے کر سناں کہ
 میرا دل بھی میں چلا ہوا ہے اس لئے ایک سرگرم عمل تھا جو میرا دل بھی
 نے کہہ دیا کہ میرا دل بھی چلا گیا ہے۔ یہ سب سب ہی آپ کے ہاتھ آگئی
 تھی کہ ایک ایک کے واسطے میں سے ملے کہ یہ آپ کے لئے ایک ایک کے

وہ جس سے وہ گناہ بچاؤں گی لی وہ کسی بھی چیز کے لیے نہیں
 اپنا جان بچاؤں گی۔ اس لیے اسے سچ کا اور جیوں کے لیے ایک نیا سبق
 لانا ہے۔ لہذا یہی سچا سبق ہے جس کی

سرا صاحب کی بھیجی کے بعد ہی انہوں نے یہی مسئلہ لاہور پہنچا دیا۔
 کہہ دیا۔ میں پتہ نہیں ہے مسلم علی اور مسلم اناروں کے خطابی و حمی کی شہادت اور
 یہ کہ پتہ نہ ملے گا کہ یہاں یہ خطبہ اور ان کی وجہ سے بھیجی گئی تھی، رقم جس کی یہ
 گئی کہ مسئلہ ان کے پاس ہے یہاں، کچھ اور ان کے پاس ہے۔

یہ ہے عورت کی فطرت

[illegible]

[illegible]

الشيخ محمد بن عبد الوهاب

[illegible]

لکھا ہے کہ اس کے بعد اس کا نام ہے (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷)

[illegible][illegible][illegible]

ہاں، سب کے سب کے کام لطف سے کام لیتی رہا کی رو سے ہیں
 اور میں نے کہا کہ چاہے وہ چاہے وہ چاہے کہ یہ چاہے میں کی چاہے
 چاہے وہ چاہے وہ چاہے وہ چاہے کہ یہ چاہے میں کی چاہے
 چاہے وہ چاہے وہ چاہے وہ چاہے کہ یہ چاہے میں کی چاہے
 چاہے وہ چاہے وہ چاہے وہ چاہے کہ یہ چاہے میں کی چاہے
 چاہے وہ چاہے وہ چاہے وہ چاہے کہ یہ چاہے میں کی چاہے

۱۔ یہ سب کے سب کے کام لطف سے کام لیتی رہا کی رو سے ہیں
 چاہے وہ چاہے وہ چاہے وہ چاہے کہ یہ چاہے میں کی چاہے
 چاہے وہ چاہے وہ چاہے وہ چاہے کہ یہ چاہے میں کی چاہے
 چاہے وہ چاہے وہ چاہے وہ چاہے کہ یہ چاہے میں کی چاہے
 چاہے وہ چاہے وہ چاہے وہ چاہے کہ یہ چاہے میں کی چاہے
 چاہے وہ چاہے وہ چاہے وہ چاہے کہ یہ چاہے میں کی چاہے
 چاہے وہ چاہے وہ چاہے وہ چاہے کہ یہ چاہے میں کی چاہے
 چاہے وہ چاہے وہ چاہے وہ چاہے کہ یہ چاہے میں کی چاہے

جس کو ان کے سزا دہی کو اس کی ایک کے لئے ہی دینے کے لئے تیار
 تھا کی تھی۔ جس طرح ملک کی ایک سب سے زیادہ موزوں برادر
 نام کے لئے ہی تھی۔ ان کے ہی کو ملک میں اور سے بہت دیکھیں
 دیکھ کے لئے ہی ایک سب سے زیادہ موزوں کو اس کی تھیں، کی
 برادر کو لایا تھا۔

—

جس کی وجہ سے آپ نے تمام مذاہب کا ذکر کیا اس کے علاوہ یہ سب سچے ہیں۔
 ان کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے: "The Great Religion of the World"
 کے بارے میں بھی لکھا ہے: "The Great Religion of the World"
 یہ تمام مذاہب کے علاوہ ہیں۔ ان کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے: "The Great Religion of the World"
 جس کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے: "The Great Religion of the World"

[illegible]

اور مختلف کام کی ضرورت تھی۔ یہی گریج کالج کا مقصد تھا۔ ہم سب نے فیصلہ کیا کہ اس میں
میں بھی حصہ لے سکے۔ جس کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ یہ پورٹنگھارڈ ہائی اسکول تھا۔
جس میں سے اچھے اچھے طلبہ گریج کالج کی کوشش کر رہے تھے۔ جس وقت میں اس
کے چارٹریڈ کالج میں داخلہ لے کر آیا تو اس کے وقت میں ہی میں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ
میں اس کا مقصد کر رہا ہوں۔ اس کے لیے میں نے اس کا مقصد کیا۔ یہ ہے کہ اس کا مقصد

کتاب یہ تھا کہ اس نے اپنی لکھی گئی کتابوں کی نقل کھانی میں ڈال دی۔
انہوں نے ہمارے ملازم کے اس نام کے پاس سے کتابوں سمیت جان کر لیا۔
پہلاکار کے مندرجہ ذیل ناموں کے ساتھ کتابوں کی کاپیاں بھی تیار ہو گئیں۔
یہ کتابوں کے دو کاپی بھی اپنے وقت کے ساتھ ہی وہاں آ گئیں۔ ان کی بنیادی
میں کوئی بھی کتاب نہ مل سکی۔ مگر یہاں کہہ سکتے ہیں کہ یہاں کوئی کتاب نہ
مل سکی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں کوئی کتاب نہ مل سکی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ
یہاں کوئی کتاب نہ مل سکی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں کوئی کتاب نہ مل سکی۔
اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں کوئی کتاب نہ مل سکی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ
یہاں کوئی کتاب نہ مل سکی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں کوئی کتاب نہ مل سکی۔

المجلد ١٠

[illegible][illegible]

میں کہہ رہی تھی۔ پھر وہ گیارہ گھنٹے تک راز پر ہی سہا رہی
تھی۔ بالآخر وہ سوت گئی۔

اس کے بعد پندرہ گھنٹے کے بعد ہی وہ صبح تھک رہی تھی۔
وہ کہہ رہی تھی کہ اس کے لئے یہ ہے۔

پھر وہ چلا گئی۔

اب سے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

نہی گل کی پہاڑی تھوڑی بھلا رہا گاؤں چار ہٹا کے انکو
 صوفی کی گلی بچھو کہ تیرا اس کے ٹھیکہ سہی راہ کو
 لیا ہے نہ وہی اس کے ٹھیکہ کر آئے کچھ سے ہیں اس
 ٹھیکہ کی گلی تھوڑی میں اس کے چار کے گم، ہذا چار کیا
 ہے بے گلی ہے۔

رنگ کی سنت ہو۔ رنج نبی ہوا

عرب اس عمر کا فوجی لکھ لکھ ہے کہ چاروں لکھ ہے
 چاروں لکھ ہے اس لکھ لکھ لکھ کے چار ہے۔ عرب
 لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
 لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
 لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
 لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

چار لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
 لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
 لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
 لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

میں ہیں کی ہے تھوڑی کی تھوڑی ہے۔ چار لکھ
 لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
 لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
 لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
 لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

دھنکے جڑی غصہ میں تکی رہی ہیں جس کا غصہ تسلیم کرنا
 کہ اور سبب ہے اس کا غصہ میں ایسا ہی سبب ظہور کر رہا ہے
 جس کے سبب ہیں وہ۔ کئی دہائی کے غصہ کی جھلکیاں
 کہ ہر ایک جھلکی میں سبب کا نام لے لے۔

دانشی ہاں اس طرح طوطہ ہے

۱۔ لہذا ۱۹۳۵ء

سہ دن پہلا دن کی صورت کہ جس طرح زبانی زبان
 نکلتی ہے اس کے اس کے لہجے کا ایک لہجہ ہے۔
 دیکھیں جس کا لہجہ چلتا کہ ہندوستانی لہجہ ہے۔
 ہندوستانی لہجہ کے لہجہ میں وہی لہجہ ہے۔
 لہجہ اب نہ لہجہ چلیں تو لہجہ میں لہجہ ہے
 لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ

لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ

لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ

میں نے لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ
 لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ
 لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ
 لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ

۱۹۳۵ء

۱۹۳۵ء لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ لہجہ

جہ طرہ میں یہ طوطا نکلتا ہے

جس کی ساری پٹائی کے لئے لپا لپا ہیں اس کی کامیابی
 یہ کہہ دیتی کہ کچھ تو اس سے لاکھوں سال پہلے
 یہ وہ طوطا ہے جس کی طرف سے تمام قومیں چاروں طرف
 جلی جہانہ کر رہی ہیں۔ یہ کئی طوطا کی طرح نہیں ہے
 بلکہ جنت ہے۔ یہ اس جہانہ میں ہے کہ ساری
 قومیں ملتی ہیں۔ یہ طوطا ہے کہ اس کے گونج سے
 دنیا جلی جہانہ کے گونج کے گونج سے گونج رہی ہے۔

طوطا کی طرح

یہ طوطا ہے

طوطا کی طرح

یہ طوطا ہے جس کی ساری پٹائی کے لئے لپا لپا ہیں اس کی کامیابی
 یہ کہہ دیتی کہ کچھ تو اس سے لاکھوں سال پہلے
 یہ وہ طوطا ہے جس کی طرف سے تمام قومیں چاروں طرف
 جلی جہانہ کر رہی ہیں۔ یہ کئی طوطا کی طرح نہیں ہے
 بلکہ جنت ہے۔ یہ اس جہانہ میں ہے کہ ساری
 قومیں ملتی ہیں۔ یہ طوطا ہے کہ اس کے گونج سے
 دنیا جلی جہانہ کے گونج کے گونج سے گونج رہی ہے۔

یہ طوطا ہے جس کی ساری پٹائی کے لئے لپا لپا ہیں اس کی کامیابی
 یہ کہہ دیتی کہ کچھ تو اس سے لاکھوں سال پہلے
 یہ وہ طوطا ہے جس کی طرف سے تمام قومیں چاروں طرف
 جلی جہانہ کر رہی ہیں۔ یہ کئی طوطا کی طرح نہیں ہے
 بلکہ جنت ہے۔ یہ اس جہانہ میں ہے کہ ساری
 قومیں ملتی ہیں۔ یہ طوطا ہے کہ اس کے گونج سے
 دنیا جلی جہانہ کے گونج کے گونج سے گونج رہی ہے۔

یہودی اُردو لوگوں

گریٹر اسرائیل کے عالمی صیہونی منصوبے کی
خفیہ دستاویزات کا پہلا انگریزی، اردو ترجمہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مترجم: محمد کئی خان

بنیادی نظریہ

دنیا میں طاقت اور غلبہ حاصل کرنے کے لئے کئی تصورات کے تحت کام ہو رہا ہے۔ تاہم اس ضمن میں ہمارے یعنی ہم یودیوں کے تصورات، غیر یودی اقوام کے تصورات سے مختلف اور منفرد ہیں۔ ہم طاقت کو حق یا غلبہ حاصل کرنے کا واحد ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہمارے نزدیک حق طاقت کے اندر ہی پوشیدہ ہے۔

یاد رکھیں ان پروٹوکولز (دستویزات) میں ہم مروجہ تصورات کے عمومی معنوں سے ہٹ کر اپنے مقاصد کے تحت ان کے معنی متعین کریں گے اور الفاظ کے گورکھ دھندے میں نہیں الجھیں گے۔ چنانچہ ہم ذیل کے تصورات کی نئی تعریف متعین کریں گے۔

اقدار، حق اور طاقت

اقدار، حق اور طاقت، سیاسی آزادی، قوت زر، مطلق الحاکم استبداد، عوامی رہنمائی، اخلاقی اقدار و استحقاق، عوام کی کنزروی، عیاشی و فحاشی، فریب کاری، ذرائع اور وسائل، اور اسباب نصرت۔

یہ امر نوٹ کیا جانا چاہئے کہ دنیا میں اچھے لوگوں کی بہ نسبت برے لوگوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اس لئے ان پر کامیاب حکمرانی جبر و تشدد اور دہشت گردی کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے، علمی بحث مباحثوں سے نہیں۔ ہر شخص اقدار اور قوت حاصل کرنے کا حتمی ہے اور اسے حاصل کرنے کے بعد ڈیکٹیشن جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کی تعداد واقعی بہت کم ہے جو سب کے اجتماعی مفادات کو اپنے ذاتی مفاد پر قربان کرنے کے لئے رضامند نہ

ان حکامی درندوں، جنہیں عرف عام میں انسان کہا جاتا ہے، کو اپنی درندگی کا مظاہرہ کرنے سے کس نے روکا ہے؟ اب تک ان کی رہنمائی کا فریضہ کون انجام دیتا رہا ہے؟

معاشرتی ڈھلچے کی تشکیل کے آغاز میں ان انسان نما درندوں کو جبر و تشدد سے اور اندھی بہری قوت کے ذریعہ قابو میں لایا گیا، بعد ازاں اس تشدد کی قوت کو قانون کا لہوہ لوٹھا کر استعمال کیا گیا۔ اس سے میں یہ نتیجہ اخذ کرتا ہوں کہ قانون فطرت کے مطابق حق، قوت کے اندر مضمر و پوشیدہ ہے۔

سیاسی آزادی

سیاسی آزادی محض ایک تصور کا نام ہے، اس میں کوئی ٹھوس حقیقت نہیں ہے، ہمیں اس تصور کو یوقت اشد ضرورت استعمال کرنے کا طریقہ معلوم ہونا چاہئے۔ ہمیں اس تصور کو بطور چارہ استعمال کر کے عوام کو اپنے گرد جمع کر لینا چاہئے تاکہ صاحبان اقتدار کو ان کی مدد سے گر لیا جائے اور گرا کر چلاؤ و برہلاؤ کر دیا جائے۔ اگر ہمارا حریف یعنی حکومت، سیاسی آزادیوں کے تصور سے سرشار ہو اور نام نہاد لیبرل ازم کی حاوی ہو تو اس کو گرانا اور بھی زیادہ آسان ہو جاتا ہے کیونکہ ایسی حکومت اپنے لیبرل ازم کے عہد کو بھلانے کے لئے اپنے اقتدار کا کچھ حصہ قربان کرنے پر آمادہ رہتی ہے۔ بس اسی سے اس نظریہ کی کامیابی دکھائی دیتی ہے۔ حکومت کی باگوں (Reins) میں پیدا ہونے والی ڈھیل، اس کشش کے نتیجے میں ابھرنے والے نئے ہاتھوں کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہوتی ہے اور وہ بڑھ کر انہیں تھام لیتے ہیں۔ کیونکہ قوم کی اندھی طاقت گھوڑے کے بغیر ایک لمحہ کے لئے بھی زندہ نہیں رہ سکتی اور اس خلا کو نئی اتھارٹی پر کرتی ہے جس نے پرانی اتھارٹی کو اس کے لیبرل ازم کے ذریعہ کمزور کر کے پچھاڑ دیا ہوتا ہے۔

جو طاقت کسی نملے میں لہلہل حکمرانوں کو حاصل ہوتی تھی ہمارے دور میں آج وہ زر یا سونے کو حاصل ہے، یہ وہ نملے ہوا کرتے تھے جب عقیدے اور ایمان کی حکمرانی تھی (مگر یہ اب نہیں ہے)۔ آزادی کے تصور کو حقیقت کا جامہ نہیں پہنایا جاسکتا کیونکہ کسی کو اس کے صحیح اور اعتدال پسندانہ استعمال کا طریقہ ہی معلوم نہیں ہے۔ کسی طبقے یا علاقے کے لوگوں کو کچھ عرصہ کے لئے محدود آزادی یا سیلف گورنمنٹ سونپ کر دیکھ لیجئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایک غیر منظم گروہ ابھر آئے گا، ایک ہی نہیں کئی گروہ نمودار ہو جائیں گے جو ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار ہو جائیں گے۔ ہر طرف جھڑپیں، اختلاف و انتشار، بد نظمی اور خانہ جنگی کی کیفیت دکھائی دینے لگے گی بلاخر سب کچھ مٹی کا ڈھیر بن جائے گا۔

مطلق العنان استبداد

کوئی ریاست خود اپنے اندرونی خلفشار کی وجہ سے خود ختم ہو جائے یا داخلی انتشار اسے بیرونی دشمن کے لئے لوالہ تر بنا دے، دونوں صورتوں میں یہ ہمیشہ کے لئے مٹ جائے گی۔ اس صورت حل تک اسے ہم ہی پھنسا سکتے ہیں۔ یہ سرمے کا استبداد ہو گا جو کہ ہمارے ہاتھ میں ہو گا۔ اسے ہم نے ایک خاص طریقے سے استعمال کرنا ہے۔ ریاست کو ہمارے سرمے کا سہارا لینا ہو گا جیسے ڈوبتا ہوا انسان تنکے کی طرف بھی جھپٹتا ہے۔ وہ چاہے یا نہ چاہے، اپنے پھلو کے لئے یعنی ڈوبنے سے بچنے کے لئے ہماری طرف بڑھے گا۔ جو ریاست ہمارا سہارا نہ لے گی فرق ہو جائے گی۔

اگر کوئی لہلہل ذہن کا آدمی یہ سوچنے لگے یہ طرزِ فکر غیر اخلاقی ہے تو میں اس سے یہ سوال پوچھوں گا کہ اگر ایک ریاست کے دو دشمن ہوں جن میں ایک داخلی ہو اور دوسرا خارجی۔ یہ ریاست اپنے بیرونی (خارجی) دشمن کے خلاف ہر ناجائز حربے اور طریق جنگ بشمول اس کی داخلی میں ہذا حملہ کرنے اور شیخون مارنے کو جائز سمجھے تو آخر کس منطق کی رو سے ایسی ریاست کے خلاف وہ کارروائی غیر اخلاقی اور ناجائز قرار

پائے گی جس نے اجتماعی فلاح کے تصور کی جڑیں کٹ دی ہوں اور انسانی معاشرے کو تباہ کرنے کے درپے رہتی ہو۔

عوامی رہنمائی

کیا کوئی صحت مند اور منطقی ذہن کا حامل فرد محض اپنے معقول مشوروں اور نصیح و بلغ دلائل کے ساتھ عوامی ہجوم کی رہنمائی کرنے میں کامیاب ہونے کی توقع کر سکتا ہے؟ جبکہ ہر معاملے میں انتہائی احتیاط اور متضاد نوعیت کے اعتراضات کئے جاسکتے ہیں جنہیں عوام کے سطحی اذہان بلا تاخیر قبول بھی کر لیتے ہیں۔ عوام کی اکثریت اور ان کے نام نہاد نمائندے ادنیٰ قسم کے عقائد، حقیر جذبات اور بے ہودہ رسوم و روایات کے زیر اثر جماعتی اختلاف و انتشار کے شکار ہو جاتے ہیں اور پھر ان کا کسی معقول ترین فیصلے پر متفق ہونا محال ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ عوامی مجمع کی منظور شدہ قرارداد کی قسمت کا انحصار محض حسن اتفاق یا حاضر شدہ عوام کی اکثریت پر ہوتا ہے۔ ان عوامل کی بنا پر سیاسی اسرار و رموز سے یہ ناواقف، بے خبر اور جاہل عوام ایک ایسی نامعقول قرارداد بھی منظور کر لیتے ہیں جو انتظامیہ میں طوائف الملوکی، انتشار اور بد نظمی کے بیج بو دیتی ہے۔

اخلاقی اقدار

سیاست اور اخلاق میں کوئی قدر مشترک نہیں ہوتی۔ اخلاقی قدروں کا علمبردار انسان کبھی ماہر سیاستدان کے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس کا اقدار کبھی پائیدار و مستحکم نہیں ہو سکتا۔ مضبوط حکمرانی کرنے کے خواہش مند شخص کو مکرو و فریب، چالاکی و عیاری، ظاہر داری اور بنلوئی رویہ اختیار کرنے پر قدرت حاصل ہونی چاہئے۔ دیانت و امانت، قومی کردار اور حق گوئی وغیرہ قسم کی اخلاقی اقدار کا کارزار سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ سیاست میں یہ چیزیں خوبیاں نہیں بلکہ عیب شمار ہوتی ہیں۔ ان اقدار کو اختیار کرنے والے حکمرانوں کا زوال ایک لازمی امر ہوتا ہے وہ ایسی تباہی کو دعوت دیتے ہیں

جو کسی طاقتور ترین دشمن کے ہاتھوں بھی ممکن نہیں ہوتی۔ لہذا ان اوصاف کو غیر
یہودی مملکتوں میں ہی بھلنے پھولنے دیجئے ان سے ہمارا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہونا
چاہئے۔

استحقاق

استحقاق کی حدود کیا ہیں؟ یہ کہاں سے شروع ہوتا ہے اور کہاں ختم ہوتا ہے؟ لفظ
حق یا استحقاق ایک مجرد خیال ہے جس کو کسی طرح ثابت و متعین نہیں کیا جاسکتا۔ یہ
حق طاقت کے اندر مضمر ہے۔ اس کی توضیح یوں ہو سکتی ہے۔ ”مجھے وہ کچھ دیدو جو میں
چاہتا ہوں تاکہ میں یہ ثابت کر سکوں کہ میں تم سے زیادہ طاقتور ہوں۔“ ہر وہ ریاست
جس کا نظام حکمرانی کمزور اور ناقص ہو جس کے قوانین حریت پسندوں کے بڑھتے ہوئے
مطالبات اور حقوق کے سیلاب کے سامنے دم توڑ چکے ہوں وہی ایک نیا حق معرض
وجود میں آ جاتا ہے اور وہ ہے طاقتور ہونے کی حیثیت سے دھوا بولنے کا حق، پہلے سے
موجود اور مروج قوانین اور نظم و ضبط برقرار رکھنے والی قوتوں کو درہم برہم کرنے اور
ناخست و تاراج کر دینے کا حق۔ تاکہ میں من مانی کر سکوں تمام لوگوں کو اپنی مرضی
کے مطابق ڈھال کر ان لوگوں کا حکمران اعلیٰ بن سکوں جو حریت پسندی اور لبرل ازم
کے جنون میں اتنا آگے چلے گئے کہ ان کے لئے اپنے حقوق حکمرانی سے دستبرداری کے
سوا کوئی راہ ہلتی نہ رہی۔

عصر حاضر کی حکومتوں کی تمام لڑکھاتی صورتوں کے مقابلے میں ہماری طاقت
ناقابلِ تسخیر ہو گی کیونکہ یہ اس وقت تک پردہ افغا میں رہے گی جب تک یہ اتنی
مضبوط نہ ہو جائے کہ کوئی عیار سے عیار دشمن بھی اسے نہ نقصان پہنچا سکے۔ ہمارے
پیش نظر ایک خاص منصوبہ ہے جو بڑی محنت اور کمال درجے کی حکمت عملی سے تیار
کیا گیا ہے، لہذا اس کی متعینہ حدود سے منحرف ہونا صدیوں کی محنت اور عرق ریزی کو
ضائع کرنے کے مترادف ہو گا۔

عوام کی کمزوری

عوام میں چند فطری کمزوریاں ہوتی ہیں۔ ہمیں اپنے پروگراموں پر عمل کرنے کے لئے عوام کی کمزوریوں پر پوری نظر رکھنی چاہئے۔ عوام الناس اندھے، بے شعور، کم عقل اور بے سمجھ ہوتے ہیں۔ ان کے اندر بد معاشی، بد ذاتی، پاپی پن، کسی اصول پر کاربند نہ رہنے اور ہڑونگ چلانے کے جذبات موجزن رہتے ہیں۔ ان رجحانات کی وجہ سے وہ ہر کسی کی ہر انگلیوں کے اشارے پر تلج سکتے ہیں۔ دراصل وہ کسی بھی طاقت کے غلام اور اس کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں۔ ایک اندھا دوسرے اندھے کی رہنمائی تو نہیں کر سکتا لیکن اسے جہی کی راہ پر ضرور ڈال سکتا ہے۔ عوام میں سے جو شخصیت بھی ابھرے گی عقل و خرد سے خواہ کتنی ہی ذہین ہو سیاسی امور سے ثوابیت کے باعث عوام کے قائد کی حیثیت سے سامنے نہیں آ سکتی۔ اس کا یہ کردار اختیار کرنا ساری قوم کے لئے جہی کا باعث بنے گا۔ لہذا وہی افراد جن کو بچپن میں خود مختار حکمران بننے کی تربیت ملی ہو ان اصطلاحوں کو سمجھ سکتے ہیں جو سیاست کی ابجد (اے بی سی) کے حروف سے مرتب کی گئی ہوں۔ اگر کسی قوم کو من مانی کرنے کی اجازت مل جائے یعنی اس کی باگ ڈور نو آموز سیاست دانوں کے ہاتھوں میں چلی جائے تو شان و شوکت کے حصول کی دوڑ کی وجہ سے بد نظمی اور جہی اس قوم کا مقدر بن جاتی ہے۔

عیاشی اور فحاشی

ذرا ان بدست شریعوں کی طرف دیکھئے جو نئے میں دست ہیں اور انسان نہیں بلکہ جانور معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی مدہوشی سے لطف اٹھائیے۔ ان کو نظم و ضبط اور قیود سے نفرت ہے اس لئے انہیں نیشے مشروبات پینے کا حق پہنچتا ہے۔ مگر ہمارا راستہ اور ہے اور غیر یہودی اقوام کا اور راستہ ہے۔ منشیات نے غیر یہودی لوگوں کے ہوش و حواس چھین لئے ہیں۔ ان کی نوخیز نسل کو یونانی و لاطینی علم و ادب، فکر و فلسفہ اور ان کے مخصوص ذلویہ نگاہ کی اندھی تقلید نے حماقت میں مبتلا کر دیا ہے۔ ان کو بے وقوف

بننے میں لڑکپن کی آوارہ مزاجی اور بد قماشی کا بھی بڑا دخل ہے اور ہم نے اپنے خاص ایجنٹوں کے ذریعہ انہیں اس طرف مائل کرنے کا اہتمام کر رکھا ہے۔ ایجنٹوں سے مراد ان کے وہ اتالیق اور اساتذہ ہیں جو ان کی تعلیم و تربیت پر مامور ہیں، ان کے خدمت گار، گھریلو غلام، نگران، ولی اور عام طور پر ان کی صحبت میں رہنے والے افراد ہیں۔ علاوہ ان کے اہل دولت و ثروت افراد کے ہاں مقیم استعمائیں، معلمائیں اور ہماری وہ عورتیں ہیں جو عیاشی کے اڈوں پر ان سے ملتی ہیں جہاں غیر یہودی جانا پسند کرتے ہیں۔ اس ضمن میں، میں ان نام نہاد سوسائٹی لیڈرز کا بھی ذکر کروں گا جو از خود عیاشی فاشی اور آوارگی کی طرف میلان رکھنے والے افراد کو اپنے دام ترویج میں پھانسی ہیں۔

قریب کاری

طاقت اور قریب کاری، سیاسی میدان میں خصوصی طور پر کار آمد چیزیں ہیں۔ ان کے ذریعہ دوسروں کو ہمنوا بنانے میں بڑی آسانی ہوتی ہے۔ لہذا ہمیں قوت و طاقت کا بھرپور استعمال کرنا چاہئے۔ سیاسی امور میں طاقت ایک کارگر حربہ ہے۔ بشرطیکہ اسے ہوشیاری سے اور دقت پر دلوں میں محفوظ کر کے استعمال کیا جائے۔ ان حکمرانوں کے لئے جو اپنے تاج شہی کو کسی نئی طاقت کے ایجنٹوں کے قدموں میں نہیں ڈالنا چاہتے دہشت و بربریت، مکرو ویا کے ذریعہ اپنی راہ پر لایا جاسکتا ہے۔ دوسروں کو دغا دینے اور بے وقوف بنانے میں بھی کسی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔ اگرچہ یہ حربے سراسر شر ہیں لیکن اصل مقصد مطلب برآری ہے اور موثر طریق کار ہے۔ اگر رشوت، دغا و قریب، نیز غداری و بے وفائی کے حربوں سے کامیابی ہو سکے تو ان کے استعمال سے قطعاً گریز نہیں کرنا چاہئے۔ اگر کسی کی جائداد چھین کر اسے اطاعت و فرمانبرداری پر مجبور کیا جاسکتا ہو اور اقتدار اعلیٰ پر قبضہ کرنا ممکن ہو تو کسی پس و پیش کے بغیر ایسا کر گزرنا چاہئے۔

ذرائع اور وسائل

ہم صرف ذرائع اور وسائل کی فراوانی پر ہی بھروسہ نہیں کرتے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ نظریہ حدود و برکت کو بھی بروئے کار لا سکتے ہیں۔ ہم تمام حکومتوں کو اعلیٰ حکومت (سپر گورنمنٹ) کے تحت لائیں گے۔ غیر یہودیوں پر اچھی طرح واضح کر دیا جانا چاہئے کہ ہم ہر گستاخی اور بے ادبی کا سرکچلنے کو رد سمجھتے ہیں۔ اس معاملے میں ہم سخت بے رحم ثابت ہوں گے۔

اسباب نصرت

آزادی، مساوات اور بھائی چارہ (Liberty, Equality, Fraternity) کا جو نعرو ہم نے دیا، دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گیا ہے۔ اس کے لئے ہم اپنے اندر سے ایجنٹوں کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہمارے جھنڈے کو سر بلند رکھا ہے۔ یہ الفاظ ہر روز میں دیمک کی طرح غیر یہودیوں کی لالچ و بہبود کو چاٹتے رہے۔ اور امن و سکون، آشتی اور سالمیت کو ختم کر کے ان کی مملکتوں کی جڑیں کھوکھلی کرتے رہے۔ اور جیسا کہ آپ کو بعد میں معلوم ہو گا یہی چیز ہماری فتح و نصرت کا سبب بنی ہے۔ اس نے ہمیں دوسری چیزوں کے علاوہ یہ موقع بھی فراہم کیا ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں میں شہ پتوں کو لے لیں۔ یعنی منصب کے غلط استعمال اور منصب کی تباہی و بربادی کا اہتمام کریں۔ یہ الفاظ دیگر غیر یہودی ارستو کسی کو قنا کر دیں۔ اور اس طبقے کو ختم کر دیں جو دوسرے ممالک اور عوام میں ہمارے خلاف دفاع کرتے ہیں۔ غیر یہودی ارستو کسی کے کنڈرلٹ پر ہم اپنے تعلیم یافتہ طبقے کی بلاستی قائم کریں گے جس کی قیادت دولت کی ارستو کسی کرے گی۔ اس ارستو کسی کو ہم نے دولت سے تعبیر کیا ہے، دولت جو ہماری تبلیغ فرمان ہے۔ علم بھی اسی ارستو کسی میں پنہاں ہے جس میں ہمارے بزرگ دانشوروں کی ایک مثبت قوت پائی جاتی ہے۔

ہماری فتح اور کامرانی اس لئے بھی زیادہ آسان ہے کہ ہم نے اپنے رشتے اور بھی تعلقات کی اساس انسانی نفسیت پر رکھی ہے۔ ہم جن افرو سے اپنے روابط رکھنا چاہتے

ہیں ان کی بنیاد دولت، حسن و عشق اور انسان کی کبھی تسکین نہ پالنے والی احتیاجت پر رکھی ہے۔ اگر ہم ہر ایک میں انسانی کمزوری کو مد نظر رکھیں تو ہمارا طریق کار ان کی صلاحیتوں کو مفلوج کرنے کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ انسانی خود اعتمادی اور قوت ارادی ان افراد کے ہاتھ میں کھیلٹی ہے جو اس کو ہر قسم کا عیش فراہم کرتے ہیں۔

آزادی کے محض تصور نے ہمیں موقع فراہم کیا ہے کہ ہم ہر ملک کے لوگوں کو اس بات پر اکسائیں کہ ان کی حکومتیں ان چند افراد کے سوا کچھ نہیں جو ملک کے حاکم اور ملک بن بیٹھے ہیں۔ انہیں پھنسنے پر انے دستوں کی طرح پھینک دیا جانا چاہئے۔ عوامی نمائندوں کو ہٹانے کے لئے اسی امکان نے ہمیں مختلف ممالک کے عوام کو اپنے ہاتھ میں لینے کا موقع فراہم کیا ہے، چنانچہ ہمیں حدود پر تقرر کرانے کا اختیار حاصل ہو چکا ہے۔

پروٹوکول: 2

اہم نکتہ : اقتصادی جنگیں، یہودی غلبے کی بنیاد، دکھاوے کی حکومتیں اور خفیہ مشیر، چہ کن نظریات کی کامیابی، سیاست میں موزونیت، پریس کا کردار، سونے کی قیمت اور یہودیوں کی گراں بار قربانیاں۔

ہمارا مفاد اس امر کا متقاضی ہے کہ جہاں کہیں بھی جنگیں ہوں، ان کے نتائج علاقائی فتوحات کی صورت میں سامنے نہ آئیں۔ ایسا ہوا تو جنگوں کی نوعیت محض اقتصادی بن جائے گی اور متحارب قوموں کو ہماری امداد کی ضرورت پڑے گی جس کی وجہ سے وہ ہمارے بین الاقوامی ایجنٹوں کے رحم و کرم پر ہوں گی۔ (ان ایجنٹوں میں یہودی اور غیر یہودی، دونوں قسم کے لوہارے شامل ہوں گے) جو عالمی واقعات پر گہری نظر رکھتے ہیں ان پر کسی خطے میں بھی پابندی نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ہمارے بین الاقوامی روابط اور حقوق درحقیقت مقامی قومی حقوق کا منہ بول کر دیں گے۔ ان قوموں پر صحیح معنوں میں ہماری حکمرانی ہو گی۔ بالکل اسی طرح جیسے ریاستیں اپنے سول لاء کے ذریعے اپنے عوام پر حکمرانی کرتی ہیں، اور ان کے باہمی تعلقات کو مربوط کرتی ہیں۔

یہودی ماہرین اور مشیر

کسی ملک پر حکمرانی کے لئے ہم عوام ہی میں سے چند افراد کو منتخب کریں گے۔ ان کی اہم ترین خوبی ہمارے تلخ فرمان ہونا ہے۔ ان کے لئے چونکہ ظلم و فسق کا تجربہ ضروری نہیں ہو گا اس لئے وہ آسانی سے ہمارے اکہ کار بنیں گے لیکن وہ ہمارے

مقرر کردہ مشیروں اور ماہرین کے حلق ہوں گے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ماہرین ایسے افرلو ہوں گے جنہیں بچپن سے ہی انتقامی اور مذمتی امور کی تربیت دی گئی ہو گی۔ ہم نے اپنے آدمیوں کو بڑی جالغشی سے آداب حکومت سکھائے ہیں اور یہ لوگ تاریخ سے سبق لینا بھی جانتے ہیں۔ انہیں ہمارے سیاسی منصوبوں سے بھی آگاہی حاصل ہے۔ یہ باہوش اور باخبر لوگ ہیں جو گہرا مشاہدہ رکھتے ہیں اور کرۂ ارض کے کسی مقام پر ہونے والے واقعہ کا فوری تجزیہ کر لیتے ہیں۔ دوسری طرف غیر یہود (Goyim) تاریخ کا بے لاگ اور غیر متعصبانہ مطالعہ کرنے سے قاصر رہتے ہیں جو تاریخ اور عواقب سے بے نیاز، نظریاتی دنیا ہی میں قیاس آرائیاں کرنے میں مشغول رہتے ہیں، اس لئے ہمیں ان کی فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ انہیں مقررہ کھیل تماشوں میں مصروف رہنے دیجئے، اسلاف کی عظمتوں کے ترانے بگائے دیجئے۔ انہیں وہ کردار ادا کرنے کے لئے اپنی حالت پر چھوڑ دیجئے جو ہم نے سائنس کے نام پر ان کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ (یعنی صرف نظری بحث مباحثے میں الجھے رہیں۔) یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے پریس کے ذریعہ ان سائنسی نظریات پر بن کا یقین مضبوط کرنے کی کوششیں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ غیر یہود دانشور ان نظریاتی علوم پر فکر کر کے پھولے نہیں سکتے۔ یہ ٹیکر کے فقیر قسم کے لوگ بن سائنسی معلومات کو تحقیق و تدقیق کی کسوٹی پر پرکھے بغیر عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ سائنسی معلومات کا یہ ذخیرہ ہمارے ماہرین نے بڑی ہوشیاری سے اس انداز میں ترتیب دیا ہے کہ غیر یہودی ذہنوں کو ایک خاص رخ پر لگا دے اور وہ اسی کو اصل سائنس سمجھتے رہیں۔ آپ ایک لمحہ بحر کے لئے بھی ذہن میں یہ بات نہ لائیے کہ یہ بیانات محض لفاظی ہیں بلکہ ان کامیابیوں پر نگاہ ڈالئے جو ڈارون، مارکس اور نیشٹس کے نظریات کے ذریعے ہم نے حاصل کی ہیں۔ اہل یہود کو یہ بات بھی پیش نظر رکھنی چاہئے کہ ان نظریات کے اثرات کا ہی تو کرشمہ ہے کہ آج غیر یہودیوں کے قلوب و ذہن غفلت اور انتشار سے دوچار ہیں۔

ہمارے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اقوام عالم کے خیالات، کردار اور رجحانات کا جائزہ لیتے رہیں تاکہ ہم سے سیاسی اور انتظامی غلطیاں نہ ہونے پائیں۔ ہمارا یہ نظام

جس کی مشینری کے تلف حصے دور دراز مقلات پر پھیلے ہوئے ہیں مناسب منصوبہ بندی نہ ہوئی تو بالکل بے کار ہو جائے گا۔

پریس کی طاقت

آج کے دور میں ریاستوں کے پاس ایک ایسی قوت ہے جو لوگوں کے ذہنوں میں خیالات پیدا کرتی اور انہیں آگے بڑھاتی رہتی ہے۔ یہ پریس کی قوت ہے۔ پریس کا اصل کردار یہ ہے کہ ناگزیر ضروریات کی نشاندہی کرتا ہے، عوام کی شکایات اور تکالیف کو سامنے لاتا ہے۔ یہ بے اطمینانی اور بے چینی کی فضا بھی پیدا کرتا ہے اور اس کی تشہیر بھی کرتا ہے۔

یہ پریس ہی تو ہے جس کے ذریعہ آزادی تقریر کا عملی اظہار ہوتا ہے۔ غیر یہودی ریاستیں چونکہ اس طاقتور حربے کے استعمال سے نا آشنا اور بے بہرہ ہیں لہذا یہ طاقت کلی طور پر ہمارے ہاتھ آ چکی ہے۔ پریس کی وجہ سے ہم خود پس پردہ رہ کر غیر یہودی عوام پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اسی کے ذریعے ہم سونے جیسی قیمتی دھلت پر قابض ہوئے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اسے حاصل کرنے کے لئے خون اور آنسوؤں کے سمندر میں سے گزرنا پڑا ہے اپنے ہمت سے عزیزوں کی جانوں کی بھی قربانی دی ہے۔ لیکن اس سے ہمیں بے ہوا فائدہ بھی پہنچا ہے۔ یاد رکھئے کہ ہمارا ہر فرد ظلم و ستم کا نشانہ بنا ہے۔ خدا کی نظروں میں ہمارا ایک فرد ہزار غیر یہودی افراد کے برابر ہے۔

فتح کے طریقے

اہم نقطہ اور موضوعات: علامتی ساپ اور اس کی اہمیت، دستوری پلانے، دہشت گردی، طاقت اور ہوس، اقتصادی فلاحی، عوامی حقوق، اجارہ دارانہ نظام اور ارسٹوکرسی، فوج یہود، گویم (غیر یہود) کا خاتمہ، بھوک اور سرمایہ کے حقوق، عوام اور دنیا کے حاکم اعلیٰ کی تہذیبی، مستقبل کے صیہونی قومیت کے سکول پروگرام کے بنیادی نظریہ کی روح، معاشرتی نظام کی تعمیر کی سائنس کا راز، عالمی معاشی بحران، یہودیوں کا تحفظ، صیہونیت کی تشبیر، صیہونیت اور فرانس کا عظیم انقلاب، یہودیوں کا عظیم خون بہا، صیہونیت کی ناقابل تخریبی کی وجوہات، صیہونیت کے خفیہ ایجنٹوں کا کردار اور آڑلوی۔

علامتی ساپ اور اس کی اہمیت

آج میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری منزل اب صرف چند قدم دور رہ گئی ہے جس راہ پر ہم چل رہے ہیں اس کا بہت ہی کم حصہ طے ہونا باقی رہ گیا ہے اور ہمارے اس علامتی ساپ کا حلقہ مکمل ہونے والا ہے جس سے ہم اپنی قوم کے افرلو کو تشبیہ دیتے ہیں۔ جس روز یہ حلقہ مکمل ہو جائے گا اس روز یورپ کی تمام حکومتیں ایک مضبوط ترین گھنٹے کی لپیٹ میں آجائیں گی۔

دستوری پلانے

غیر یہودی اقوام اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ انہوں نے اپنے دساتیر کو ٹھوس

بنیادوں پر استوار کر لیا ہے اس لئے وہ اب بالکل محفوظ ہو گئی ہیں لیکن ان کے یہ پیمانے عنقریب ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائیں گے کیونکہ ہم نے ان کی تدوین اس انداز میں کی ہے کہ ان میں توازن کی وہ شدید خامیاں موجود ہیں جو مملکتوں کی جڑوں کو کھوکھلا کرتی رہتی ہیں۔ اور وقت آنے پر ہم ان کو اپنی مرضی کے مطابق کسی بھی محور پر گردش کرا سکتے ہیں۔ جبکہ غیر یہود ہمیشہ سے اس امید پر جیتے رہے ہیں کہ ان میزانون میں توازن وقت گزرنے پر خود بخود پیدا ہو جائے گا۔ لیکن ان کی امید پر بہت جلد پانی پھر جلے گا۔ یہ پلوشہ اپنے درباری مسخوں کے درمیان گھرے ہوئے ہیں۔ درحقیقت ان کی طاقت محلات میں جنم لینے والی دہشت گردی اور ظلم و تشدد کی مرہون بنت ہوئی ہے۔ چونکہ ان کے پاس عوام میں کھلنے پھٹنے اور بیرونی حقائق کا خود جائزہ لینے کے ذرائع نہیں ہیں اس لئے ان کی غلط فہمیاں دور ہونے کا کوئی امکان باقی نہیں ہے۔ یہ حکمران اور پلوشہ اپنے تلمج و تخت کے سوا کسی چیز کو نہیں دیکھ سکتے اور نہ ہی عوام کی توقعات پر پورے اتر سکتے ہیں۔ ہم نے اقتدار اعلیٰ اور عوام کی اندھی قوت کے مابین اتنی وسیع اور گہری خلیج حائل کر دی ہے کہ دونوں اپنی اپنی جگہ اپنے معنی کھو بیٹھے ہیں۔ یاد رکھئے کہ اندھا آدمی اور اندھی لاشی ایک دوسرے سے جدا ہو کر بے معنی اور بے طاقت ہو کر رہ جاتے ہیں۔

اقتدار کے بھوکوں میں قوت کے غلط استعمال کے رجحان کو فروغ دینے کے لئے ہم نے تمام گروہوں کو ایک دوسرے کے مقابلے میں لاکڑا کیا ہے۔ تمام جماعتوں اور گروہوں کو مسلح کر کے اقتدار ہی کو ان کا مطلوب و مقصود بنا دیا ہے۔ ریاست کو سینکڑوں متنازعہ مسائل کا اکھاڑہ بنانے کے رنگ بھرت جلد سامنے آئیں گے۔ ہر جگہ انتشار، بد امنی اور دیوالیہ پن کا دور دورہ ہو جائے گا گویا اسمبلیاں، پارلیمنٹوں کے اجلاس اور اقتدار کے ایوان اب کبھی ختم نہ ہونے والی فضول گوئی کے مقابلوں اور مناظروں کی آماجگاہ بن چکے ہیں۔ عوام چھپی ہوئی چیزوں (Printed things) پر آنکھیں بند کر کے اعتبار کر لیتے ہیں۔ بے ایمان قسم کے پمفلٹ باز اور شبہ پاک صحافی ہر روز انتظامی افسروں کی دجھیاں اڑاتے ہیں اور عوام کو ریاست کے خلاف اکسالتے ہیں، اس کا نتیجہ ریاستی اداروں کے تہ و بالا ہونے کی صورت میں نکلے گا اور ہر چیز

کلوے کلوے ہو کر فضا میں بکھر جائے گی۔ آج کل لوگ غربت و افلاس کے ہاتھوں بھاری مشقت کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں، اس کی گرفت دور غلامی بلکہ دور زرعی غلامی میں بھی اتنی مضبوط نہ تھی۔ ممکن ہے وہ حکمرانوں سے کسی نہ کسی طرح نجات حاصل کر لیں لیکن احتیاجات اور ضروریات زندگی سے تو ہٹکارا نہیں پاسکیں گے۔

دستہ میں شامل عوام کے بنیادی حقوق محض فرضی ہیں، ان نام نہاد حقوق کا اصل حقوق سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ محض ایک خواب ہوئے ہیں جو عملی زندگی میں رو بہ عمل نہیں آسکتے۔ ایک محنت کش جس کی کمر محنت و مشقت اور احتیاجات کے بوجھ کی وجہ سے دوہری ہو رہی ہو اسے ہاتھی لوگوں کو یا وہ کوئی کا حق مل جانے یا اخبارات میں خوبصورت مولو پر مبنی تصویریات چھپ جانے سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ یاد رکھئے کہ کسی بھی دستور کے تحت محنت کشوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، ان سے فائدہ ایسے لوگوں کو ہوتا ہے جنہیں ہم برسر اقتدار لانا چاہتے ہیں۔

غریب آدمی کے لئے جمہوریت اور جمہوری حقوق کی حقیقت ایک شدید طر کے سوا کچھ نہیں کیونکہ وہ دن بھر محنت و مشقت کی جگہ میں پستا رہتا ہے، اسے ان حقوق کے استعمال کے لئے فرصت کہاں ملتی ہے۔ وہ تو ساتھیوں کی ہڑتالوں اور مالکوں کی تہہ بندیوں کے باعث ایک ہاتھ پر پتلی اجرت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

طبقہ شرقا کے خاتمے کے ساتھ ہی عوام سرکاریہ بننے والے بے رحم اور ظالم لوگوں کے ہتھکے میں آچکے ہیں جنہوں نے محنت کشوں کی گردنوں میں ظلم و استحصال کا جوا پستا دیا ہے۔ ہم ان مظلوم طبقوں کو ان کے اصل حقوق دلانے کے لئے نجات دہندہ کے روپ میں آگے بڑھتے ہیں اور انہیں اپنی عسکری تنظیموں مثلاً سوشلسٹوں، انارکسٹوں اور کمیونسٹوں کی صفوں میں شامل ہونے کی ترغیب دیتے ہیں۔ ان تنظیموں کو ہم اپنی اجتماعی تحریک، فری مین کے ذریعہ ہر قسم کی مدد دیتے ہیں۔ سوشلسٹ، انارکسٹ اور کمیونسٹ یہ سب ہماری فوج کے طور پر کام کرتے ہیں۔ ہمارا مقصد عوام کو معاشی مشکلات سے نجات دلانا نہیں اور نہ ہی ہمیں ان سے کوئی دلچسپی ہے، ہمیں جس چیز سے دلچسپی ہے وہ اس کے قطعی مظلوم ہے، ہمیں تو ان کی تحقیر و

تلاش سے غرض ہے کیونکہ ہم غیر یہود کا صرف غامض چاہتے ہیں، جس کی واحد صورت انہیں ایک دوسرے کے خلاف محکم گنتا کرانا ہے۔ ہم عوام کو احتیاجات، ضروریات، نفرت و دشمنی کے جذبات و احساسات ابھار کر اس راہ پر گامزن کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے ہاتھوں سے ان تمام رکاوٹوں کو دور کر دیں جو ہماری فتح کی راہ میں حائل ہو رہی ہیں۔

غیر یہود نے غور و فکر اور سوچ بچار کی علوت ترک کر دی ہے۔ ان کے ذہن میں اگر کبھی کوئی تجویز ابھرتی بھی ہے تو وہ بھی ہمارے ماہرین کے اشاروں کی مرہون منت ہوتی ہے۔ وہ اس شدید ضرورت کی اہمیت کو محسوس ہی نہیں کرتے جسے ہم بدستور اقتدار آسنے کے بعد فوری طور پر پورا کر دیں گے اور وہ ہے قومی درس گاہوں میں علم کی ایک سلفہ سی حقیقت کو واضح کرنا جو سارے علم کی اساس ہے یعنی حیات انسانی کے ڈھانچے کا علم اور سماجی نظام کا علم، جس میں تقسیم کار کے اصول کا بہت دخل ہے اور جس کے نتیجے میں انسانوں کو مختلف طبقات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

سماجی و معاشرتی نظام کا صحیح علم جس کے اسرار و رموز میں ہم غیر یہود کو شریک نہیں کرتے یہ ظاہر کرے گا کہ مختلف قسم کے مراتب اور فرائض مخصوص دائروں کے اندر رہتے چائیں، انہیں انسانی آکام و مصائب کا باعث نہیں بننا چاہئے جو اس غلط تعلیم کے نتیجے کے طور پر جنم لیتے ہیں جس کی ان کے فرائض سے قطعاً کوئی مطابقت نہیں ہوتی اور نہ ہی یہ انہیں زندگی میں کبھی سرانجام دینا پڑتے ہیں۔ اس علم کے گہرے مطالعے کے بعد لوگ از خود ان محدود پر قلنج ہو جائیں گے جن پر ریاست کی طرف سے ان کا تقرر کیا جائے گا۔

علم کی موجودہ صورت حال اور اس کی ترقی کے لئے لوگوں کو مطبوعہ مواد پر اندھا و عند یقین کرنے کی جس راہ پر ہم نے ڈال رکھا ہے اس کے زیر اثر وہ ان حالات و کیفیات سے شدید نفرت کرتے ہیں جنہیں وہ اپنی دسترس سے باہر سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کی جماعت اور وہ ترغیبات و تصویحات ہمارے لئے غیبت ہیں جو ان کی گمراہی کا باعث بنی ہیں۔ درحقیقت وہ انسانی طبقات و حالات کا کوئی لوراک نہیں رکھتے۔

اقتصادی بحران کے اثرات، ان طبقوں کی باہمی نفرت میں مزید شدت پیدا کریں۔

گے۔ یہ بحرِ انہ جلّٰلہ زر میں رکھ نہیں پیدا کرے گا اور صنعت کو جلد کر دے گا۔ اس طرح ہم اپنے تمام ذہن حریفوں کو بھوئے کھلا سکیں گے۔ زر کی مدد سے جو کہ سب کا سب ہمارے ہاتھوں میں ہے ہم ایک علیٰ معاشی بحرِ انہ پیدا کر دیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ یورپ کے تمام ملکوں میں بیک وقت محنت کشوں کو سڑکوں پر لے آئیں گے۔ عوام کا یہ بے قابو جھوم اپنی سلاہ لوجی اور کم فہمی کے باعث ان لوگوں کا خون بہا دے گا جو پیشہ معاشی وسائل پر قابض رہے اور جنہیں عوام آغوشِ ملور سے ہی رشک و حسد کی نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے۔ مختل عوام مظاہروں اور قتل و غارت کرنے پر ہی اتکناہ کریں گے بلکہ ان الماک کو بھی لوٹ لیں گے جو ان کے خیال کے مطابق ان کے خون پیسے سے بنائی گئی تھیں۔ یہ لوٹ مار کرنے والے ہماری الماک کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکیں گے کیونکہ ہم ان کے متوقع حلوں سے پہلے ہی آنکھ اٹھائیں گے اور اپنی الماک کے تحفظ کے لئے مناسب اقدامات کر چکے ہوں گے۔

موجودہ دور میں ہم ایک بین الاقوامی قوت و حیثیت کے باعث ناقابلِ تسخیر بن چکے ہیں۔ کیونکہ اگر کوئی طاقت ہم پر حملہ آور ہونے کی جرات کرتی ہے تو ہمیں تمام دیگر مملکتوں کی حمایت حاصل ہو جاتی ہے۔ غیر یہودی اقوام کی یہ شیطنت اور بد معاشی ہے کہ وہ قوت اور طاقت کے سامنے مجر و انکسار اختیار کر لیتی ہیں حتیٰ کہ پیٹ کے بل ریگنے لگتے ہیں لیکن کمزوروں کے لئے بے رحم سنگدل اور جاہل و ظالم بن جاتے ہیں۔ معمولی معمولی فروگزاشتوں کو تو معاف نہیں کرتے لیکن بڑے بڑے جرائم سے درگزر کر جاتے ہیں۔ آزاد معاشرتی نظام کے تضادات کو برداشت نہیں کرتے لیکن مطلق العنان حکمران کے جبر و استبداد کو بہ رضا و رغبت بلکہ ٹکی سمجھ کر سہہ لیتے ہیں۔ ان کی یہی متعلقہ خصوصیات آزادی کے حصول میں ہماری محولہ بنتی ہیں۔ غیر یہودی اقوام موجودہ دور کے بڑے بڑے آدموں کے مظالم کو نہایت صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کر رہی ہیں کہ ان سے کہیں کم مصائب پر ماضی میں انہوں نے بیسیوں تاجداروں کے سراڑا دیئے تھے۔ اس عجیب و غریب طرزِ عمل کی آخر توجیہ کیا ہے؟ ایک ہی نوعیت کے حالات کے لئے عوام کا رویہ اس قدر متغیر کیوں ہے؟

اس کی ایک وضاحت یوں کی جاتی ہے کہ یہ آمر اپنے کارندوں کے ذریعے اپنے

اپنے عوام کے کالوں میں یہ بات پھونک دیتے ہیں کہ مملکتوں کو یہ مصائب و آلام ایک عظیم مقصد یعنی عوام کی فلاح و بہبود نیز عالمی برادری کے قیام اور مساوی حقوق کے لئے اٹھانا پڑ رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ اپنے عوام کو یہ بتانے سے قاصر رہتے ہیں کہ ایسا اتجملہ و پچانگت اور مساوات تو ہمارے ہی اقتدار اعلیٰ کے تحت وجود میں آ سکتی ہے۔ ہمیں سے عوام کی بے چینی اور شورشوں کی ابتدا ہوتی ہے، ہمیں ایسے حالات پر اظہار تشکر کرنا چاہئے کہ لوگ ہر قسم کے استحکام اور مرکزیت کو جہل کر کے ہر ہر قدم پر بد نظمی اور انتشار پھیلا رہے ہیں۔

لفظ ”آزادی“ ایک عجیب و غریب فریب اور دھوکہ ہے۔ یہ عوام کے ہر طبقے کو ہر قسم کی طاقت و جبر اور اتھارٹی کے خلاف برسرِ پیکار کرتا ہے حتیٰ کہ خدا اور قوانین فطرت کے خلاف بھی ابھارتا ہے۔ لہذا جب ہماری بلا شہادت قائم ہو جائے گی ہم اس لفظ کو لغت زندگی میں سے خارج کر دیں گے کیونکہ یہ عوام کو خون کے پیاسے درندے بنا دیتا ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ یہ درندے خون کی پیاس بجھالینے کے بعد ہر بار غفلت کی نیند سو جاتے ہیں۔ لہذا ایسے مواقع پر انہیں آسانی سے زنجیر پا کیا جاسکتا ہے لیکن خون پئے بغیر ان پر غفلت طاری نہیں ہوتی اور جدوجہد میں لگے رہتے ہیں۔

مذہب پر مارے کی فوقیت

اہم نکتہ: جمہوریت کی 'تجزیوں' خفیہ ہاتھ اور 'تجزیب کاری' آزادی اور ایمان، بین الاقوامی صنعتی مقابلہ، سٹہ بازی اور جوئے کا کردار، بے خمیر اور بے رحم معاشرہ۔

ہر جمہوری ملک کو مختلف مرحلوں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ان میں سے پہلا مرحلہ عوام میں مجنونانہ شورشوں کا ہوتا ہے جس میں عاقبت پانڈیش لوگوں کا گروہ مغلوب الغضب ہو کر اوہر اوہر بھاگتا اور فتنے برپا کرتا ہے۔ دوسرا مرحلہ خطابت انتشار کو جنم دیتا ہے، اس کے نتیجے میں مطلق العنانیت اور غیر قانونیت برپا ہوتی ہے۔ یہ اشتعال انگیز قوتیں کسی غیر مرئی اور پوشیدہ قوت کے سامنے جولہہ ہوتی ہیں اور کوئی شخص یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہتا کہ طاقتور عناصر کی خفیہ عظیم کے ہاتھ میں کھیل رہے ہیں۔ جس کی سرگرمیاں مکر و فریب اور دھوکے پر مبنی ہوتی ہیں۔ اس غیر مرئی قوت کے کارندوں میں رد و بدل بھی ہوتا رہتا ہے لیکن یہ رد و بدل اس نظام کو متاثر نہیں کرتا، یہ تبدیلیاں اس لئے کی جاتی ہیں کہ یہ کارندے اپنی طویل خدمت کے عوض اپنے ذرائع اور وسائل میں وسعت کے طلبگار ہوتے ہیں۔ آخر کس کی جرات ہے کہ ہماری غیر مرئی قوت کا تختہ الٹ سکے۔ غیر یہودی میسنری کی سرگرمیاں ہمارے جرائم کی پردہ پوشی کرتی ہیں اور ہماری قوت کے منصوبے بھی لوگوں کی نظروں سے لوجھل رچے ہیں۔ مگر ان کے اسرار کو کوئی نہیں سمجھ سکتا یہ سب کچھ ان کے لئے ایک معرہ ہوتا ہے۔

یاد رکھئے کہ آزادی بے ضرر بھی ہو سکتی ہے اور عوامی فلاح و بہبود کو کوئی نقصان پہنچائے بغیر مکی معیشت میں اپنی جگہ بنا سکتی ہے۔ بشرطیکہ اس کی بنیاد خدا پر ایمان اور انسانی اخوت پر رکھی گئی ہو۔ اور یہ اخوت اصول تخلیق کے مثالی فلسفہ مساوات سے تعلق نہ رکھتی ہو۔ کیونکہ فطرت کا اصول تخلیق انسانوں میں درجہ بندی اور حکومت کے تصور پر مبنی ہے۔ اس اعتقاد کے تحت عوام کو حکمرانی کی خاطر مذہبی حلقوں اور درجہ بندیوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے اور اس درجہ بندی کے تحت اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کر کے روحانی پیشواؤں کی رہنمائی میں قناعت اور عجز و انکساری سے مطمئن زندگی گزار لیتے ہیں۔ اسی لئے تو ہمارے مقاصد کی تکمیل کے لئے یہ لازم ہے کہ تمام مذاہب کی اہمیت کو ختم کر کے غیر یہودی افراد کے ذہن سے الوہیت اور روحانیت کے تصور کی جگہ کٹی کر دیں اور انہیں ملوی ضروریات اور حبلی لہراد و شمار کے چکر میں الجھا کر رکھ دیا جائے۔

غیر یہودیوں کو صنعت اور تجارت کے چکروں میں ایسا پھنسا دیا جائے کہ انہیں سوچ بچار اور خور و فکر کے لئے کوئی وقت ہی نہ مل سکے۔ اس طرح تمام اقوام جلب زر اور منفعت اندوزی کے تعاقب میں یوں سرپٹ دوڑتی رہیں گی کہ اپنے مشترکہ دشمن کی طرف توجہ ہی نہیں دے سکیں گی۔ اس کے لئے ان کی صنعتوں کو شے بازی کی بنیاد پر استوار کرنا ہو گا۔ وہ اپنی اراضی سے صنعتوں کے ذریعہ جو کچھ حاصل کریں گی وہ مختلف ہاتھوں سے نکل کر بازار شے میں پہنچے گا وہ بلا اثر ہماری ہی قوم کو نخل ہو جائے گا۔ اس دوران بدتر حیثیت اور اعلیٰ مناصب کے لئے دوڑ اور معاشی زندگی کے پے در پے جھگڑوں سے خمیر فروش؛ بے حس اور بے رحم فرقے جنم لیتے رہیں گے۔ اس قسم کے فرقے با اصول سیاست، مستحکم سیاسی نظام اور مذہب سے شدید طور پر نفرت کرنے لگیں گے۔ ان کا ایک ہی دیوتا، ایک ہی رہنما اور مرشد ہو گا، یعنی منافع پرستی۔ زر اور صرف زر ان کا اصل مذہب و مسلک ہو گا کیونکہ ان کی ملوی حاجات، سرسبز اور راحتیں صرف اسی کے ذریعہ حاصل ہوں گی۔

اور پھر وہ وقت آئے گا جب نچلا طبقہ اس مراعات یافتہ اور زبردست طبقے کے خلاف اٹھ کھڑا ہو گا، کیونکہ ان کے دلوں میں دولت کی خواہش کم لیکن نفرت و عناد اور بغض زیادہ بھرا ہو گا۔ یہ لوگ ہمارے حریفوں کے خلاف صف آرا ہوں گے اور ہمارے اشاروں پر چلیں گے۔ ان میں بڑے بڑے دماغ والے لوگ، فلسف اور وائٹ بھی شامل ہوں گے۔

آمریت اور جدید ترقی

اہم نقاط : حکومت میں انتہائی مرکزیت، مسیونیوں کے اقتدار پر قبضے کے طریقے، مملکتوں کے درمیان عدم اتفاق کی وجوہات، یہود کی مملکت، زر، مملکتوں کی مشینری کا محور، تنقید کی اہمیت، دکھاوے کے ادارے، الفاظ کے گورکھ دھندے، رائے ہموار کرنے کے طریقے، شخصی آرا کا استیصال، اعلیٰ حکومت کا تصور۔

ایسی اقوام کو کونسا طرز حکومت دیا جاسکتا ہے جن کی رگ و پے میں بدعنوانیاں اور خرابیاں رچ بس گئی ہوں جو مال و زر کے لئے ہر قسم کی دغا بازی اور فریب کاری کر گزرتی ہوں جن کے ہاں آوارگی اور بے راہ روی عام چلن بن گیا ہو۔ کوئی شخص بھی رضاکارانہ طور پر اخلاقی اقدار کو قبول کرنے پر تیار نہ ہو۔ اعلیٰ و ارفع اقدار کے نفاذ کے لئے تعزیری ضابطوں اور بے رحم قوانین کی مدد درکار ہو۔ ایسی اقوام کے افراد کے لئے استبدادی طریقوں کے علاوہ کون سا نظام ہو سکتا ہے؟ ایسے استبدادی نظام کی وضاحت میں، بعد میں کروں گا۔

یہودی طرز حکومت

تمام عوامی قوتوں کو ہاتھ میں رکھنے کے لئے ہم شدید مرکزیت پیدا کریں گے اور نئے قوانین و ضوابط کے ذریعہ اپنے محکوموں کی تمام سیاسی سرگرمیوں کو میکانیکی انداز میں ایک نئے موڑ پر ڈالیں گے۔ ہمارے قوانین یکے بعد دیگرے تمام آزادیوں، مراعات اور سہولتوں کو سلب کر لیں گے جو غیر یہودیوں نے فراہم کر رکھی ہیں۔ اس

طرح مطلق العتلی ہماری سلطنت کا طرۂ امتیاز ہوگی۔ یہ مطلق العتلی ہر جگہ اور ہر لمحہ اس غیر یسود قوت کا خاتمہ کرنے پر تلور ہوگی جو ہماری رملہ میں حائل ہونے کی کوشش کرے گی۔ ممکن ہے یہ کہا جائے کہ ایسی مطلق العتلی اور استبدادی نظام کو دور حاضر کی رفتار اور تقاضوں کے متغی قرار دیا جائے لیکن میں ثابت کر دوں گا کہ امر واقعہ وہی ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔

ایک دور تھا جب لوگ تخت شہی پر متمکن انسان کو پلوشلہ کہتے اور اسے غلطے الٹی کا مظہر سمجھتے تھے اور بلاچوں و چرا واجب اللابجے قرار دیتے تھے لیکن جب ہم نے ان کے دماغوں میں اپنے حقوق کا تصور بٹھا کر انہیں پرآگندہ کیا تو انہوں نے ان تخت نشینوں کو عام انسانوں جیسی غلطی مخلوق سمجھنا شروع کر دیا۔ ہماری انہی تعلیمات کا ہی نتیجہ ہے کہ عوام کی نظروں میں پلوشاہوں کے سروں پر رکھے ہوئے تلج بے وقت ہو گئے۔ یہ تصور ختم ہو چکا ہے کہ پلوشلہ غل الٹی ہوتے ہیں اور انہیں بینسمہ خود خدا نے دیا ہوتا ہے۔ اور جب ہم نے انہیں خدا پر ایمان کے تصور سے بھی محروم کر دیا تو اقتدار کی قوت عوامی ملکیت کے مخالفت یعنی غلی کوچوں میں پہنچ گئی جس پر اب ہم نے بہ آسانی قبضہ جمایا ہے۔

علاوہ ازیں نظریات و قصورات وضع کر کے افراد اور عوام کو ان سے مرشار کرنا ہمارے ماہرین ہی کا کارنامہ ہے، غیر یسودی افراد میں تو ان نظریات کا کوئی شعور ہی نہیں۔ نظریہ سازی کرنے والے انتظامی امور کی صہارت رکھنے والے اور حلات کا مشاہدہ کر کے پارکیوں کو سمجھنے والے افراد ہمارے ہاں ہی ہوتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس تربیت کے خصوصی انتظامات ہیں، ان فنون میں ہمارا کوئی حریف نہیں ہے۔ اسی طرح سیاسی سرگرمیوں اور اتحاد عمل کے منصوبے بنانے میں بھی کوئی ہمارا ہمر نہیں۔

البتہ قدیم رومن کیتھولک فرقہ جیسوئٹس (Jesuits) واحد طبقہ ہے جو غالباً ہمارے برابر سمجھا جاسکتا تھا مگر ہم نے انہیں سوچ بچار سے عاری عوام کی نگاہوں میں گرا دیا ہے۔ اس کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ہم پس پردہ ہی رہے ہیں۔ دنیا کو غالباً اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ان پر حکمرانی کیتھولک چرچ کا سربرلہ کرے یا

مسیونی خون والا کوئی مطلق العنان کرے۔ لیکن ہم خدا کی محبوب قوم ہیں ہمارے لئے اس معاملے میں کسی قسم کی لاپرواہی اور بے اعتنائی کی کوئی گنجائش نہیں۔

اس امر کا امکان موجود ہے کہ شاید کچھ عرصے کے لئے غیر یہود کا مشترکہ محاذ ہمارا مقابلہ کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ لیکن ان کے درمیان اختلافات و تنازعات اتنے زیادہ اور گہرے ہیں کہ ان کا ختم ہونا ممکن نہیں ہے۔ ہم نے غیر یہودیوں کو ذاتی اور قومی مفادات کے نام پر ایک دوسرے کے خلاف صف آراء کر دیا ہے۔

خفیہ سرگرمیاں

گزشتہ بیس صدیوں کے دوران ہم غیر یہودیوں کے درمیان مذہبی، گروہی اور نسلی تعصبات کو وسیع پیمانے پر فروغ دیتے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج پوری دنیا میں ایک بھی ریاست ایسی نہیں کہ وہ ہمارے خلاف برسرِ پیکار ہو تو دوسری اس کی پشت پناہی کرے، کیونکہ یہ سب جانتے ہیں کہ ایسے کلام یا معاہدے میں شریک ہونا ان کے لئے شدید نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ ہم بے حد طاقتور ہیں، ہماری طاقت کی تاب کوئی نہیں لا سکتا۔ آج اقوامِ عالم میں معمولی سے معمولی نوعیت کے خفیہ معاہدے بھی اس وقت تک طے نہیں ہو سکتے جب تک ہمارا خفیہ ہاتھ ان میں کار فرما نہ ہو۔

توراة کے الفاظ ہیں — ”بادشاہ میرے ہی توسط سے حکمرانی کرتے ہیں“ پیغمبروں کے ارشاد کے مطابق ہمیں کرۂ ارض پر حکمرانی کے لئے خود خدا نے منتخب کیا ہے، جس کے لئے اس نے ہمیں غیر معمولی ذہانت عطا کی ہے۔ مگر ہم اس عظیم فرض کو سرانجام دے سکیں۔ لیکن اگر کسی وجہ سے ذہانت و فطانت ہمارے مخالفین اور حریفوں کے مقدر میں بھی آجائے تو انہیں ہمارے خلاف شدید جدوجہد کرنا ہوگی کیونکہ کسی بھی میدان میں نئے نئے اترنے والے افراد ہمارے برابر جہاندیدہ اور تجربہ کار نہیں ہو سکتے۔ لہذا اس نئے گروہ یا فریق کے اور ہمارے درمیان جو کشمکش ہوگی انتہائی سنگدلانہ ہوگی جو اس سے پہلے دنیا نے کبھی دیکھی ہوگی اور نہ سنی ہوگی۔

یاد رکھئے کہ دیر سے حاصل ہونے والی ذہانت ان کے لئے (بوجہ تاخیر) بہت کارآمد

نہیں ہو گی۔ کسی مشینری کے سب پئے انجن ہی کی طاقت سے حرکت میں آتے ہیں۔ یہ طاقت ہمارے ہاتھ میں ہے۔ زر جو سلطنتوں کی مشینری کا انجن ہے ہمارے دست قدرت میں رہتا ہے۔ سیاسی معیشت کی سائنس کی اکیلا کاسرا ہمارے بزرگ مفکرین کے سر ہے۔ اسی کی بدولت عرصہ دراز سے سرمائے کو شہانہ عظمت و شوکت حاصل رہی ہے اور آئندہ بھی رہے گی۔

سرمایہ پر اگر کوئی قدغن لگانا مطلوب نہ ہو تو اسے صنعت اور تجارت پر اجارہ داری قائم کرنے کی پوری آزادی حاصل ہونی چاہئے بلکہ دنیا کے ہر خطے میں پہلے ہی ایک غیر ملکی ہاتھ اسی پالیسی پر عمل کرا رہا ہے۔ اس آزادی کی وجہ سے صنعت کاروں کو سیاسی قوت حاصل ہو گی جس کے بل بوتے پر وہ عوام کو بہ آسانی کچل سکیں گے۔ آج کے دور میں عوام کو جنگ میں جمو کھنے کی بہ نسبت غیر مسلح کرنا زیادہ ضروری ہے۔ اس سے بھی زیادہ ضروری یہ ہے کہ ان کے بھڑکتے ہوئے جذبات کو سرد کرنے کی بہ نسبت اپنے مغالطہ کے لئے استعمل میں لایا جائے۔ بلکہ سب سے زیادہ اہمیت اس امر کو دی جانی چاہئے کہ دوسروں کے قصورات و نظریات کو مسترد کرنے کی بجائے انہیں ایسے معانی پہنائے جائیں جو ہمارے افراض و مقاصد سے مطابقت رکھتے ہوں۔

ہمارا مسلح نظریہ ہونا چاہئے کہ ہم اپنی مخصوص تنہیدی پالیسی کے تحت عوام کے ذہنوں کو اتنا پست کر دیں کہ وہ سمجھدہ سوچ بچار سے بالکل محروم ہو جائیں اور کسی قسم کی مزاحمت نہ کر سکیں۔ ان کی ذہنی قوتوں کو ایسا پر آئندہ کر دیا جائے کہ وہ محض فصاحت و خطابت اور بیان بازی کی مصنوعی جنگوں میں الجھے رہیں۔

ہر دور میں دنیا کے عوام اجتماعی اور انفرادی سطح پر ذہنی دعووں کو اصل کارناموں پر ترجیح دیتے رہے ہیں۔ عوامی اکھاڑوں میں ظاہری نمود و نمائش پر قانع ہو جاتے رہے ہیں۔ یہ سوچنے پر شوق و ثلور ہی توجہ دیتے ہیں کہ ذہنی دعووں نے کبھی حقیقت کا روپ دھارا بھی ہے یا نہیں۔ ان رجحانات کے پیش نظر ہم بھی نمائشی ادارے قائم کریں گے جو کلام کم اور دعوے زیادہ کریں گے۔ ان اداروں کے قیام سے لوگوں پر یہ ظاہر کرنا ہو گا کہ ان کی موجودگی تمہاری ترقی کے لئے بے حد ضروری ہے۔ ہمیں تمام جماعتوں کی

بلکہ ہر کتب فکر کی ساخت اور تربیت کی بھی ذمہ داری ملتی ہے ان کے ترجمان اور مقررین کے طور پر ایسے لوگوں کو سامنے لانا ہے جو بہت پورے ہوں گے اور اتنے ہیانت و امان کریں گے کہ ان کے سامعین اور قارئین ان کے نعروں اور دعووں کو سن کر عاجز آجائیں گے اور تقریر و تحریر کے فن سے ہی نفرت کرنے لگیں گے۔ اس پالیسی کے تحت ہمارے دو اہم راز ہیں۔

پہلا راز

رائے عامہ کو اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے ہمارے پاس ایک راز یہ ہے کہ ہمیں کشیدگی، مایوسی اور بے اطمینانی کی ایک فضا قائم کرنا ہوگی۔ اس کا طریقہ یہ ہو گا کہ ہر سمت اور ہر گوشے سے قطعی تنازعہ، اور متضاد خیالات کو پیش کریں گے۔ اس سلسلہ کو اتنا طویل دیں گے کہ فیریود صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیں گے۔ بعد ازاں خیالات اور نظریات سے پیدا ہونے والی بھول، صلیوں میں کھو جائیں گے اور بالآخر اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ سیاسی امور میں کسی کو اپنا موقف یا نظریہ نہیں رکھنا چاہئے یا سیاست میں کوئی بہت حرف آخر نہیں ہوتی، عوام کی کوئی سیاست نہیں ہے یہ لیڈروں کا کام ہوتا ہے۔

دوسرا راز

کسی قوم کی ماضی کی غلطیوں کو بدھا چڑھا کر بیان کیا جائے۔ شہری زندگی کے حالات اور مسائل کو ایسا الجھا دیا جائے کہ سب لوگ اس طرح دست و گربان ہو جائیں کہ کسی قاتل نہ رہیں بالآخر وہ ایسی منزل پر پہنچیں گے جہاں کوئی نظام نہ ہو گا۔ بد نظمی اور انتشار کا ماحول عوام کو اس قاتل ہی نہ چھوڑے گا کہ ایک دوسرے کو پہچان سکیں۔ اس طرح ہم بتا سکیں گے کہ جماعتوں میں کتنا انتشار اور اختلاف ہے۔ اسی طریقے سے ہم ان طاقتوں کا بھی شیرازہ نکھیر دیں گے جو اس وقت ہمارے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ ہم فیریود اقوام کی تعلیم کے شعبے کو خاص طور پر نشانہ بنائیں گے، ان کے نصاب تعلیم کو ایسے انداز میں مرتب کریں گے کہ ان کی نئی نسل دلچسپی اور یکسوئی سے

کوئی فیصلہ نہ کر پائے، کبھی کسی قلعی نتیجے پر نہ پہنچ سکے اور ہمیشہ تھو اور کشیدگی سے دوچار رہے۔

ان تمام طریقوں سے ہم غیر یہود کو اتنا زچ کر دیں گے کہ وہ ہمیں بین الاقوامی اقتدار پیش کر دیں گے اور باہمی اختلافات میں ہمیں ثالث بنانے لگیں گے، اس طرح ایک سرگورنمنٹ معرض وجود میں آ جائے گی۔ آج کے حکمرانوں کی جگہ ہم ایک ایسے ادارے کی تشکیل کریں گے جو اعلیٰ نظامت کھائے گی۔ اس ادارے کے ہاتھ چاروں سمت پہنچیں گے اور اس کا دخل دنیا کے ہر گوشے میں ہو گا۔ اس کی نظامت کے ایک ہزار پہلو ہوں گے اور یہ اقوام عالم کو زیر نگین لانے میں کبھی ٹالھ نہیں ہو گی۔



حصول اقتدار کی تکنیک

اہم نقاط: اجارہ داریاں اور غیر یہود کا مستقبل، زمینداروں سے ان کی املاک ہتھیانے کا فلسفہ، صنعت و تجارت اور شہ بازی کی صنعت، ضروریات زندگی کی گرانی، انارکی کا رجحان، شراب نوشی، معاشی نظریات کے خفیہ معنی۔

ہم بہت جلد بڑی بڑی اجارہ داریاں قائم کریں گے۔ جو دولت اور زر کے بڑے بڑے ذخیرے ہوں گے۔ یہ وہ مراکز ہوں گے جن پر غیر یہود کی قسمتوں کا اس حد تک انحصار ہو گا کہ سیاسی تصادم مول لینے کی صورت میں وہ اگلے ہی روز تمام ملکی قرضوں سمیت غرق ہو جائیں گے۔

یہاں موجود حضرات میں سے جو لوگ معیشت کے ماہرین ہیں انہیں تمام عوامل کو یکجا کر کے ان کے اثرات دیکھنا ہوں گے نیز ہمیں ہر ممکن طریقے سے اپنی ”عظیم حکومت“ (Super Government) کی اہمیت کو اس انداز سے واضح کرنا ہے کہ ہمارے دائرۂ اطاعت میں آنے والی قومیں از خود اسے اپنا نگہبان، محافظ اور محسن سمجھیں۔ غیر یہود کا طبقہ شرفاء سیاسی قوت کی حیثیت سے ختم ہو چکا ہے، اسے اہمیت دینے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن بحیثیت زمیندار یہ لوگ اب بھی ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے ذرائع آمدنی کے لحاظ سے خود کفیل ہیں۔ لہذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ انہیں ان کے ذرائع آمدنی یعنی اراضی سے محروم کر دیا جائے۔ اس مقصد کے لئے زرعی املاک پر زیادہ بوجھ ڈالنے اور اراضی کو قرضوں کے

بوجھ تلے دبانے کی ضرورت ہوگی۔ ان اقدامات سے اراضی پر اجارہ داری کے رجحانات کا خاتمہ ہو سکے گا اور زمینداروں کے اندر محروم اکسار اور غیر مشروط اطاعت اور فرمانبرداری بھی پیدا ہو جائے گی۔

صنعت اور سٹے بازی

غیر یہود شرطا اپنی اجارہ داری کے خاتمے کے بعد نہ تو اپنی خانہ دانی روایات کو برقرار رکھ سکیں گے اور نہ اپنی قلیل آمدنی پر گزارہ کر سکیں گے۔ اس لئے وہ جلد صفی ہستی سے باہر ہو جائیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم صنعت اور تجارت کی بھی بھرپور سرپرستی کریں گے اور اس میں سٹے بازی کو فروغ دینے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ سٹے صنعت کے لئے ایک حریف ثابت ہوتا ہے۔ جبکہ اس کی عدم موجودگی میں صنعتی اور تجارتی سرگرمیاں بڑھتی رہتی ہیں۔ اور یہاں جمع ہونے والا زر زراعت کو ترقی دینے میں صرف ہونے لگتا ہے۔ اس طرح کاشت کی تمام اراضی قرضوں وغیرہ کی ادائیگی کے بعد نجی ہاتھوں میں منتقل ہو جائے گی۔ جو ہم نہیں چاہتے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ سٹے بازی کے ذریعہ سرمایہ ہمارے پاس آ جائے۔ اس طرح سے غیر یہود محض بھکاری محنت کش طبقے میں تبدیل ہو جائیں گے۔ اس کے بعد یہ تمام غیر یہود یقیناً ہمارے سامنے سرنگوں ہو جائیں گے۔

غیر یہود کی صنعت کی مکمل چھٹی کا سلوک ہوتے ہوتے ہم سٹے بازی کی مدد سے تعبشات کو فروغ دیں گے۔ عیش پرستی کی ہوس ہر چیز کو لٹا کر رہے گی۔ ہم مزدوروں کی شرح اجرت کو بدھائیں گے لیکن ساتھ ساتھ بنیادی ضروریات زندگی یعنی اشیاء کی قیمتوں میں بھی اضافہ کر دیں گے۔ اس طرح اجروں کی شرح بڑھنے سے حقیقتاً انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ اشیاء کی گرانی کا لوگوں کو ہم یہ سبب بتائیں گے کہ یہ سب کچھ مویشیوں کی قلت کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ ہم اپنی چابکدستی اور مہارت سے پیداوار کے ذرائع کو کھوکھلا کر کے لئے کارکنوں اور مزدوروں میں شراب نوشی کو عام

کر دیں گے۔ اور دیگر اقدامات بھی بروئے کار لائیں گے جن سے کرۂ ارض سے غیر
 یہودی تعلیم یافتہ طبقے کی بچ بکلی ہو سکے۔ اس امر کے لئے کہ غیر یہود ان پالیسیوں کے
 حقیقی مفہوم اور ان کے پس پردہ منصوبے کو قبل از وقت نہ سمجھ جائیں ہم ان پر محنت
 کش طبقے کی بے لوث خدمت کی خواہش کا پردہ ڈالیں گے۔ علاوہ ازیں سیاسی معیشت
 کے ان اصولوں کو بھی صیغہ راز میں رکھیں گے جن کے فروغ کے لئے ہمارے معاشی
 نظریات کا بڑے شد و مد کے ساتھ دنیا بھر میں پروپیگنڈہ ہو رہا ہے۔



عالمی جنگیں

اہم خطہ: اسلحہ اور فوج میں اضافہ، عالمی پیمانے پر انتشار، تشدد اور اشتعال انگیزی، غیر یسود کے مقابلے کے لئے جنگوں کی ابتداء کا فلسفہ، سیاست میں راز داری، پرنس اور رائے خانہ، امریکہ، چین اور جاپان کی قوتیں۔

کسی ملک میں اسلحہ کی بھجوار اور پولیس فورس میں اضافہ ہمارے منصوبوں کی تکمیل کے لئے بے حد ضروری ہیں، ہم جو کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ دنیا کی تمام مملکتوں میں ہمارے علاوہ مزدور اور محنت کش طبقہ وہ جلسے چھڑائیک کروڑ چنی بھی ہوں جو صرف ہمارے مفاد کے لئے کام کرتے رہیں۔

ہمیں پولیس کے ذریعہ یورپ میں اور یورپ کی وساطت سے دوسرے براعظموں میں بھی فتوایات، انتشار اور جنگ و جدل کی آگ بھڑکانی ہے۔ اس سے ہمیں دہرا فائدہ ہو گا۔ اول یہ کہ ہم تمام ملکوں اور قوموں کو اپنے قبضہ میں رکھ سکیں گے کیونکہ انہیں یہ خوف ہو گا کہ ہمارے پاس طاقت ہے ہم جب چاہیں کسی کو بھی سزا دے سکتے ہیں اور جہاں چاہیں ظلم و نسل قائم کر سکتے ہیں۔ اس طرح تمام ممالک ہمیں ایک ناکزیر اور مطلق الامتن قوت کے طور پر دیکھنے لگے عادی ہو جائیں گے۔ دوم، ہم ان تمام ڈوبوں کو جو سیاسی نظاموں، معاشی مصلحتوں اور قرضہ جات کے وسیلوں سے مختلف ملکوں کی وزارتوں میں پھیلی ہوئی ہیں، ابھرا کر رکھ دیں گے۔ اس مقصد کے لئے ہمیں مذاکرات اور مصلحتوں کے دودھن پوری ہو شکاری اور فراست سے کام لینا ہو گا لیکن جہاں تک سرکاری زبان کا تعلق ہے ہمیں اس پالیسی کے برعکس حکمت عملی

اختیار کرنا ہو گی۔ اس سلسلے میں ہمیں دیانتداری اور خلوص کا اظہار کرنا ہو گا تاکہ غیر
 یہود حوام اور حکومتیں ہمیں نسل انسانی کے محسن، نجات دہندہ اور مہر و محبت کے پیکر
 سمجھتی رہیں۔ ان حکومتوں اور حوام کو ہم نے محض چیزوں کی ظاہری ہیئت پر غور کرنا
 سکھایا ہے، اس لئے ہم ان کے سامنے اپنا جو رخ پیش کریں گے وہ اسی رخ کو تسلیم
 کریں گے۔

سیاست میں کامیابی کا یہی راز ہے کہ تمام کارروائیوں اور اپنے عزائم کو خفیہ رکھا
 جائے۔ نیز سیاستدانوں کے قول و فعل میں مطابقت نہیں ہونی چاہئے۔ ہمیں تمام غیر
 یہودیوں کی حکومتوں کو اس بات پر مجبور کرنا چاہئے وہ اپنی سرگرمیوں کو ہماری خشام اور
 منصوبوں کے مطابق مرتب کریں۔ ہم اپنی عظیم قوت اور پریس کے ذریعہ اپنے
 منصوبوں کی حمایت میں رائے عامہ کو ہموار کرتے رہیں گے۔ کیونکہ پریس بالعموم
 ہمارے قبضے میں ہے چند مستثنیات کی بات الگ ہے وہ ظاہراً ہماری مخالفت بھی کریں
 تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

یورپ میں تمام غیر یہود پر کڑی نگرانی کے نظام کو مختصراً یوں بیان کیا جاسکتا ہے
 کہ ہم اپنی قوت کا مظاہرہ کسی خاص ملک پر تشدد کر کے یا دہشت پھیلا کر کریں گے
 جس سے دوسری مملکتوں کو عبرت حاصل ہو گی۔ اگر ہم نے اپنے خلاف کسی عام
 بیداری اور تحریک کو بھٹکنے پھولنے کا موقع دیا تو اس کا جواب ہم امریکہ، چین یا جاپان
 کی بددقوں اور توپوں سے دیں گے۔

عبوری حکومت

اہم غلط: الفاظ کی جلدگری، فری میسنز کے معاونین، خصوصی سکولوں کے اساتذہ اور غیر تدریسی عملہ کی تربیت، ماہرین معیشت اور کوڈ پی لوگ، اہم سرکاری عہدوں پر کن افراد کا تقرر ہونا چاہئے۔

غیر معقول فیملے اور دلکش بیانات

ہمیں ایسے ہر ہتھیار اور ہر اسلحہ سے لیس ہونا چاہئے جو دشمن کے خلاف موثر طور پر استعمال کیا جاسکتا ہو بعض صورتوں میں ہمیں ایسے فیملے بھی صلور کرنا پڑیں گے جن کو لوگ غیر معقول اور غیر متعلقہ قرار دیں گے لیکن ہمیں ان کا قانونی جواز پیش کر کے لوگوں کو مطمئن کرنا ہو گا۔ اس سلسلے میں ہمیں زبان و طرز بیان کو حسین اور مرحوب کن بنانا ہے جس سے یہ تاثر مل سکے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں اخلاقی قدروں اور قانونی ضابطوں کے مطابق ہے۔

فری میسنز کے معاونین

ہماری انتظامیہ کو اپنے گرد و پیش کی ان تمام قوتوں کو سمجھ کرنا ہو گا جن کے درمیان نہ کر ہمیں اپنے فرائض انجام دینا ہیں۔ ہمارے ملازمین و معاونین کے گرد ماہرین قانون بھی ہوں گے، مشہورین بھی اور ماہر تنظیمین بھی ہوں گے۔ ان میں سفارت کاری کے ماہرین کے علاوہ خصوصی سکولوں کے اساتذہ اور غیر تدریسی عملہ کے

افسران بھی شامل ہوں گے۔ یہ افراد سماجی ڈھانچے کے تمام اسرار و رموز کے شناسکار ہوتے ہیں۔ اور ان تمام زبانوں سے بھی واقف ہوں گے جو سیاسی سوچ کے اظہار کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ لہذا یہ ہر تفویض کردہ کام کو اچھی طرح انجام دے سکیں گے۔ ہم انہیں انسانی فطرت کے خفیہ پہلوؤں اور ان حساس تاروں سے بھی آشنا کر دیں گے جنہیں چھیڑ کر وہ اپنے مقاصد حاصل کر سکیں۔ یہ تار غیر یہودیوں کی افتاد طبع، ان کے رجحانات و میلانات، ان کی کمزوریوں اور خوبیوں اور ان کے طبقاتی مزاج کی تفصیلات سے متعلق ہوں گے۔ یہ بات صاف ظاہر ہے کہ ہم اپنے کارندوں اور معاونین کا انتخاب ان غیر یہودیوں میں سے نہیں کریں گے جو اپنے سرکاری فرائض انجام دیتے وقت اتنا سوچنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے کہ ان کے مقاصد کیا ہیں اور ان کا حصول کیوں ضروری ہے؟ مشینی انداز میں کام کرنے والے یہ لوگ کفیات پر دستخط کرنے سے پہلے انہیں پڑھنے کی تکلیف بھی گوارا نہیں کرتے اور روادری میں دستخط ثبت کر دیتے ہیں۔ ان لوگوں کو حصول کے سوا کسی چیز سے غرض نہیں، یوں سمجھئے کہ یہ بالکل ہی ہوس کے بندے ہوتے ہیں۔

یہودی معیشت

ہماری انتظامیہ کو ماہرین معیشت کی بہت بڑی تعداد کی خدمات میسر ہوں گی یا یہ کہہ لیجئے کہ وہ ماہرین اقتصادیات سے گھری ہوئی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ یہودیوں کو دی جانے والی تعلیم میں اقتصادی سائنس کو ایک اہم مضمون کی حیثیت حاصل ہے، ہمارے چاروں طرف بنکاروں، صنعت کاروں، سرمایہ کاروں اور کروڑ پتیوں کا ایک بڑا مجمع ہو گا۔ ہمیں ان کی خدمات بہت سے کاموں کے لئے درکار ہوں گی کیونکہ ہم ہر مسئلے کا فیصلہ اعداد و شمار کی روشنی میں کرتے ہیں۔

وہ وقت بہت قریب ہے جب ہماری مملکتوں کے کلیدی عہدوں پر ہمارے یہودی بھائی تعینات ہوں گے۔ ان کی تقرریوں میں نہ کوئی رکاوٹ ہوگی اور نہ کوئی خطرہ ہو

گا۔ لیکن وہ وقت آنے تک ہم محلات کی باگ ڈور ایسے لوگوں کو دیں گے جن کا
 ماضی اور حال یہ ثابت کر سکے کہ ان کے اور عوام کے درمیان ایک وسیع غلطی حاکم
 ہے۔ ہماری ہدایات کی خلاف ورزی کرنے پر انہیں سنگین الزامات کا سامنا کرنا پڑے گا
 یا پھر شرم و ہدامت کی وجہ سے خودکشی کئے بغیر کوئی چارہ نہ ہو گا۔ اس طریق کار سے
 دوسرے لوگوں کو بافرمانی کرنے والوں کے انجام سے سبق ملا کرے گا اور وہ آخری
 وقت تک ہمارے مفاد کے لئے کام کرنے پر مجبور ہوں گے۔



دوبارہ تعلیم کی ضرورت

اہم نقاط: اقوام کو فری مین اصولوں کی تعلیم دینے کی ضرورت، فری مین کے شناختی الفاظ، غیر سامی ہونے کا مطلب و مفہوم، میسنری آمریت، دہشت انگیزی، میسنری کے خادم کون ہیں، غیر یہودی ریاستوں کی صاف بین اور اندھی قوتوں کا مفہوم، حاکمیت اور عوام کا تعلق، بے راہ روی، تعلیم و تربیت پر کنٹرول، غلط نظریات، قوانین کی تشریح و توضیح، زیر زمین تحریکیں۔

ہمارے قواعد و ضوابط کو جامہ عمل پہنانے سے قبل آپ کو ان لوگوں کے کردار کا بھی جائزہ لینا ہو گا جن میں رہ کر آپ کو کام کرنا ہے۔ عوام کو جب تک از سر نو ہمارے نصاب کے مطابق زیور تعلیم سے آراستہ نہیں کیا جائے گا ان قواعد و ضوابط کا سب پر یکساں اطلاق ممکن نہ ہو گا۔ تاہم اگر احتیاط اور صبر و تحمل سے کام لیا جائے تو دس سال کا عرصہ بھی نہیں گزرے گا کہ ضدی اور ہٹ دھرم قسم کے افراد کے ذہنوں میں بھی تغیر محسوس ہونے لگے گا۔ اور ہمارے مطیع افراد کی صف طویل تر ہوتی چلی جائے گی۔

”لبرل“ کے الفاظ جو دراصل ہمارے شناختی (امتیازی) الفاظ یا ”واچ ورڈ“ ہیں انہیں آج ہم ”آزادی، مساوات اور اخوت“ کہتے ہیں لیکن جب ہماری اپنی سلطنت قائم ہو گی ہم ان کو نئے معنی پہنائیں گے۔ پھر یہ الفاظ خفیہ اشارے نہیں رہیں گے محض ایک تصور ہوں گے ان کے معنی پھریں ہوں گے ”آزادی کا حق، مساوات کا

فرض اور اخوت کا فرض۔ ہم ان الفاظ کی تلوئل اسی انداز میں کریں گے اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کا طریق کار بھی یہی ہے۔ جیسا کہ انگریزی کے ایک محاورے میں ”مہل کو سینگوں سے پکڑنا“ کہا جاتا ہے۔

جہاں تک حقیقی حکمرانوں کا تعلق ہے ہم نے ان سب کو صلہ ہستی سے مٹا دیا ہے۔ آئینی حکمران اگرچہ آج بھی خاصی تعداد میں موجود ہیں ان میں سے کوئی حکومت اگر ہمارے خلاف آواز بلند کرتی ہے تو یہ ہمارے ہی ایماء اور ہماری ہی ہدایت کے تحت ایک رسمی کارروائی ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کی یہی دشمنی ہمارے مابین گہری اخوت بیدار کرنے کا سبب بنتی ہے۔ اب میں مزید تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ یہ مسئلہ ہمارے درمیان بار بار زیر بحث آچکا ہے۔

قتل عام

ہمارے لئے ایسی رکاوٹیں یا مشکلات نہیں جو ہمارے دائرہ عمل کو محدود کر سکیں۔ ہماری سپر گورنمنٹ غیر قانونی اساس پر ہی قائم رہ سکتی ہے جسے عام اصطلاح یا بہترین الفاظ میں ”ڈکٹیٹر شپ“ کہا جاتا ہے میں اس حیثیت میں ہوں کہ آپ پر یہ بات اچھی طرح واضح کر سکوں کہ وقت آنے پر قانون کی تکفیل کرنے والے فیصلے بھی صادر کریں گے اور سزائیں بھی نافذ کریں گے۔ ہم قتل عام کریں گے اور کسی کو نہیں بخشیں گے۔ اپنی فوجوں کے سالار کی حیثیت سے قیادت ہمارے ہی ہاتھ میں ہو گی۔ چونکہ ہمارے دائرہ اختیار میں وہ عناصر بھی ہوں گے جو کبھی صاحب اقتدار اور ذی جاہ تھے لیکن بعد میں ہمارے ہاتھوں مغلوب ہوئے لہذا ایسے عناصر کو قابو میں رکھنے کے لئے ہمیں قوت ارادی کو بروئے کار لانا پڑے گا۔ لامحدود امنگیں، مشتعل جذبات اور جلجلی ہوئی شعلہ فشاں حرص و آز، بے رحمی اور شقی القلبی، نفرت اور غیظ و غضب ہمارے ہتھیار ہوں گے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آج ہر طرف جو دہشت گردی اور بربریت پھیلی ہوئی ہے اس کا سرچشمہ ہم ہی ہیں۔ ہمارے کارندوں میں سوشلسٹ اور کمیونسٹ بھی ہیں۔ بے تلج و تخت سربراہان مملکت اور خواہوں کی دنیا میں رہنے والے عناصر بھی شامل ہیں۔ یہ سب ہماری غلامی کر رہے ہیں۔ ان سب کو اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ ان میں سے ہر شخص اپنے طور پر اپنی کچی حکومتوں کی جڑیں کھودنے اور نظم و ضبط کی تمام صورتوں کو ذرہ بذرہ کرنے میں سرگرم عمل ہے۔ ان کی سرگرمیوں کے باعث تمام مملکتیں شدید اذیت سے دوچار ہیں۔ وہ امن و سکون کے لئے چند و فصل سے بھی کام لیتی ہیں اور اس کے لئے اور بھی ہر قسم کی قربانی و ایثار کے لئے آمادہ ہیں لیکن ہم ان کو اس وقت تک امن و سکون سے نہیں بیٹھنے دیں گے جب تک یہ ہماری سرگورنمنٹ کو جذبہ اطاعت کے ساتھ تسلیم نہ کر لیں گی۔

سوشلزم کے مسئلے کو بین الاقوامی معاملے کے ذریعہ طے کرنے پر اگرچہ بہت سے لوگوں نے زور دیا ہے لیکن مختلف پارٹیوں میں منقسم ہونے کی وجہ سے سوشلسٹ ہمارے ہاتھوں میں کھینٹے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ کشمکش کی فضا کو برقرار رکھنے اور انتہائی متقابلوں کو جاری رکھنے کے لئے ہر شخص کو سرملے کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ سارے کاسارا ہمارے ہاتھوں میں مرکوز ہے۔

ہمارے پاس یہ بات جاننے کے لئے ٹھوس وجوہات موجود ہیں کہ غیر یسود کے عقائد نظر رکھنے والے بادشاہوں اور ان کے مباحثت اندیش عوام کے درمیان اتحاد کی گنجائش اور امکان موجود ہے لیکن ہم اس امکان کے خلاف پہلے ہی ضروری تدابیر کر چکے ہیں اور دونوں قوتوں کے مابین خوف و ہراس کی دیوار کھڑی کر دی ہے۔ اس طرح ہم ہمیشہ اور ہر جگہ عوام کی اندھی طاقت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو ہم

صرف انہیں قیوت مہیا کریں گے اور انہیں ان راستوں پر گھمزن کریں گے جن کا رخ ہماری منزل کو جاتا ہے یعنی جو ہمارے مفاد کے مطابق ہے۔

طریق کار

غیر یہود اور ان کو ہمیں اس وقت تک نہیں چھیڑنا چاہئے جب تک ہم اس قتل نہ ہوں کہ حسن تدبیر اور سلیقے سے ان کو مکمل طور پر چلا کر دیں اور اس طرح ان کی زندگی کے نظام کے سرچشموں پر پوری طرح قابو نہ پالیں۔ اس نظام کو زندگی بخشنے والے چشمے بڑے منظم اور منضبط ہوتے ہیں۔ ہم نے ان کو پہلے ہی خشک کرنے کی تدابیر اختیار کر لی ہیں۔ عدلیہ کے نظم و نسق میں ہمیں پہلے ہی دخل حاصل ہو چکا ہے۔ اجتماعی عمل میں 'پریس' کی کارکردگی میں اور 'محضی آزادی' کی حدود کے اندر 'القرض' ہر اہم شعبہ زندگی میں ہمیں دخل حاصل ہے۔ لیکن ہمارا خاص دخل تعلیم و تربیت میں ہے جو آزادی زندگی میں بنیادی ستون کی حیثیت رکھتی ہے ہم نے غیر یہود نوجوان نسل کو 'احسن'، 'لا اہلی'، بد چلن اور اخلاقی طور پر دیوالیہ بنا دیا ہے اور ان کی تربیت ایسے نظریات اور عقائد کی روشنی میں کی ہے جو ہمارے ہی پیش کردہ ہیں اور جن کے بارے میں ہمیں بخوبی علم ہے کہ یہ قطعاً بے بنیاد اور غلط ہیں۔

علاوہ ازیں موجود قوانین میں کوئی خاص تبدیلی لائے بغیر مفاد قسم کی توضیحات سے انہیں توڑ موڑ کر ہم نے ایسے منہج اخذ کئے ہیں جو بظاہر بڑے پر شکوہ نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت ایسا نہیں۔ ان منہج کا ایک فائدہ یہ ہوا ہے کہ پہلے تو اصل قوانین ضمنی توضیحات و تشریحات کے پردوں میں چھپ کر رہ گئے ہیں اور دوسرا یہ کہ وہ مکمل طور پر حکومتوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ قانون سازی کے لمحے ہوئے جالے میں کچھ اخذ کرنا ممکن ہی نہیں۔ ہمیں سے چالشی فیصلوں کے نظریہ (Theory of Arbitration) کی ابتداء ہوتی ہے۔

یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر غیر یہودیوں کو وقت آنے سے قبل ہماری سرگرمیوں اور منصوبوں کا اندازہ ہو جائے تو وہ مسلح ہو کر ہم پر بلہ بول دیں گے لیکن مغربی ممالک میں ہم نے انتہائی دور بینی اور حکمت عملی کے ساتھ اس امکان کے خلاف دہشت گردی کا منصوبہ تیار کر لیا ہے کہ اس کی تفصیل جاننے سے مضبوط سے مضبوط دل والے انسان بھی لرز اٹھیں گے۔ اس منصوبے کے تحت وہ برا وقت آنے سے پہلے ہی ہم تمام دارالحکومتوں کے زیر زمین بڑے بڑے شہر تعمیر کر لیں گے اور بارودی سرنگوں کا جال بچھا دیں گے جہاں سے ان دلاسلطنتوں کو ان کے تمام دفاتر اور اداروں سمیت بھک سے اڑا دیا جائے گا۔

اقتدار کے لئے تیاری

اہم نقطہ: سیاست میں ظاہر داری اور بد محاشانہ ذہنیت، فری مین کے فوجی انقلاب کا قائدہ، حق رائے دہنگی، خود ستائی اور فری مین کے لیڈر، عبقری رہنما ادارے، سیاسی روانداری کا زہر، آئین سیاسی پارٹیوں، جمہوریت کا دور، صدور فری مین کے ہاتھ میں کٹہ پتلی، صدور کی ذمہ داری، ”پائلہ“ کا صدور اور اس کے ساتھیوں کا کام، فری مین تحریک، قانون ساز قوت، نیا جمہوری آئین، ”شہنشاہ عالم“ کے اعلان کا وقت، فری مین کا بیماریاں پھیلانا اور اس کی دیگر چالیں۔

آج میں آپ کے سامنے وہ باتیں پھر دوہراتا ہوں جو پہلے بھی کہہ چکا ہوں تاکہ آپ یہ باتیں اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ اس دور کی ملکیت اور اس دور کے عوام سیاسی دنیا میں صرف ظاہری ہیئت پر مطمئن ہو چکے ہیں۔ آخر فیر یہودی عوام مہلات کی تہ تک کیسے پہنچ سکتے ہیں جبکہ ان کے اپنے نمائندے ہی ان مہلات تک نہیں پہنچ پائے۔ اور پیش و محشر میں ڈوبے رہتا پسند کرتے ہیں۔ ہماری حکمت عملی کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ ہم تمام اہم امور سے باخبر رہیں اور ان پر گہری نظر رکھیں کیونکہ اختیارات کی تقسیم، تقریر و تحریر کی آزادی، پریس کے لئے آزادی، مذہب اختیار کرنے کی آزادی، انجمن سازی کی آزادی، املاک کے تحفظ کی ضمانت،

قانون کی نظر میں سب کی برابری، رہائشی ٹیکس اور بعض دیگر ٹیکس (خصوصاً ٹیکس چوری کا مسئلہ) بڑے اہم مسائل ہیں۔ ان پر کھلے عام اور براہ راست بحث و مباحثہ مناسب نہیں ہوتا۔ اگر بالفرض ان پر اظہار خیال کرنا ناگزیر ہو جائے تو ان پر واضح اور دو ٹوک اظہار خیال نہیں کیا جانا چاہئے۔ ان کا اجمالی ذکر اس طور پر کیا جائے جیسے کہ ہم مروجہ عصری اصولوں کو تسلیم کرنے کا اعلان کر رہے ہوں۔ اس معاملے میں خاموشی اختیار کرنے کا سبب یہ ہے کہ ان اصولوں کا نام نہ لے کر ہم اپنی آزادی عمل کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ کسی ایک چیز کو اختیار کرنے اور دوسری چیز کو ترک کرنے کی آزادی کو کسی کے نوٹس میں لائے بغیر استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ ہم اپنا مطلب بھی پورا کر لیں اور کسی کو شبہ تک نہ گزرے۔

عوام کی عام حالت یہ ہے کہ وہ اپنے دل میں سیاسی قوت کے لئے خاص محبت اور تعظیم کو پالتے پوتے رہتے ہیں۔ سیاست کے نام پر تمام جارحانہ کارروائیوں کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آپ نے انہیں یہ الفاظ کہتے ہوئے اکثر سنا ہو گا۔ ”یہ تو بڑی شیطنت ہے“ یہ بد معاشی تو ہے لیکن اس میں ذہانت بھی پائی جاتی ہے۔ تم اسے چال بازی کہہ لو لیکن کتنی صفائی سے کی گئی ہے“ اس فریب میں کتنی خوبصورتی، کتنی دیدہ دلیری اور کیسی زبردست جسارت ہے۔“

ہم نے دنیا کے لئے جو نیا بنیادی ڈھانچہ تشکیل دیا ہے، امید ہے کہ وہ اقوام عالم کے لئے بڑا پرکشش ہو گا، ہماری ساری منصوبہ بندی، اسی ڈھانچے کے حوالہ سے ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے لئے تمام چیزوں سے زیادہ اہمیت خود کو مسلح کرنے کی ہے۔ یہ ہماری ایک ناگزیر ضرورت ہے کہ ہم اپنی عمدہ صف بندی کریں اور پر عزم و پرجوش اور ناقابل تسخیر قوت بن جائیں۔ ہم اپنے سرگرم کارکنوں کی وجہ سے راہ میں آنے والی تمام رکاوٹیں اور مزاحمتیں دور کر سکتے ہیں۔ جب ہم نے اپنے انقلابی پروگرام کو مکمل کر لیا تو ان اقوام کو مخاطب کر کے کہیں گے کہ ”ہر معاملہ خراب ہو چکا ہے“

اکلام و مصائب نے سب کو بد حال کر دیا ہے ہم آپ کے مصائب اور مسائل کے تمام اسباب یعنی قومیتوں، سرحدوں اور کرنیوں سے پیدا ہونے والے تنازعات کو ختم کر دیں گے۔ آپ کو اختیار ہے کہ ہمیں چنگ قصور وار ٹھہرائیں لیکن ہم جو کچھ آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں پہلے اسے پرکھ تو لیں۔ ایک موقع تو دیں۔“

اس کے بعد عوام ہمارے گمن گنا شروع کر دیں گے۔ اور مختلف طور پر امیدوں اور توقعات کا جشن مناتے ہوئے ہمیں اپنے کندھوں پر اٹھالیں گے۔ اس مقصد کے لئے ہمیں ہر شخص سے طبقہ اور قابلیتوں کے معیار سے بلند ہو کر بلا تیز و لحاظ ووٹ حاصل کرنا ہو گا تاکہ ہمیں واضح اور قطعی اکثریت حاصل ہو جائے۔ یہ اکثریت تعلیم یافتہ اور بلا دوست طبقہ کے بل پر نہیں مل سکتی۔

جب عوام نے ہمیں اپنا نجات دہندہ سمجھنا شروع کر دیا اور ہمیں اپنی مشکلات و مصائب کا حل سمجھنے لگ گئے تو انتخابات میں ہمارے سامنے کوئی بھی نہیں ٹھہریکے گا۔ انتخابات ہمارا اعلیٰ ترین اختیار بن جائیں گے، انہی کے ذریعہ عوام ہمیں دنیا کی تاجدار بنائیں گے۔ حد یہ ہے کہ انسانی نسل کی چھوٹی چھوٹی اکائیاں جلسوں اور جلوسوں کے ذریعہ ہم پر لپٹے اٹھو کا اظہار کریں گی۔ دراصل یہ لوگ ہمارے ہاتھوں میں کھیل رہے ہوں گے اور ہمارے مخالفین کی کسی بات پر کلن نہ دھریں گے۔ اس طریقہ پر ہم ایک اندھی قوت پیدا کر دیں گے جو ہمارے ایجنٹوں اور کارندوں کی رہنمائی کے بغیر کبھی آگے نہیں بڑھ سکے گی اور ان کارندوں کو ہم عوام کا رہنما بنا کر پیش کریں گے۔

منصوبوں کی تیاری

یہ بات ملحوظ خاطر رکھئے کہ حکومت کا ہر منصوبہ ایک اور صرف ایک ذہن کی پیداوار ہونا چاہئے کیونکہ کئی لوہان کی تیار کردہ شقیں اور اجزا نہ صرف جامعیت سے محروم رہتے ہیں بلکہ ان کی گرفت بھی مضبوط نہیں ہوتی۔ لہذا اس منصوبے کو عملی

جامہ پہنانے سے متعلق طریق کار سے ابھی تو ہم حاصل کر سکتے ہیں لیکن اسے زیر بحث نہیں لائے، مبادا اس میں پنہاں فریب کاریوں، اس کے مختلف حصوں کے باہمی ربط و انحصار، ہر شق کے خفیہ معانی کو نقصان پہنچ جائے۔ اس قسم کے مشکل اور محنت طلب منصوبوں کو زیر بحث لانا اور متحدہ رائے شماریوں کے ذریعہ ان میں ترمیم کرنا منصوبوں کی اصل روح کو گزند پہنچانے کے مترادف ہو گا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے منصوبے موثر بھی ہوں اور پوری حزم و احتیاط سے بھی تیار کئے گئے ہوں۔ اس لئے ہمیں اپنے ذہن و فطین لوگوں کے کام کو عوام یا سیکٹ کیشیوں کے زہریلے دانتوں کی بذر نہیں ہونے دینا چاہئے۔

ہمارے یہ منصوبے موجودہ اداروں کو فوری طور پر درہم برہم نہیں کریں گے بلکہ ان کی معیشت پر اثر انداز ہوں گے اور ان کی معیشت کو تبدیل کر کے رکھ دیں گے۔ پھر ان اداروں میں بھی تبدیلی کا رجحان پیدا ہو گا اور وہ اسی راہ پر چل پڑیں گے جو ہمارے منصوبوں کے عین مطابق ہو گی۔

اہمیت کا ر

اس وقت دنیا کے تمام ملکوں میں مختلف ناموں کے تحت تقریباً ایک ہی قسم کا نظام موجود ہے۔ انہیں نمائندگی، وزارت، سٹیٹ کونسل، (قانون ساز) لیجسلیٹو ادارے اور انتظامی کونسلیں وغیرہ کہا جاتا ہے۔ میں ان اداروں کے باہمی تعلق و ربط بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا، کیونکہ ان سے ہر کوئی واقف ہے۔ آپ صرف اس حقیقت کو ذہن نشین کیجئے کہ ہندو اداروں میں سے ہر ایک مملکت کے ”اہم“ کاموں کو سر انجام دیتا ہے۔ میں یہاں یہ بات پھر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے لفظ ”اہم“ سے حتمی کیا ہے، ”ادارے“ کے متعلق نہیں کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارے لئے ان اداروں کی کوئی اہمیت نہیں، ان ”کاموں“ کی اہمیت ہے جو انجام دیئے جاتے ہیں۔ ان

اداروں نے اپنے درمیان حکومت کے فرائض تقسیم کر رکھے ہیں۔ جن میں انتظامیہ،
مقتضہ اور عدلہ کے فرائض شامل ہیں۔ اس طرح یہ تمام ادارے اسی طرح مصروف کار
ہیں جس طرح انسانی جسم کے اعضاء کام کرتے ہیں۔ اگر کسی مملکت کی مشینری کے کسی
ایک حصے کو نقصان پہنچ جائے تو پوری مملکت بیمار ہو جاتی ہے جیسا کہ انسانی جسم بیمار
ہو جاتا ہے پھر مر بھی جاتا ہے۔ اس طرح مشینری بھی تباہ ہو جاتی ہے۔

کٹھ پتلی صدر

جب ہم نے مملکتوں کے نظام میں لبرل ازم کا زہر بھرا تو ان کا تمام سیاسی رنگ
تبدیل ہو گیا۔ اب مملکتیں ایک مسلک بیماری کا شکار ہو چکی ہیں۔ ان کے خون میں زہر
سرایت کر چکا ہے، اب ہمیں صرف ان کی حالت نزع اور موت کا انتظار ہے۔ لبرل
ازم کے نتیجے میں آئینی حکومتیں وجود میں آ چکی ہیں جنہوں نے غیر یہود کے واحد تحفظ
مطلق العنانیت کی جگہ لے لی ہے۔ آپ بخیل جانتے ہیں کہ کسی بھی دستور کی حیثیت
اختلافات، فطرت فنیوں، جھگڑوں، نا اعلیٰوں، بے فائدہ جماعتی شورشوں اور جماعتی اوہام کی
درس گاہ کے علاوہ کچھ نہیں ہوتی۔ یہ دستور ان تمام چیزوں کا ملغوبہ ہوتا ہے جو ریاستی
سرگرمیوں کی تمام خصوصیات کو مٹا کر رکھ دیتا ہے۔ باتوں کے دھنی اس پلیٹ فارم نے
حکمرانوں کو مجبور اور بے بس بنانے میں پریس سے کوئی کم کردار ادا نہیں کیا۔ لہذا بہت
سے ممالک کے حکمران جب بیکار اور فاضل ہو گئے تو انہیں اقتدار سے الگ کر دیا گیا۔
اس کے بعد جمہوریتوں کا دور شروع ہو گیا اور پھر ہم نے حقیقی حکمرانوں کی جگہ عوام
نئی میں سے ایسے افراد کو گدی پر بطور صدر بٹھا دیا جو جاری غلامی کا دم بھرتے تھے۔ یہ
کٹھ پتلی مخلوق ان مملکتوں کے لئے باعث تھیک تھی۔ یہ دراصل ایک ہارودی سرگرم
کی بنیاد تھی جو ہم نے غیر یہودی اقوام کے نیچے بچا دی۔

مستقبل قریب میں ہم صدر کے اختیارات کا بھی تعین کر دیں گے، اس وقت ۔

تک ہم اس قاتل ہو جائیں گے کہ جن امور کے لئے ہمارا یہ آلہ کار نام نہاد حکمران ذمہ دار ہو گا، ہم قانون کی ظاہری صورتوں کی پروا کئے بغیر انہیں خود پایہ تکمیل کو پہنچا دیں گے۔ ہمیں اس کی ہرگز کوئی پروا نہ ہو گی کہ اقتدار کے بھوکوں کی صف میں کوئی رخنہ پڑ جائے، یا صدارتی امیدواروں کا حصول ناممکن ہو جائے۔ اور اس عمل میں رکاوٹ پڑنے سے بحران پیدا ہو جائے اور بالآخر وہ ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ اس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہم ایسے امیدواروں کو صدارتی انتخاب لڑوائیں گے جن کا ماضی سیاہ ہو، جن کے دامن داغ دار ہوں لیکن وہ ناپاک افراد پردہ اخفا میں رہیں۔ اس صورت میں یہ لوگ ہمارے منصوبوں کی تکمیل کے لئے معتمد ایجنٹ ثابت ہو سکیں گے کیونکہ انہیں ایک طرف اپنے رازوں کے افشا ہونے کا خطرہ دامن گیر رہے گا اور دوسری طرف اقتدار و اختیارات، مختلف مراعات اور فوائد سے محرومی پلے پڑنے کا خوف ہو گا۔ صدارتی عہدے کی شان و شوکت برقرار رکھنے کی خواہش انہیں مغلوب رکھے گی۔

ایوان نمائندگان کی حیثیت تو صدر کے لئے محض ایک آڑ کی سی ہو گی۔ یہ ایوان صدر کو منتخب کرے گا، اسے تحفظ فراہم کرے گا لیکن ہم چیمبر کو نئے قوانین بنانے یا پہلے سے موجود قوانین میں ترمیم کرنے کے حق سے محروم کر کے، حق صدر کو مختل کر دیں گے جس کی حیثیت ہمارے نزدیک ایک کٹھ پتلی سی ہو گی۔ یہ قدرتی امر ہے کہ صدر کے اختیارات عوامی تنقید کا نشانہ بن جائیں گے لیکن ہم اسے اپنے بچاؤ کے لئے عوام کے سامنے اپیل کرنے کا حق دیں گے۔ وہی ناماقبت اندیش عوام جو ہمارے غلام ہیں صدر کے حق میں ان کا فیصلہ اپنے نمائندوں سے بلا ہی بالذہو گا۔ ہم صدر کو چیمبر سے مشورہ کئے بغیر اعلان جنگ کرنے کا بھی حق دے دیں گے اور اس حق کا جواز یہ پیش کریں گے کہ ملک کی تمام فوج کے سربراہ کی حیثیت سے اسے صدر کے دائرہ اختیار ہی میں رہنا چاہئے تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ نئے جمہوری دستور کے ذمہ دار

نمائندے کی حیثیت سے اس کی مخالفت کر سکے۔ لہذا یہ سمجھنا آسان ہے کہ ان حالات میں خزانے کی چابی ہمارے ہاتھ میں ہی رہے گی۔ ہمارے علاوہ کوئی اور طاقت 'قانون سازی کی قوت کو حرکت میں نہیں لائے گی۔

علاوہ ازیں نئے جمہوری دستور کے نفاذ کے ساتھ ہی ہوا ان سے سیاسی راز داری کی آڑ میں سرکاری اقدامات کی تکمیل طلب کرنے اور سوالات کرنے کا حق واپس لے لیا جائے گا۔ ارکن پارلیمنٹ کی تعداد بھی بہت کم کر دی جائے گی۔ اس سے سیاسی جوش و جذبے میں بھی کمی آ جائے گی۔ اس کے باوجود بھی اگر ان کے جذبات بھڑک اٹھیں تو ہم حوام کی اکثریت کے پاس پرزور اپیل لے کر جائیں گے اور انہیں کالعدم قرار دلوا دیں گے۔ صدر ہی چیئرمین اور سیکرٹری کے پریذیڈنٹ اور وائس پریذیڈنٹ کو نامزد کرے گا۔ پارلیمنٹ کے اجلاس متواتر منعقد کرنے کی بجائے صرف چند ماہ کی کارروائیوں تک محدود کر دیئے جائیں گے۔

کلیت پسند ریاست

اہم نقطہ : نئے آئین کا پروگرام، مجوزہ انقلاب کی بعض خصوصیات، غیر یہودی بھیلوں کا ایک گلد، قری میسنری، دکھوے کی اجتماع گاہیں۔

جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ شیٹ کونسل، اقتدار کا موثر ترین ذریعہ انکار حلیم کی جاتی رہی ہے۔ ہمارے نظام سیاست میں یہ قانون ساز ”کور“ (مقتضہ) کے لئے محض دکھوے کا کام دیتی رہے گی۔ نئے آئین کے تحت قانون، حقوق اور انصاف کے اصول و ضوابط کے لئے ہم درج ذیل طریقہ اختیار کریں گے۔

(i) قانون اور دیگر متعلقہ امور کے لئے تجویز قانون ساز کور (Legislative Corps) کے روبرو پیش کی جائیں گی جنہیں یہ ”کور“ پہلے ہی منظور کرنے کا فیصلہ کر چکی ہو گی۔ ان تجویز کی حیثیت محض ایک بیروپ یا دکھوا ہو گی۔

(ii) عام قواعد کے نام پر صدر کے احکامات اور سینٹ کے احکامات کو قانون کا درجہ حاصل ہو گا۔ اسی طرح وفاق کونسل کی قراردادوں کو وزارتی احکامات کے روپ میں جاری کیا جائے گا۔ ان کی حیثیت بھی قانون ہی کی ہو گی۔

(iii) مناسب موقع آنے پر ریاست میں انقلاب برپا کر دیا جائے گا اور نئے قوانین پاس کرائے جائیں گے۔

عام طریق کار حسین کرنے کے بعد ہم ان اجتماعی سرگرمیوں کی تفصیلات طے کرنے میں مصروف ہو جائیں گے جن کے ذریعہ ہمیں ریاستی مشینری میں انقلاب لانا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ان سرگرمیوں کے نتیجے میں پولیس کی آزادی، انجمن سازی

کا حق، ضمیر کی آزلوی، دھت کے استعل کا حق اور اس نوعیت کی بہت سی دیگر آزادیاں اور دیگر حقوق کا تصور انسانی ذہن سے حرف غلط کی طرح مٹ جانا چاہئے۔ یا ان تصورات میں بنیادی تبدیلی آ جانی چاہئے۔ کیونکہ یہی لمحہ ہو گا جس میں ہم فی الفور اپنے احکامات کا اعلان کرنے کے قتل ہوں گے۔ بعد میں کوئی بھی تبدیلی لانا خطرناک ہو جائے گا۔ اگر یہ تبدیلی جبر و تشدد کے ذریعہ لائی گئی تو لوگوں میں مایوسی، بددلی اور خوف و ہراس پھیلانے کا سبب بن جائے گی۔ اس کے برعکس اگر نئی تبدیلی کا مقصد لوگوں کو مزید سولتیں دینا ہو گا تو کہا جائے گا کہ ہم نے اپنی غلطی کو تسلیم کر لیا ہے اور یہ چیز ہمارے اقتدار کے استحکام اور حضور عن اعلیٰ ہونے کی حیثیت کو چھڑ کر کے رکھ دے گی۔ اس سے یہ تاثر بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ ہم نے آنے والے خطرے کو محسوس کر لیا ہے اور اب گھٹنے ٹیک رہے ہیں۔ اس اقدام پر لوگ ہمارے شکر گزار ہونے کی بجائے اسے ہماری مجبوری اور بے بسی پر محمول کریں گے۔ لہذا یہ دونوں قسم کا طرز عمل نئے دقار و حکرم کے لئے باعث ضرر ہو گا۔

ہمارا مقصد تو ہے کہ نئے آئین کے نافذ ہونے ہی (جبکہ اقوام عالم اس انقلاب پر حیران و ششدر اور حواس باختہ ہوں) وہ خوف و دہشت اور بے یقینی کے عالم ہی میں یہ حقیقت ہمیشہ کے لئے تسلیم کر لیں کہ ہم ایک نہ مٹنے والی طاقت ہیں، ہماری قوت اتنی ناقابل تغیر ہے کہ ہمیں ان کی قلعہ کوئی پروا نہیں ہے۔ ہمیں ان کی خواہشات کا احترام تو درکنار ان کی مزاحمت، ان کے اظہار مخالفت کو ہر وقت اور ہر جگہ کچل کر رکھ سکتے ہیں۔ انہیں یہ بھی ذہن نشین کرنا ہو گا کہ ہم نے فوری طور پر ہر اس چیز پر قبضہ کر لیا ہے جس کے ہم خواہیں تھے اور یہ بھی کہ ہم انہیں اپنے اقتدار میں شریک کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ بالآخر وہ خوف زدہ اور لرزہ بر اندام ہو کر ہر چیز سے آنکھیں بند کر لیں گے اور اس ناکہ کے انتقام کا انتظار شروع کر دیں گے۔

غیر یہودی اقوام بھیڑ بکریوں کا ایک گلو ہیں اور ہم ان کا شکار کرنے والے بھیڑیے ہیں۔ آپ کو خوب معلوم ہے کہ جب بھیڑیے گلے میں مچھتے ہیں تو کیا حشر بپا ہوتا ہے؟ ان کے آنکھیں بند کر لینے کی ایک وجہ یہ بھی ہو گی کہ ہم ان سے مسلسل یہ

وعدہ کرتے رہیں گے کہ امن دشمن عناصر کو ختم کرنے اور مختلف سیاسی جماعتوں سے تعاون کی یقین دہانی حاصل کرنے کے بعد ہم ان کی تمام آزولیاں فوراً لوٹا دیں گے۔ البتہ یہ الگ بات ہے کہ آزولیاں واپس ملنے میں انہیں کتنا انتظار کرنا ہو گا۔

فری میسنری اور نمائشی اجتماع گاہیں

آخر ہم نے یہ پالیسی کسی مقصد کے لئے ہی وضع کی ہے اور غیر یسود کو اس کا مفہوم سمجھنے کا موقع دیئے بغیر ہی ان کے ذہنوں پر قبضہ کیوں کر لیا ہے؟ اس کا واحد مقصد یہ ہے کہ ہم بالواسطہ طور پر وہ کچھ حاصل کر لینا چاہتے ہیں جسے ہم منتشر قبیلہ براہ راست حاصل نہیں کر سکتے۔ یہی چیز فری مین کی خفیہ تحریک کی بنیاد ہے۔ جس کا حقیقی علم کسی کو نہیں ہے۔ ہمارے ان عزائم و مقاصد پر ان غیر یسود موشیوں کو شک تک نہیں غمزہ سکتا۔ ان کو ہم فری مین کی اجتماع گاہوں میں ٹیپ ٹپ سے مسحور کر کے اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں تاکہ یہ اپنے ہوطنوں کی آنکھوں میں دھول بھونک سکیں۔ خدا نے ہمیں، یعنی اپنی محبوب قوم کو انتشار اور جلاوطنی کا تحفہ دے رکھا ہے۔ یہ چیز بظاہر ہماری کمزوری دکھائی دیتی ہے لیکن درحقیقت ہماری تمام قوت کا راز اسی میں ہے۔ یہی چیز ہمیں دنیا بھر کی شہنشاہیت کی دلہیز پر لے آئی ہے۔ ہم نے جو بنیادیں رکھ دی ہیں ان پر تعمیر کا کام اب کچھ زیادہ نہیں رہ گیا ہے۔

پریس پر کنٹرول

اہم نکتہ: فری مین کے نزدیک لفظ ”آزادی“ کا مفہوم، فری مین سلطنت میں پریس کا مستقبل، خبر رساں ایجنسیاں، ترقی کا مطلب و مفہوم، صوبوں میں عوامی مطالبات ابھارتا، منہ عن الخطا ہونا، بے داغ نئی حکومت کا قیام۔

”آزادی“ کی تعبیر

لفظ ”آزادی“ کی بہت سی تعبیریں ہو سکتی ہیں لیکن ہمارے نزدیک اس کی تعبیر یا تعریف یہ ہے:

”آزادی ایسے کام کرنے کے حق کا نام ہے جن کی قانون میں اجازت ہو۔ اس لفظ کی یہ تعریف مناسب وقت پر ہمارے کام آئے گی، کیونکہ ہر قسم کی آزادی ہمارے ہاتھ میں ہو گی، لہذا قوانین صرف ایسی چیزوں کو ختم کریں گے یا ایسی نئی چیزوں کو متعارف کرائیں گے جو مجوزہ پروگرام سے مطابقت رکھتے ہوں گے۔“

پریس کا کردار

آج کا پریس کیا کردار ادا کرتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان جذبات کو ابھارتا ہے جو ہمارے مقصد کی تکمیل کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ یا پھر یہ سیاسی پارٹیوں کے خود غرضانہ مقاصد کو پورا کرنے میں مصروف رہتا ہے۔ یہ اکثر و بیشتر بے مغز، بے انصاف اور جھوٹا ہوتا ہے۔ عوام کی بھاری اکثریت کو اس امر کا کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ

پریس کن مقاصد کی تکمیل کر رہا ہے؟ لیکن ہم اس کے منہ میں کس کر لگام دیں گے اور مکمل طور پر قابو میں رکھیں گے۔ بلکہ ہر قسم کے مطبوعہ مواد کے بارے میں ہمارا طرز عمل یہی ہو گا۔ کیونکہ اگر ہم کتابوں اور پمفلٹوں کے حملوں کا نشانہ بنے رہے تو ہمیشہ خطرے میں رہیں گے۔ پبلیٹی کی تخلیقات پر سنسور کی وجہ سے بڑا خرچہ آتا ہے، اس کو ہم ریاست کے لئے ایک منفعت بخش آمدنی میں تبدیل کر دیں گے۔ ہم طباعتی اداروں کے قیام اور اخبارات کے اجراء کے لئے زر ضمانت داخل کرانا لازمی قرار دے دیں گے۔ پریس کو اس امر کی بھی ضمانت دینا ہو گی کہ وہ حکومت پر تنقید کرنے سے باز رہے گا۔ اس ضمانت کی خلاف ورزی پر جذبہ ترحم کے بغیر بھاری جرمانہ کیا جائے گا۔ اس طرح سٹامپ ٹیکس، زر ضمانت، جرمانوں اور اس قسم کے دیگر اقدامات سے حکومت کو بھاری آمدنی ہو گی۔ یہ بات صاف ظاہر ہے کہ پارٹیوں کے ترجمان، پبلیٹی پر شاید زیادہ خرچ نہیں کر سکیں گے لہذا دوسری بار تنقید کرنے پر ہم انہیں فوری طور پر بند کر دیں گے۔ اس لئے کوئی شخص ہم پر انگلی اٹھانے کا تصور بھی نہیں کر سکے گا۔ کسی چیز کی اشاعت کو روکنے کے لئے یہ عذر کافی ہو گا کہ یہ بے موقع ہے اور اس سے عوام کے ذہنوں میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔

براہ کرم اس چیز کو ذہن میں رکھیں کہ ہم پر تنقید کرنے والوں میں وہ اخبارات و رسائل بھی ہوں گے جنہیں ہم نے خود قائم کیا ہو گا لیکن وہ صرف ایسے امور پر نکتہ چینی کریں گے جنہیں بدلنے کا ہم نے پہلے سے فیصلہ کر لیا ہو گا۔ ہم اس امر کا انتظام کریں گے کہ ہماری مرضی کے بغیر کوئی اعلان عوام تک نہ پہنچنے پائے۔ یہ مقصد ہم اب بھی بڑی حد تک حاصل کر رہے ہیں۔ کیونکہ تمام خبریں چند ایجنسیوں کو وصول ہوتی ہیں، جو دنیا بھر سے آتی ہیں۔ لہذا ہم ان تمام ایجنسیوں پر قبضہ کر لیں گے اور صرف ایسی خبریں شائع کرائیں گے جو ہماری مرضی کے مطابق ہوں۔

اگر اس وقت ہم نے غیر یہود کے ذہنوں پر اتنا قبضہ جما لیا ہے کہ وہ واقعات عالم کو انہی رنگین عینکوں سے دیکھتے ہیں جو ہم انہیں پہناتے ہیں۔ اگر آج دنیا میں ایسی

کوئی ریاست نہیں جس کی وہ تمام باتیں ہمیں معلوم نہ ہوں جنہیں یہ احمق ”سرکاری راز“ کہتے ہیں تو ہماری اس وقت کیا پوزیشن ہوگی جب اقوام عالم کے مسئلہ حکمران ہوں گے۔

آئیے ہم ایک بار پھر پریس کے مستقبل پر نظر ڈالیں۔ جو شخص بھی پیشتر لائبریرین یا پرنٹنگ پریس کا اسے ہم ایک ڈیپلوما حاصل کرنے کا پابند بنادیں گے۔ جو کسی نقص یا خلاف ورزی کی صورت میں فوری طور پر ضبط کر لیا جائے گا۔ اس اقدام کی بدولت فکر و تدبیر کے آلات ہماری حکومت کے ہاتھوں میں ذریعہ تعلیم کی صورت اختیار کر لیں گے جس سے ”ترقی“ کی برکتوں کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرنے کا کوئی امکان باقی نہیں رہے گا۔

آج کون نہیں جانتا کہ ان پر قریب برکتوں (Phantom Blessings) اور احمقانہ تصورات نے ہر قسم کی بلور پر آزلوئی کے تصور کو تو متعارف کرا دیا ہے لیکن اس کی حدود کو متعین نہیں کیا۔ یہ نام نہاد لیل ازم اگر عملی لحاظ سے نہیں تو فکری طور پر لازماً ”انارکسٹ“ (انتشار پسند) ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک آزلوئی کے خیالی منصوبوں کے پیچھے پھرتا ہے اور نتیجتاً عمل بے راہ روی کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس طرح احتجاج برائے احتجاج کے انتشار میں جھلا ہو جاتا ہے۔

اب ملتانوں اور ہفتہ وار رسائل و جرائد کی طرف آئیے۔ ہم ان پر بھی دیگر مطبوعہ مواد کی مانند ایک خاص شرح سے شاپنگ ٹیکس عائد کر دیں گے اور انہیں زر ضمانت بھی جمع کرانا ہو گا کٹنگ کی 30 شیٹوں سے کم حجم کی کتابوں پر دو گنا ٹیکس لگایا جائے گا۔ ایسی کتابوں کو پمفلٹوں کا درجہ دے دیا جائے گا تاکہ ایک طرف ان رسائل کی تعداد کم ہو جائے جو مطبوعہ ذہر کی بدترین قسم ہیں اور دوسری جانب اس اقدام سے مصنف حضرات اتنی ضمیمہ تصانیف لکھنے پر مجبور ہو جائیں کہ عوام کی بہت کم تعداد ان کے مطالعہ میں دلچسپی لے، بالخصوص گراں قیمتیں ان کی اس خواہش میں رکاوٹ بن جائیں۔ اس کے برعکس ہم لوگوں کے ذہنوں کو اپنے مفاد اور عزائم کے مطابق متاثر

کرنے کے لئے ارزاں قسم کا دلچسپ لٹریچر شائع کریں گے جو بڑے شوق اور رغبت سے پڑھیں گے۔

بھاری فیکسوں کے باعث تنگ اور بے لطف اپنی تمنائیں حدود کے اندر ہی رہیں گی اور جرائدوں کی صورت میں سزا کا خوف لوگوں اور معصوموں کو ہمارے محتاج اور دست گرد بنادے گا لیکن اس کے باوجود بھی اگر کسی کو ہمارے خلاف قلم آزمائی کا شوق چلے گا تو اس کی تحریروں کو چھاپنے کا خطرہ کوئی بھی مول نہیں لے گا۔ کیونکہ کسی بھی مواد کو طباعت کے لئے قبول کرنے سے پیشتر پبلشر یا پرنٹر کو متعلقہ حکام سے اجازت لینا پڑے گی۔ لہذا ہمیں اپنے خلاف تیار ہونے والی تمام چالوں کا پہلے سے علم ہو جائے گا اور متعلقہ موضوع پر پیشگی توضیحات جاری کر کے ہم انہیں باطل ٹھہرا دیں گے۔

لوپ اور صحافت: دونوں ہی اہم ترین تعلیمی قوتیں ہیں اس لئے ہماری حکومت بیشتر جرائد کو خود اپنی ملکیت میں رکھے گی۔ اس سے غیر سرکاری پریس کے منفی اثرات زائل ہوتے رہیں گے عوامی ذہنوں پر ہمارا اثر و رسوخ اور اعتبار زیادہ ہو جائے گا۔ اگر ہم دس رسالوں کے پرنٹ جاری کریں گے تو خود تین رسالوں کے اجراء کا اہتمام کریں گے اور مستقبل میں بھی یہی تناسب قائم رہے گا۔ ہمارے رسائل و جرائد بظاہر مغفلہ رجحانات اور خیالات کے حامل ہوں گے، اس سے عوام پر ہمارا اثر بہتر ہو جائے گا۔ نیز ہمارے غیر فکری طبیعت کے مخالفین ہمارے پسندے میں آ پھنسیں گے اور بالکل بے ضرر ہو کر رہ جائیں گے۔

سرکاری اخبارات و جرائد اہمیت کے لحاظ سے سرفہرست ہوں گے۔ وہ ہمیشہ ہمارے مغلو کی گہرائی کریں گے۔ اس لئے مقابلہ "من کا اثر و نفوذ معمولی نوعیت کا ہو گا۔ دوسرے درجے پر نیم سرکاری ترجمان ہوں گے جن کا کلام غیر جانبدار اور سرد مر لوگوں کو بیدار کرنا ہو گا۔ تیسرے درجے پر ایسے جرائد ہوں گے جو خود ہم نے اپنی مخالفت میں جاری کئے ہوں گے۔ ان میں سے کم از کم ایک تو ایسے نقطہ نظر کو پیش

کرے گا جو ہر لحاظ سے ہمارے خلاف ہو گا۔ اس سے ہمیں یہ فائدہ پہنچے گا کہ ہمارے حریف ہماری اس خود پیدا کردہ طاقت کو اپنی تحریک سمجھتے ہوئے دل و جان سے قبول کر لیں گے اور ہمیں اپنے منصوبوں سے آگاہ کر دیں گے۔

ہمارے تمام اخبارات تمام ممکن پہلوؤں کا احاطہ کر لیں گے۔ یہ اوشو کریٹس (طبقہ شرقیہ) ری پبلکن (پرستارین جمہوریت) انقلابی عناصر اور انارکسٹوں (انتشار پسندوں) سب کے نقطہ ہائے نظر کی اس وقت تک ترجمانی کرتے رہیں گے جب تک کہ آئین کا وجود برقرار رہے گا۔ ہندو دیوتاؤں کی مانند ان کے بھی سوا ہاتھ ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک رائے علمہ کی ایک ایک دکھتی رگ پر انگلی رکھے گا۔ جب بھی لوگوں میں کسی قسم کا ہیجان پیدا ہوا تو یہ ہاتھ رائے علمہ کی رہنمائی ہمارے مقاصد کی تکمیل کی سمت میں کر دیں گے۔ چونکہ ہر مریض گھبراہٹ اور ہیجان کے عالم میں قوت فیصلہ کھو بیٹھتا ہے اور آسانی کے ساتھ دوسروں کے جھانسنے میں آ جاتا ہے اس لئے وہ اسحق یہ سمجھیں گے کہ وہ اپنے یکپ کے کسی اخبار کا نقطہ نظر دہرا رہے ہیں لیکن دراصل وہ ہمارے موقف یا ہماری پسند کے نقطہ نظر کی تائید کر رہے ہوں گے اور اسی پرچم کے پیچھے چل رہے ہوں گے جو ہم نے ان کے لئے لہرا دیا ہو گا۔

اخباری ملیشیا

اپنے اس اخباری ملیشیا (Militia) کی رہنمائی کے لئے ہمیں بڑی ہوشیاری اور احتیاط سے کام لینا ہو گا۔ مرکزی پریس ڈیپارٹمنٹ کے زیر اہتمام ہم لوہی اہلیات شروع کرا دیں گے جن میں ہمارے خفیہ ایجنٹ ضروری احکام اور فرمان وقت جاری کیا کریں گے۔ خود ہرگز سامنے نہیں آئیں گے۔ ہمارے نیم سرکاری اخبارات جنہیں در پردہ سرکاری اخبارات کی تائید حاصل ہو گی اصل موضوع سے بالکل ہٹ کر محض سطحی بحث مباحثہ کر لیا کریں گے جس سے ایک مصنوعی جنگ بھاپا کرنا مقصود ہو گی۔ اس کی اصل غایت یہ ہو گی کہ ہمیں کھل کر وہ بات کہنے کا موقع مہیا کیا جائے جو سرکاری

اعلان جاری کرتے وقت ہم نہیں کر سکتے تھے۔ یہ طریقہ صرف اس موقع پر اختیار کیا جائے جب اس میں ہمارا فائدہ مضمر ہو گا۔

ہم پر تنقیدی حملے ایک اور مقصد بھی پورا کریں گے، وہ یہ کہ ہماری رعایا کو آزادی اظہار کے وجود کا یقین ہو جائے گا اور ہمارے ایجنٹوں کو یہ دعویٰ کرنے کا موقع مل جائے گا کہ ہمارے مخالف اخبارات محض یا وہ گوئی کر رہے ہیں کیونکہ وہ ہمارے احکام پر کوئی ٹھوس اعتراض کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔

تنظیمی طریقے

اب ہم اپنے تنظیمی حربوں کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ حربے عوام اگرچہ محسوس بھی نہیں کر سکتے لیکن اثر و نفوذ کے لحاظ سے یقینی طور پر فائدہ مند ہوتے ہیں۔ یہ حربے ہماری حکومت پر عوام کی توجہ مرکوز کرنے اور اعتماد بحال کرنے کا موثر ذریعہ ہیں۔ انہی کی بدولت ہم وقتاً فوقتاً عوامی ذہن کو سیاسی مسائل پر مشتعل بھی کر سکیں گے اور مطمئن بھی کر لیں گے۔ ہم لوگوں کو قائل کرنے اور کسی بات پر ابھارنے کے لئے کبھی سچی باتیں شائع کریں گے اور کبھی جھوٹی باتیں چھپوا دیں گے۔ حقائق بھی بیان کریں گے اور ان کی تردیدیں بھی شائع کرادیں گے۔ لیکن بے سوچے سمجھے کوئی حرکت نہیں کریں گے۔ ہر قدم اٹھانے سے پہلے کئی بار غور و فکر کریں گے اور اس کے رد عمل کا پیشگی اندازہ کر لیں گے۔

صحافیوں کی دکھتی رگیں

ہمارے اس قسم کے آزمائشی فائر تیسرے درجے کے اخبارات کے ذریعہ کئے جائیں گے جبکہ ہمارے نیم سرکاری ترجمان موثر انداز سے تردید کر دیں گے۔

آجکل کے زمانے میں بھی فرانس کے پریس کو مثل کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس میں ہر قسم کے اخبارات و جرائد پائے جاتے ہیں جو ظاہری طور پر خواہ ایک دوسرے کے کتنے ہی مخالف کیوں نہ ہوں فری مین تحریک کے پروگراموں اور مقاصد

کے سلسلے میں مکمل یقینی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس کے تمام جریدے پیشہ ورانہ راز داری کے لئے خود کو مجبور پاتے ہیں۔ ننانو قدم کے پیش گوئی کرنے والوں کی مانند ان میں سے ہر ایک اپنے ”ذرائع اطلاع“ (Source of the News) کے بارے میں مرہب لب رہتا ہے۔ بجز اس کے کہ ان ”ذرائع“ کے افشا کا متفقہ طور پر فیصلہ کر لیا جائے۔ لہذا ہمارے صحافیوں کو بھی راز افشا کرنے کی جرات نہیں ہوگی۔ کیونکہ کسی شخص کو اس پیشے سے منسلک ہونے کی اس وقت تک اجازت نہیں دی جائے گی جب تک اس کی سابق زندگی کے اوراق کسی شرمناک واقعہ، کسی رسوا کن کنزوری یا باعث ذلت حادثے سے واقفدار نہ ہوں۔ کسی راز کو افشا کرنے کی کوشش پر اس کے ذاتی سیکرٹریوں کو آشکار کر دیا جائے گا۔ ہم ایسی دھمکی رگوں کو اپنی مرضی اور حکمت کے تحت خاص خاص اوقات میں چھیڑیں گے۔

اہم راہیں

اہم نقاط: پیٹ کے ایندھن کی ضروریات، نظام سیاست کا مسئلہ، صنعتی امور، تفریحات، عوامی طاقت ایک حقیقت ہے۔

غیر یہودیوں کی ضروریات زندگی انہیں خاموش رہنے اور ہمارے خدام بنے رہنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ ہم ان میں سے کچھ کو اپنے ایجنٹ بنائیں گے اور پریس میں بھرتی کر لیں گے۔ یہ لوگ ہمارے احکامات کے تحت ہر اس چیز پر بحث کریں گے جسے ہم سرکاری دستاویزات میں براہ راست آسانی سے زیر بحث نہیں لاسکتے۔ اس شور و غوغا کے دوران ہم اپنی مرضی کے اقدامات کرتے رہیں گے اور پھر انہیں مسلمہ حقائق کی صورت میں عوام کے سامنے پیش کر دیں گے۔ کسی معاملے کا ایک بار تہذیب ہو جائے تو کوئی شخص طے شدہ بات کو منسوخ کرنے کا مطالبہ کرنے کی جرات نہیں کر سکے گا۔ علاوہ ازیں پریس فوری طور پر لوگوں کے خیالات کا رخ نئے مسائل کی طرف موڑنے میں ہماری مدد کرے گا (کیا ہم نے لوگوں کو اس بات کی تربیت نہیں دے رکھی ہے کہ وہ ہمیشہ نئی نئی چیزوں کی تلاش میں رہیں)۔ ان نئے مسائل کی بحث میں وہ احمق لوگ پڑیں گے جو اس وقت بھی یہ بات سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے کہ جس مسئلے پر وہ بحث کر رہے ہیں اس بارے میں ان کے پاس کوئی نظریہ نہیں ہے۔ سیاسی مسائل وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے مدتوں سیاسی نظام چلایا ہو یا اس کی تشکیل میں حصہ لیا ہو۔

ان حقائق کی روشنی میں آپ یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ رائے عامہ کو ہموار کر کے ہم اپنی مشینری کے کام کو آسان بنا رہے ہوں گے اور آپ یہ کہہ انھیں گے کہ

ہم عمل کرنے کی بجائے صرف لفظوں کے ہیر پھیر سے اپنا مقصد حاصل کر رہے ہوں گے۔ ہم مسلسل اس بات کا اعلان کرتے رہیں گے کہ ہمارے تمام محملات میں یہ امید اور آرزو ہماری رہنمائی کر رہی ہے کہ ہم عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہے ہیں۔ جو لوگ ہمارے لئے خواہ مخواہ پریشائیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے ہم ان کی توجہ سیاسی مسائل سے ہٹا کر ان امور کی طرف مبذول کرا دیں گے جنہیں ہم نے ”سیاسی مسائل“ کے عنوان سے پیش کر رہے ہیں اور مسائل ”صنعتی امور“ ہیں۔ ان کے بارے میں غیر یہودیوں کو بے ہودہ بحث و تحقیق میں الجھے رہنے دیجئے۔

عوام فطرتاً ”غیر فصل یا فارغ رہنا پسند کرتے ہیں خصوصاً سیاسی سرگرمیوں سے کنارہ کش رہنا چاہتے ہیں۔ (اس چیز کی بھی ہم نے خود انہیں تربیت دی ہے تاکہ غیر یہودی حکومتوں کا مقابلہ کرنے میں ہمارے لئے ایک ذریعے کا کام دے سکیں)۔ اس مقصد کے لئے انہیں ایسی ملازمتیں فراہم کر دینا ہی کافی ہو گا جو بظاہر ان کے پسندیدہ سیاسی مقاصد سے مطابقت رکھتی ہوں گی۔ اس خطرے کے پیش نظر کہ مہلوا عوام یہ اندازہ کر لیں کہ انہیں کس طرح آگے کار بنا لیا گیا ہے ہم ان کی توجہ کھیل کود، تفریحات، ہوس پرستی، تماشہ گاہوں اور شاندار ہوٹلوں کی طرف موڑ دیں گے۔ ہم پریس کے ذریعہ آرٹ، نمائشوں اور مختلف قسم کے سپورٹس مقابلوں کی تجویز پیش کریں گے۔ اس نوعیت کی دلچسپیاں ان کی توجہ کو ہمیشہ کے لئے اصل مسائل سے دور رکھیں گی۔ جب لوگ سوچ بچار کرنے اور اپنے نظریات قائم کرنے کی عادت سے عاری ہو جائیں گے تو وہ ہماری ہی زبان میں بات کرنا شروع کر دیں گے کیونکہ ہم ہی انہیں فکر کی نئی راہیں سمجھائیں گے اور یہ کلم ایسے لوگوں سے لیا جائے گا جن کے متعلق ہمارے ساتھ اشتراک عمل کا شبہ تک نہ کیا جاسکے۔

ہماری حکومت کے تسلیم کئے جانے پر لبرل ازم کے پیروکاروں اور خوابوں کی دنیا میں رہنے والوں کا کام بھی ختم ہو جائے گا۔ وہ وقت آنے تک یہ لوگ بدستور ہمارے لئے مفید خدمات انجام دیتے رہیں گے۔ اس دوران ہم ان کے لڑپن کو نئے نئے مشاغل اور عجیب و غریب نظریات (Fantastic Theories) کی آماجگاہ بنا دیں گے۔

ان نظریات کو غیر یہود بنے ہی ترقی پسندانہ خیالات سمجھیں گے اور ان کا اظہار کرنے میں غر محسوس کیا کریں گے۔

کیا ہم پہلے ہی غیر یہود کے لئے بے مغز لوگوں کے سروں میں ترقی کا جنون بھرنے میں کامیاب نہیں ہو گئے ہیں؟ ہمارا یہ عمل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک ان لوگوں میں ایک بھی فرد یہ سوچنے کے قائل ہو کہ ملوی ایجالات کے علاوہ باقی تمام معاملات میں لفظ ”ترقی“ حق و صداقت کے مترادف ہے۔ کیونکہ سچائی ایک ایسی حقیقت ہے جس میں اس لفظ (ترقی) کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ یہ لفظ ایک گمراہ کن تصور کی طرح سچائی پر پردہ ڈال دیتا ہے تاکہ ہمارے سوا اسے کوئی نہ جان سکے۔ کیونکہ ہم خدا کے منتخب کردہ اور اس کی محبوب قوم ہیں اور حق و صداقت کے محافظ ہیں۔

جب ہم اپنی سلطنت پر مکمل اقتدار حاصل کر لیں گے تو ہمارے مقررین ان تمام عظیم مسائل کی تفصیلات بیان کریں گے جو عالم انسانیت کو درہم برہم کر کے بلاخراستہ ہماری پیٹھ پر امن حکومت کے تحت لانے کا سبب بنے۔ کیا کوئی شخص کبھی یہ ممکن کر سکتا ہے کہ اس سارے ڈرامے میں دنیا کی تمام اقوام کو ہم اپنے سیاسی منصوبے کے مطابق استعمال کرتے رہے اور کئی صدیاں گزر جانے پر بھی لوگ اس کا اندازہ نہ کر سکے؟

مذہب کے خلاف جنگ

اہم نکتہ: مستقبل کا مذہب، مستقبل کے زرعی مزدور، مذہبی معلومات کی راہ میں دشواریاں، فحش لڑیچہ اور شائع شدہ مواد۔

جب ہم اپنی سلطنت میں داخل ہوں گے تو ہم اپنے ”توحیدی“ مذہب کے علاوہ کسی مذہب کو برداشت نہیں کریں گے۔ خدا کی محبوب قوم کی حیثیت سے ہمارا مقدر خدائے واحد کے ساتھ وابستہ ہو چکا ہے اور اسی کے واسطے سے ہماری تقدیر دنیا کی دوسری اقوام کی تقدیر سے وابستہ ہوئی ہے۔ ہمیں ایمان اور اعتقاد کی دوسری تمام صورتوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا ہو گا۔ ممکن ہے کہ ہمارے اس طرز عمل کی وجہ سے کچھ لوگ الجھل اور بے دینی کی راہ اختیار کر لیں جیسا کہ آج کے دور میں بھی ہے، لیکن یہ ایک عارضی مرحلہ ہو گا۔ یہ لوگ ہمارے نظریات میں مداخلت نہیں کر سکیں گے بلکہ ان فلسفوں کے لئے ایک وارننگ کا کلام دیں گے جو دین موسوی سے متعلق ہمارے اس وعظ و خطابت کو سنیں گے کہ اس اٹل اور جامع نظام زندگی کی بدولت دنیا بھر کی تمام اقوام کس طرح ہماری محکوم بن چکی ہیں۔ ہم اپنے مذہب کی داخلی صداقت پر زور دیتے ہوئے یہ واضح کر دیں گے جس پر ہمارے دعوے کے مطابق اس دین کی تمام تعلیمی قوت کا انحصار ہے۔

ہم ہر مناسب موقع پر ایسے مضامین شائع کریں گے جن میں ہمارے اپنے ”بایرکٹ“ دور حکومت کا ماضی کی حکومتوں سے موازنہ کیا جائے گا تاکہ دنیا والے ہمارے دور حکومت میں امن و عافیت کی برکات کا اندازہ لگائیں۔ اگرچہ یہ ”۳۴ من“ صدیوں کے تشدد اور ہنگامہ آرائیوں کے بعد قائم ہوا تھا، ہم اس کے فوائد اور کیفیات کو بڑھا چڑھا

کر بیان کریں گے۔ علاوہ ازیں غیر یہودی حکومتوں کی غلط کاریوں کی بھی واضح نشاندہی کی جائے گی تاکہ لوگوں کے دلوں میں ان کے خلاف نفرت و حقارت کے جذبات پیدا ہو جائیں اور وہ ہمارے دور کی غلامی کو اپنے دور آزادی پر قتل ترجیح سمجھیں۔ ان غیر یہودی حکومتوں کے دور میں آزادی پر لفظی طور پر غر تو کیا جاسکتا ہو گا لیکن اس میں انسانیت کو شدید اذیت سے دوچار کیا گیا تھا۔ انسانی زندگی کے سرچشموں کو خشک کر کے رکھ دیا گیا تھا۔ جس میں بد معاش قسم کے ظالم آزموں اور مہم جوؤں نے ان وسائل کا بری طرح استعمال کیا جو انسانی وجود کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس مہوشی کی حالت میں کیا جا رہا تھا کہ ظالم لوگ خود بھی اس امر سے آگاہ نہیں تھے کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟

ہمارے فلاسفر غیر یہودیوں کے مختلف اعتقالات کی تمام خامیوں کو زیر بحث لائیں گے لیکن کوئی شخص ہمارے یقین و اعتقاد کو اس کے صحیح نقطہ نظر اور صحیح پس منظر میں موضوع بحث نہیں بنا سکے گا کیونکہ ہمارے فلاسفروں کے سوا کوئی اور اس سے واقف نہیں ہو گا اور وہ اس کے بھیدوں کو انشاء کرنے کی جرات نہیں کر سکیں گے۔

فحش لوب کا فروغ

ترقی پسند اور روشن خیال کھلانے والے ممالک میں ہم نے لغو، فحش اور قتل نفرت قسم کے لوب کو پہلے ہی سے خوب فروغ دے رکھا ہے۔ عین اقتدار سنبھالنے کے کچھ عرصہ بعد تک ہم عوام کو تقریروں اور تفریحی پروگراموں کے ذریعہ عذب اخلاق لوب کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں گے۔ ہمارے دانشور جنہیں غیر یہودی قیادت سنبھالنے کی تربیت دی جائے گی، ایسی تقاریر اور مضامین تیار کیا کریں گے جن سے ذہن فوراً اثر قبول کریں گے تاکہ نئی نسلیں ہماری متعین کردہ راہوں پر گامزن ہو سکیں۔

قریب سے ان کا مطالعہ کریں گے تاکہ عوام ہم سے خوش رہیں اور ایسے افسروں کو تعینات کریں گے جو عوام کو پریشان نہ کریں۔ اچھے افسروں کے تقرر کا مطالبہ کرنا عوام کا حق ہے اور ان کا حق ہمارے لئے ایک فرض ہو گا۔ ہماری حکومت ایسا طرز عمل اختیار کرے گی کہ وہ حکمران کے روپ میں لوگوں کے مقدس و مہربان باپ کی حیثیت سے مقبول ہو سکے۔ ہماری قوم اور ہماری رعایا ہمیں ایسا باپ پائے گی جو بچوں کی ہر ضرورت کا خیال رکھتا ہے اور ان کے ہر عمل پر نظر رکھتا ہے۔ اور جو رعایا کے باہمی تعلقات اور رعایا اور حکمران کے باہمی تعلقات کو بھی نظر انداز نہیں کرتا۔ اس طرح ان کے قلوب و اذہان میں جب یہ بات اچھی طرح بیٹھ جائے گی کہ حکومت کی حفاظت اور رہنمائی کے بغیر امن و سکون کی زندگی گزارنا محال ہے تو وہ حکمران کے اقتدار کو احساس تقدس کے تحت تہہ دل سے قبول کر لیں گے۔ خصوصاً جب انہیں یہ معلوم ہو گا کہ ہمارے اہلکار اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کرتے بلکہ حاکم اعلیٰ کے فرامین و احکامات کی آنکھیں بند کر کے تعمیل کرتے ہیں تو انہیں بے پناہ خوشی ہو گی۔ انہیں اس بات سے بھی مسرت ہو گی کہ ہم نے ان کی زندگیوں میں ہر چیز کو اس طرح مربوط و منظم کر دیا ہے جس طرح سمجھ دار اور فرض شناس والدین کرتے ہیں۔

جذبہ اطاعت

فرائض پر جبراً عمل درآمد کرانا ہر اس حکومت کا حق اور فرض منہی ہے جو اپنے آپ کو رعایا کے باپ کی حیثیت سے منوانا چاہتی ہو، اسے طاقت کا یہ حق بھی حاصل ہے کہ انسانیت کو فطرت کا حکم ماننے پر مجبور کرے جو خود فطرت نے دیا ہے، یعنی اطاعت اور فرماں برداری۔۔۔۔۔ دنیا کی ہر چیز اطاعت گزاری کی حالت میں ہے۔ اگر کوئی چیز انسان کی اطاعت نہیں کرتی تو یہ اپنے ماحول یا اپنے داخلی کردار کی بنا پر ایسا کر رہی ہے۔ غرض ہر چیز اپنے سے قوی تر چیز کے سامنے سر نیاز خم کرنے پر مجبور ہے۔ اس لئے ریاست میں قوی تر چیز ہم ہوں گے، انسانی فلاح و بہبود کی خاطر ہر کسی کو ہمارے سامنے جھکنا اور سر تسلیم خم کرنا ہو گا۔ ہم قانون شکنی کرنے والوں کو بلا تامل

اور سخت سے سخت سزا دیں گے۔ کیونکہ برائی کی کڑی سزا لوگوں کے لئے سائن عبرت و موعظت ہوگی۔

عالم بلا شہت کا خواب

جب اسرائیل کا بلاشلہ اپنے مقدس سر پر یورپ کا تلج رکھے گا تو وہ دنیا کا قتل احرام ہاپ اور حکمران بن جائے گا۔ اس منزل تک پہنچنے کے لئے اسے یہ امر مجبوری جتنے لوگوں کو شکار بنانا پڑے گا ان کی تعداد بہر حال زیادہ نہیں ہوگی جتنی غیر یہودی حکومتوں کے صدیوں کے جذبہ رشک و رقابت اور شن و شوکت کے اظہار کے جتنوں کا شکار ہونے والوں کی تھی۔ ہمارا بلاشلہ بہر حال اقوام عالم سے مسلسل رابطہ رکھے گا۔ وہ اپنے تخت پر بیٹھ کر تقریریں کرے گا جو پلک جھپکنے میں دنیا کے کونے کونے میں پہنچ جائیں گی۔

مستبدانہ دباؤ

اہم نقطہ: تمام دنیا میں یک روزہ اقلاب، قتل و غارت گری، فری مین کے غیر یہودیوں کا مستقبل، حاکمیت کا جلا و جلال، فری مین کی اجتماع گاہوں میں اضافہ، فری مین رہنماؤں کا مرکزی کنٹرول، خفیہ انجمنوں کے رہنما، عوامی خوشنودی کی اہمیت، فری مین کارکنوں کا قتل، خدا کی محبوب قوم کی حیثیت سے ہماری پوزیشن، اختیارات کا غلط استعمال، سخت سزائیں، بچوں کی عمر کی حد، دنیا بھر کی دولت، جس کی لاشی اس کی بھینس، اسرائیل کا پلاشلہ تمام دنیا کا باپ۔

جب ہم ہر جگہ ایک ہی دن میں فوجی بغاوتیں کرانے کے بعد سچے اپنی سلطنت قائم کر لیں گے اور حکومت کی تمام موجودہ صورتوں کا کھوکھلا پن عمومی طور پر تسلیم کر لیا جائے گا (اور ان چیزوں کے لئے ایک لمبا عرصہ درکار ہو گا۔۔۔ شاید ایک صدی) تو اپنے مخالفین کو بے رحمی کے ساتھ قتل کر دیں گے، خفیہ جماعتوں کے ذریعہ ہر نئی عظیم کوشش کی نیند سلا دیا جائے گا۔ جبکہ موجودہ خفیہ جماعتوں کو بھی جنہوں نے ہماری بڑی خدمت کی اور اب بھی کر رہی ہیں، ہم ختم کر دیں گے اور انہیں دور دراز علاقوں میں جلاوطن کر دیں گے۔ فری مین کے غیر یہودی ممبروں سے بھی یہی سلوک کیا جائے گا کیونکہ یہ لوگ ہمارے بارے میں ضرورت سے زیادہ معلومات رکھتے ہیں۔ لیکن اگر بعض مصلحتیں ہمیں ان لوگوں سے صرف نظر پر مجبور کریں تو انہیں جلاوطنی کے خوف میں مسلسل جلا رکھا جائے گا۔ ایک قانون بنائیں گے جس کی رو سے خفیہ

تخلیموں کے تمام سابقہ ممبروں کو یورپ سے جلاوطن ہونا پڑے گا کیونکہ یورپ ہمارا دارالسلطنت ہو گا۔ ہماری حکومت کی قراردادیں اور فیصلے حرف آخر ہوں گے جن کے خلاف کسی کو اپیل کرنے کا حق نہیں ہو گا۔

غیر یہودی معاشروں میں ہم نے بے چینی، اضطراب، انتشار، مذہب سے بیگانگی اور بغاوت کے بیج بو کر ان کی جڑیں مضبوط کر دی ہیں، اس لئے نظم و نسق کو بحال کرنے اور لوگوں کے دلوں پر حکومت کی قوت کا سکھ جانے کے لئے ہمیں بے رحمانہ اقدامات کرنا پڑیں گے اس تشدد کا شکار ہونے والوں پر کوئی ترس نہیں کھائے گا کیونکہ اس سختی پر ہی مستقبل کی فلاح و بہبود اور استحکام مملکت کا انحصار ہو گا خواہ اس کے لئے ہمیں کتنی ہی قربانیاں دینی پڑیں۔ ہر حکومت جو اپنا وجود تسلیم کرانا چاہتی ہو، اور اپنے حقوق و مراعات کا ہی نہیں بلکہ اپنے فرائض کا بھی خیال رکھتی ہو، اسے سخت اقدامات کرنا پڑتے ہیں اس کے استحکام کی سب سے بڑی ضمانت یہ ہے کہ اس کے گرد طاقت کا مضبوط ترین ہالہ ہو۔ اس صورتحال کو برقرار رکھنے کے لئے اسے طاقت کا عظیم الشان اور بے پلک مظاہرہ کرنا ہوتا ہے تاکہ لوگ اسے پراسرار غیبی قوت کی مظہر جانیں، اس کے ہر حکم کو واجب التعمیل سمجھیں اور فرمان خداوندی کی طرح مقدس جانیں۔ ماضی قریب میں روس کی اشرافیہ حکومت کا یہی طرز عمل تھا جو پاپائیت کو چھوڑ کر دنیا بھر میں ہماری سب سے اہم اور تنہا دشمن تھی۔ اٹلی کا وہ واقعہ ذہن میں لائیے کہ سارا ملک خون میں نہا رہا تھا لیکن خون کی ندیاں بہانے والا سولا (Sulla) کا کوئی بال بھی بیکانہ نہ کر سکا۔ وہ لوگوں کی نظروں میں جرات اور طاقت کے باعث دیوتا سمجھا جاتا تھا۔ اس نے اگرچہ انتہائی سفاکی اور بے دردی سے قتل عام کیا تھا اس کے باوجود اٹلی سے واپسی پر لوگ عزت و احترام کے ساتھ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص بھی اپنی دلیری، شجاعت اور ذہنی قوتوں سے لوگوں کو مسحور کر لے اس پر کوئی بھی انگلی اٹھانے کی جرات نہیں کر سکتا۔

اجتماع گاہیں

جب تک ہم اپنی سلطنت میں داخل نہیں ہو جاتے اس وقت تک ہم اس کے

برعکس رویہ اختیار کریں گے۔ ہم دنیا کے تمام ممالک میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں فری مین کی اجتماع گاہیں قائم کریں گے، ایسے تمام افراد کو اس عظیم میں شامل کر لیا جائے گا جو عوام میں نمایاں حیثیت رکھتے ہوں یا آئندہ اہمیت حاصل کرنے والے ہوں۔ یہ اجتماع گاہیں (لاجز) ہمارے سب سے بڑے جاسوسی کے لڑے اور لوگوں کو متاثر کرنے کا ذریعہ ہوں گی۔ ان اجتماع گاہوں کو ایک مرکزی انتظامیہ کے تحت لایا جائے گا جس کا علم ہمارے سوا کسی کو نہ ہو گا۔ ان اجتماع گاہوں میں ہمارے نمائندے شامل ہوں گے جو انتظامیہ کے لئے پردے کا کام دیں گے اور جو نعرے اور پروگرام دیں گے ان کے ذریعے ہم ایسی گرہ (Knot) دیں گے جو اٹھلائی اور لبرل عناصر کو آپس میں مضبوطی سے باندھ دیں گی۔ ان میں معاشرے کی ہر سطح کے لوگوں کو شامل کیا جائے گا۔ انتہائی خفیہ قسم کے منصوبے ہمارے دائرہ علم میں ہوں گے بلکہ ہمارے ہاتھوں کی گرفت ان پر اسی روز مضبوط ہو جائے گی جس دن ان کا تصور جنم لے گا۔

ان فری مین لاجز کے ارکان میں قومی اور بین الاقوامی پولیس کے تقریباً تمام ایجنٹ شامل ہوں گے کیونکہ ان کی خدمات اس لحاظ سے ہمارے لئے بے حد ضروری ہیں کہ پولیس حکم عدولی کرنے والے افراد کو راہ راست پر لانے کے لئے اپنے مخصوص طریقے استعمال کرتی ہے بلکہ یہ ہماری سرگرمیوں کے لئے پردے کا کام بھی دے سکتی ہے۔ اور بے چینی اور انتشار و فساد پیدا کرنے کے لئے مواقع بھی تلاش کر لیتی ہے۔

خفیہ تنظیمیں

خفیہ تنظیموں میں شامل ہونے کے خواہشمند افراد عموماً چالاکیوں سے روزی کمانے والے 'لابال' بے فکرے اور بے دھڑک قسم کے لوگ ہوتے ہیں، لہذا انہیں اپنے مقصد کے لئے استعمال کرنے میں ہمیں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ اگر دنیا میں فساد برپا ہوتا ہے تو چلنے اسے اور بھی ہوا دے دی جائے تاکہ یکسانی ختم ہو اور ہلہ گاہ مدتوں جاری رہے۔ لیکن اگر کہیں کوئی منصوبہ بنتا ہے تو اس کی رہنمائی کرنے والا ایسا شخص ہونا چاہئے جو ہمارے سب سے زیادہ وفادار ملازموں میں سے ہو۔

قدرتی بات ہے کہ فری مین کی سرگرمیوں کی رہنمائی صرف ہمیں ہی کرنی چاہئے کیونکہ ہمیں علم ہوتا ہے کہ ہم کس طرف رہنمائی کر رہے ہیں اور ہر طرح کی سرگرمی اور جدوجہد کا آخری مقصد بھی جانتے ہیں جبکہ غیر یہود کو کسی چیز کا علم نہیں ہوتا بلکہ انہیں تو کسی عمل کے فوری اثر تک کا بھی علم نہیں ہوتا۔ ان کو تو بس اس وقتی تسکین کی ضرورت ہوتی ہے جو اپنے خیالات کا اظہار کرنے سے انہیں حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن وہ کبھی یہ سوچنا بھی گوارا نہیں کرتے کہ ان کے خیالات کے اصلی محرک ہم ہوتے ہیں۔

غیر یہود کی خود فریبی

غیر یہودی لوگ فری مین لاجز میں جذبہ تجسس کی وجہ سے داخل ہوتے ہیں یا اس امید میں آتے ہیں کہ شاید اس طرح سے وہ کوئی قائدہ اٹھا سکیں۔ ان میں کچھ لوگ اپنے بے بنیاد اور ناقابل عمل خیالات (Fantasies) کا اظہار کرنے کے شوق میں آپہنستے ہیں۔ وہ تحسین اور تعریف سننے کے بھوکے ہوتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ ہم ذہنی تعریف کے معاملے میں بہت فیاض واقع ہوئے ہیں اس طرح ہم انہیں خود فریبی میں مبتلا رکھتے ہیں اور وہ غیر شعوری طور پر ہمارے خیالات کو اپنے دل و دماغ میں جذب کرتے رہتے ہیں اور بزم خود یہ سمجھتے ہیں کہ وہ کسی کے خیالات مستعار نہیں لیتے بلکہ اپنے اندرونی احساس کا اظہار کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے۔ آپ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ اس خود فریبی میں مبتلا ذہن ترین غیر یہودیوں کو کتنی آسانی سے الو بتایا جاسکتا ہے اور یہ لوگ پھر معمولی سی ٹاکھی پر کتنی جلدی دل برداشتہ ہو جاتے ہیں۔ خواہ یہ ٹاکھی صرف اسی قدر کیوں نہ ہو کہ یہ حسب توقع کسی سے اپنی تعریف نہ من سکیں۔ اس کامیابی کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے وہ ہمارے غلام بے دام بن جانے کو بھی تیار ہو جاتے ہیں بلکہ اپنے منصوبوں کو ترک کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ ان کی اس ذہنی کیفیت سے ہمارے لئے یہ بہت آسان ہو جاتی ہے کہ ہم انہیں جس طرف چاہیں لگا سکتے ہیں۔ ان ظاہری شیروں کے اندر

بھینٹوں کی روح ہوتی ہے۔ ان احق اور مظلومی افراد کو ہم نے اس تصور کے چہلی گھوڑے پر سوار کر دیا ہے کہ فرد کو جماعت کے اندر بالکل جذب ہو جانا چاہئے۔ انہوں نے کبھی یہ سوچا تک نہیں اور نہ کبھی سوچیں گے کہ یہ چہلی گھوڑا (یعنی فرد کو جماعت کے مقابلے میں بالکل سچ سمجھنا) قدرت کے اہم ترین قانون کی خلاف ورزی ہے جس کے مطابق ہر چیز اپنی پیدائش سے ہی دوسری چیزوں سے مختلف ہوتی ہے اور اسے ہر حال میں اپنی انفرادیت کو برقرار رکھنا ہے۔ اگر ہم ایسے لوگوں کو واقعتاً احتمالہ اندھے پن کے اس گڑھے تک لے آئیں تو کیا یہ اس بات کا واضح ثبوت نہیں ہے کہ غیر یہود کا ذہن ہمارے مقابلے میں بہت پست اور غیر نمویافتہ ہے؟ ہماری کامیابی کی یہ سب سے بڑی ضمانت ہے۔

ہمارے اسلاف کی دور اندیشی

ہمارے قدیم فاضل رہنماؤں نے اس وقت کتنی دور بینی کا مظاہرہ کیا جب انہوں نے کہا کہ ایک سنجیدہ مشہد حاصل کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہئے اور اس بات کی بھی پروا نہیں کرنی چاہئے کہ اس کے لئے کتنی جانیں قربان کرنی پڑتی ہیں۔ اگرچہ ہم نے بھی بڑی قربانیاں دی ہیں لیکن اس سلسلے میں غیر یہود مویشیوں کی جتنی جانیں کام آئی ہیں ہم نے ان کی تعداد کا احصاء کرنے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی۔ اور اس کے عوض ہم نے دنیا میں اپنے شہیدوں کو وہ پوزیشن دلا دی ہے جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اس نککش میں ہمارا نقصان نہٹا کم ہوا ہے لیکن اس طرح ہماری قوم مکمل جہی سے محفوظ رہی ہے۔ موت تو ہر شخص کو آتی ہے، زندگی کا انجام یکا ہے۔ اس لئے بحریہ ہے کہ یہ انجام لوگوں کے قریب تر کر دیا جائے جو ہمارے راستے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

کھانے اور دکھانے کے دانت

ہم فری مین کی سرگرمیوں کو اس طرح منظم کرتے ہیں کہ ہمارے بھائی بھائیوں کے سوا کسی کو ان کا پتہ نہیں چلتا۔ یہاں تک کہ ہمارے حکم پر موت کے منہ میں

جانے والوں کو بھی اس کا علم نہیں ہو سکتا۔ ہماری مرضی اور منصوبے کے تحت وہ اس طرح خاموشی سے موت کو لبیک کہتے ہیں جیسے وہ قدرتی مرض کی وجہ سے مر رہے ہوں۔ اس حقیقت کا علم رکھتے ہوئے ہماری برادری بھی احتجاج کرنے کی جرات نہیں کر سکتی۔ ان طریقوں کی بدولت ہم نے فری مین تحریک میں اپنے ارادوں کے خلاف احتجاج کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکا ہے۔ ہم غیر یہود کو تو حریت فکر (لبرل ازم) کا درس دیتے ہیں لیکن ہم اپنے لوگوں اور ایجنٹوں سے غیر مشروط اطاعت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ہمارے اثر و نفوذ کی وجہ سے غیر یہود کے قوانین پر بہت کم عمل درآمد ہوتا ہے۔ قانون کی جو لبرل تعبیرات ہم نے کی ہیں ان کی وجہ سے قانون کے وقار کو شدید دھچکا لگا ہے۔ جج حضرات اہم ترین اور بنیادی مسائل کے بارے میں وہی فیصلے صادر کرتے ہیں جو ہم نہیں سمجھتے ہیں۔ یہ کام ہم اپنے ان لوگوں کے ذریعہ کراتے ہیں جو ہمارے آلہ کار ہیں، اگرچہ ان میں اور ہم میں بظاہر کوئی بات مشترک نہیں ہوتی۔ ہمارے آلہ کار وہ اخبارات بھی ہوتے ہیں جن کی رائے کے ذریعہ ہم ججوں سے اپنی مرضی سے فیصلے کراتے ہیں۔ قانون ساز مجالس کے ارکان اور انتظامی افسر بھی ہمارے مشورے قبول کرتے ہیں۔ غیر یہود کا خالص حیوانی حالات کا تجزیہ کرنے اور مشاہدے سے صحیح نتیجہ اخذ کرنے کی صلاحیت سے عاری ہوتا ہے اور پیشگی اندازہ کرنے کی اہلیت تو ان میں سرے سے مفقود ہوتی ہے۔

ہمارے اور غیر یہود کے درمیان قوت فکر کا یہی فرق ہمارے ”خدا کی محبوب قوم“ (Chosen People) ہونے اور اعلیٰ تر انسانی صلاحیت ہونے کا طرہ امتیاز ہے جو یہود کے حیوانی ذہن و فکر کے مقابلے میں بالکل نمایاں اور ممتاز ہے۔ ان کی آنکھیں کھلی ہیں لیکن وہ اپنے سامنے کچھ دیکھ نہیں سکتے۔ اس لئے ایجاد و اختراع کی صلاحیت سے بالکل عاری ہیں۔ (سوائے مادی اشیاء کے) اس سے صاف ظاہر ہے کہ فطرت نے دنیا کی قیادت اور حکمرانی ہماری قسمت میں لکھ دی ہے۔

نئے قوانین

جب ہمارا کھلے بندوں حکومت کرنے کا وقت آئے گا، یعنی ہماری حکومت کی

نعمتوں اور برکتوں کے ظاہر ہونے کا وقت ہو گا تو اس موقع پر ہم نئے سرے سے قوانین بنائیں گے۔ ہمارے سب قوانین مختصر، واضح اور مستحکم ہوں گے جن کی تشریح و توضیح کی قطعاً ضرورت نہیں پڑے گی ہر شخص انہیں خود بخود سمجھ سکے گا۔ ہمارے قوانین کی اہم ترین خصوصیت وہ روح ہو گی جو اس کی ذیلی شقوں میں بھی واضح طور پر موجود ہو گی، بے چوں و چرا اطاعت ہو گی اور اس اصول کو بڑی بلند و بالا عظمت دی جائے گی۔ ہر انتظامی یونٹ اپنے سے اعلیٰ نمائندہ حکومت کے سامنے جوابدہ ہو گا۔ قوت و اختیار کے غلط استعمال کی ایسی کڑی سزا مقرر ہو گی کہ کوئی شخص اختیارات کا غلط استعمال کرنے کی جرات نہیں کر سکے گا۔ ہم انتظامیہ کے ہر اس اقدام کی کڑی نگرانی کریں گے جس پر ریاست کی مشینری کی عمدہ کارکردگی کا انحصار ہوتا ہے۔ اس دائرے میں سستی کا نتیجہ بد نظمی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ لاقانونیت اور اختیارات کے غلط استعمال کے ہر کیس پر ہم جبرئیل سزائیں دیں گے۔ جرم کا انفا، انتظامیہ کے اہل کاروں کی باہمی ملی بھگت، ایک دوسرے کی پردہ پوشی اور جرم سے چشم پوشی و دیگر عمومی خرابیاں جبرئیل خیز سزائوں کی ابتدائی چند مثالوں کے بعد بالکل ختم ہو جائیں گی۔ ہمارے اقتدار کے وقار کا تقاضا ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے جرم کی بھی مناسب سزا یعنی ظالمانہ سزا دی جائے۔ خواہ مجرم کی سزا اس کی خطا سے کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ ہم ان اہلکاروں کو ایسا درس دیں گے کہ وہ سزا یاب ہونے کے بعد خود کو ایسا سپاہی سمجھیں گے جو اقتدار، اصول اور قانون کی خاطر میدان جنگ میں مارا گیا ہو۔ کیونکہ یہ چیزیں (حکومت اور اس کے اصول و قوانین) اس امر کی اجازت نہیں دیتیں کہ عوام پر حکمرانی کرنے والے عوامی شاہراہ سے کٹ کر اپنے ذاتی راستوں پر چلنا شروع کر دیں۔ مثل کے طور پر جب بچوں کے ہیٹ میں طرزیوں سے ہمدردی اور ان پر رحم دلی کا مورد زائے گا تو انہیں معلوم ہو گا کہ وہ اصول انصاف کی خلاف ورزی کر رہے ہیں جس کی رو سے ہر قسم کی سستی اور کللی کو دور کرنے کے لئے جبرئیل سزائیں دینا ضروری ہے، نہ کہ جج کی روحانی خصوصیات (ہمدردی وغیرہ) کا اظہار کرنا۔ اس کی خصوصیات کا اظہار انفرادی زندگی میں ہی مناسب ہے، نہ کہ کسی ایسے عوامی مقام پر جو

انسانی زندگی کے لئے ایک تعلیمی بنیاد پر ہو۔

بچوں کی شرائط ملازمت

بچوں کو ہم 55 سال کی عمر کے بعد سرکاری ملازمت میں نہیں رکھیں گے۔ اس کی دو وجوہ ہیں۔ اول یہ کہ بوڑھے آدمی لگے بندھے خیالات کے مالک ہوتے ہیں اور ان کی شدت سے پابندی کرتے ہیں۔ انہیں نئے خیالات کو قبول کرنے پر آمادہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ دوم، انہیں جلدی فارغ کر کے ہم شاف میں آسانی کے ساتھ تبدیلیاں لا سکیں گے، لہذا شاف جلدی ہمارے قابو میں آ جائے گا۔ جو شخص اپنی ملازمت برقرار رکھنا چاہے گا اسے آنکھ بند کر کے ہماری اطاعت کرنا پڑے گی۔ بچوں کا انتخاب ایسے لوگوں میں سے کیا جائے گا جو یہ سمجھتے ہوں گے کہ ہمارا کلام صرف سزائیں دینا اور قانون نافذ کرنا ہے، نہ کہ ریاست کی تعلیمی سکیم کو خطرے میں ڈال کر لبرل ازم کے خواب دیکھنا، جیسا کہ آجکل کے غیر یہود جج کر رہے ہیں۔ نئے جج حکومت کے وفادار ہوں گے اور اسی وفاداری پر ان کی ملازمت جاری رہنے اور ان کے بہتر مستقبل کا انحصار ہو گا۔ انہیں خاص نظریات کے تحت تربیت دی جائے گی تاکہ عدالتیں ریاست کے نظم و نسق میں رکاوٹ نہ ڈال سکیں۔

موجودہ غیر یہود جج جرائم کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں کیونکہ انہیں اپنے عہدے کی اہمیت کا شعور نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آجکل کے حکمران بچوں کا تقرر کرتے ہوئے ان میں وہ احساس فرض پیدا کرنا ضروری نہیں سمجھتے جن کا ان سے تقاضا کیا جاتا ہے۔ جس طرح ایک وحشی جانور اپنے بچوں کو شکار کی تلاش میں کھلا چھوڑ دیتا ہے بالکل اسی طرح غیر یہود اپنی رعایا کو نفع بخش آسامیاں دیتے ہیں اور ان پر یہ واضح کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے کہ یہ آسامیاں کس لئے پیدا کی گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی حکومتیں اپنی اندرونی قوتوں کی وجہ سے اور اپنی انتظامیہ کی غلط کاریوں کے ہاتھوں تباہی کا شکار ہو رہی ہیں۔ آئیے ہم ان غلط کاریوں کے نتائج سے اپنے لئے ایک اور سبق لیں۔

سرکاری ملازمین کی سرکوبی

ہم اپنی ایسی تمام آسانیوں سے لبرل ازم کا غاتمہ کر دیں گے جن پر حکومت کی مشینری چلائے جانے کا انحصار ہوتا ہے۔ عملے کی تربیت کا خصوصی اہتمام کیا جائے گا۔ ممکن ہے آپ یہ اعتراض کریں کہ پرانے ملازمین کو ریٹائر کرنے سے خزانے پر بھاری بوجھ پڑے گا۔ میری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو ریٹائر ہونے والوں کو نجی ملازمتیں مہیا کی جائیں گی۔ دوسرا یہ کہ تمام ڈالر اور پلوٹ ہمارے ہاتھوں میں سمٹتے چلے آئیں گے اس لئے ہماری حکومت کو اخراجات سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ہمارے تمام فیصلے حتمی اور قطعی ہوں گے اور یہ قطعیت ملکی زندگی کے ہر شعبے میں جاری و ساری ہوگی۔ اس لئے ہمارے فیصلوں کا ہر جگہ احترام کیا جائے گا۔ اور ان پر بے چوں و چرا عمل در آہ ہو گا۔ ہم اپنے ارادوں کی تکمیل کی رلوں میں کوئی رکاوٹ برداشت نہیں کریں گے۔ کانا پھوسی کرنے اور بے چینی پھیلانے والوں کو سخت سزا دے کر دوسروں کے لئے نمونہ عبرت بنا ڈالیں گے۔

تنفیخ قوانین کا حق

ہم قوانین کی تنفیخ کا حق ختم کر دیں گے، یہ حق مکمل طور پر ہماری طرف منتقل ہو جائے گا۔ یعنی قانون کی تنفیخ اور اس میں رد و بدل حکمران کی صوابدید پر ہو گا۔ کیونکہ ہم لوگوں میں یہ تصور پیدا نہیں ہونے دیں گے کہ ہمارے مقرر کردہ ججوں کا کوئی فیصلہ غلط بھی ہو سکتا ہے لیکن اگر کوئی ایسا موقع آ پڑے تو ہم خود اپنے فیصلوں میں مناسب رد و بدل اور تنفیخ کر لیں گے۔ اس کے ساتھ ہی متعلقہ جج کو اس کی فرض ناشایستی اور کٹائی پر جبریتاً سزا بھی دیں گے تاکہ آئندہ غلطیوں کا اعلاوہ نہ ہونے پائے۔

ریاست کا اصلی کام

میں ایک بار پھر کہوں گا کہ ہم انتظامیہ کے اقتدار پر گہری نظر رکھیں گے اور

برین واشنگ

اہم نقاط: یونیورسٹیوں کی کمزوری، کلاسیک کا نعم البدل، تعلیم و تربیت، سکولوں میں حکمران کے اختیارات کی تشہیر، تعلیمی آزادی کا خاتمہ، نئے نظریات، آزادی فکر، مشاہداتی اور عملی طریقہ تعلیم۔

ہم تمام اجتماعی قوتوں کو (ماسوائے خود کے) ختم کر دیں گے، اس پروگرام کی پہلی میٹھی یونیورسٹیاں ہیں، اس مقصد کے لئے ہم ان کی ازسرنو تنظیم کریں گے۔ جس کے لئے اساتذہ اور پروفیسروں کو ایک خفیہ پروگرام کے مطابق تیار کیا جائے گا۔ وہ اس پروگرام سے سرمو انحراف نہیں کر سکیں گے۔ ان کے تقرر میں خصوصی احتیاط سے کام لیا جائے گا اور ان کی حالت ایسی بنا دی جائے گی کہ وہ حکومت کے رحم و کرم پر ہوں گے۔

نصاب تعلیم سے ریاستی قوانین اور تمام سیاسی معاملات کو خارج کر دیں گے۔ یہ مضامین چند درجن باصلاحیت مبتدیوں کو پڑھائے جائیں گے۔ یونیورسٹیوں کے وسیع و عریض کمروں سے ایسے بودے اور نکتے افراد پیدا نہیں کئے جائیں گے جن کے ذہن آئین سے متعلق الٹ ٹپ منصوبوں کی آماجگاہ بنے ہوئے ہوں اور ہر وقت ان مسائل کو الجھانے میں مصروف رہتے ہوں، جن کے بارے میں ان کے آباؤ اجداد نے بھی کبھی سوچنے کی جرات نہ کی ہو۔ ہر کس و ناکس کو سیاسی امور سے متعلق بے جا قسم کی

تعلیم دینے کا نتیجہ تصوراتی فلاحی ریاست کا خواب دیکھنے والی گھٹیا قسم کی رعایا کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ آپ خود بھی غیر یہود کی تعلیم عامہ کی پالیسی کے نتائج سے اندازہ کر سکتے ہیں۔ ہمیں غیر یہود کے نظام تعلیم میں ایسے اصولوں کو شامل رکھنا چاہئے جو اس نظام کے نظم و نسق کو تہہ و بالا کرنے کے موجب بنے ہوئے ہیں لیکن جب زمام اقتدار ہمارے ہاتھ آئے گی تو ہم نصاب میں سے ہر ایسے مضمون کو خارج کر دیں گے جو کسی قسم کی بے چینی و اضطراب کا موجب بن سکے۔

ہم تمام نوجوانوں کو اپنی حکومت کے ایسے اطاعت شعار نور فرماں بردار قسم کے ہیرو بنا دیں گے کہ وہ ہمارے حکمران کو اپنا محسن، ہمدرد و محافظ اور اپنی امیدوں کا واحد مرکز سمجھ کر اپنی محبت و عقیدت کا محور بنالیں گے۔

تعلیمی پروگرام

آپ اس امر سے آگاہ ہیں کہ کلاسیکی ادب ازمنہ قدیم کی تاریخ، فطرت، اقتصاد اور مستقل حقائق کی بجائے بے کار اور گھٹیا قسم کی مثالوں سے پر ہے۔ لہذا ان مضامین کا مطالعہ قطعی طور پر ختم کر دیا جائے گا، ان کی جگہ مستقبل کے پروگرام کے مطالعہ شامل نصاب کر کے لوگوں کے ذہنوں سے گزشتہ صدیوں کے ناپسندیدہ اور غیر مفید نقوش مٹا دیئے جائیں گے۔ اور صرف ان حقائق کی یاد کو تازہ رہنے دیں گے جو غیر یہودی حکومتوں کی غلطیوں اور نقائص کو نمایاں کر رہے ہوں۔ ہمارے تعلیمی پروگرام میں سب سے زیادہ اہمیت عملی زندگی، نظم و نسق کی ذمہ داریوں اور لوگوں کے باہمی تعلقات سے متعلقہ مضامین کو دی جائے گی تعلیمی پروگرام میں ہر پیشے اور زندگی کی ہر ضرورت کے لئے علیحدہ علیحدہ کورسز شامل ہوں گے۔ طریق تعلیم کو بھی کسی صورت میں یکساں اور مشترک بنیادوں پر استوار نہیں کیا جائے گا۔ مسئلے کا یہ پہلو بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ زندگی کے ہر پہلو پر لوگوں کی تعلیم ان محدود خطوط پر ہونی چاہئے جو زندگی میں ان کے مقام

اور کاروبار سے مطابقت رکھتے ہیں۔ ذہین و فطین افراد ہمیشہ زندگی کے دوسرے پہلوؤں پر بھی حاوی ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ لیکن یہ زبردست حماقت ہے کہ مٹھی بھر عبقری قسم کے افراد کی خاطر نااہل لوگوں کو ایسے مراتب و مناصب پر قبضہ جمانے کا موقع دے دیا جائے جو ان سے غیر متعلقہ ہوں اور جن کے لئے پیدائشی طور پر اہل افراد بھی موجود ہوں۔ آپ کو خوب معلوم ہے کہ غیر یہود کو اس کھلی حماقت کے کیا نتائج بھگتنا پڑے ہیں۔

کسی حکمران کو لوگوں کے اذہان و قلوب میں قطعی اور مستقل مقام دلانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے دور حکومت میں درس گاہوں، بازاروں اور گلی کوچوں میں اس کے کارناموں، بلند مقاصد اور اس کے فلاحی اقدامات کا اکثر ذکر کیا جائے۔ ہم تعلیم و تدریس کے شعبے میں ہر قسم کی آزادی کا خاتمہ کر دیں گے۔ ہر عمر کے طالب علموں اور ان کے والدین کو اداروں میں اجتماع کرنے کا حق حاصل ہو گا، اسی طرح جیسے وہ کسی کلب میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ عام تعطیل کے روز ان اجتماعات سے اساتذہ خطاب کریں گے ان کے موضوعات میں انسانی تعلقات، قوانین امثلہ، غیر شعوری تعلقات سے جنم لینے والی حدود اور ان نئے نظریات کا فلسفہ شامل ہو گا جو ابھی دنیا کے سامنے بر ملا پیش نہیں کیا گیا۔ ان نظریات کو ہم مذہبی عقیدے (Dogma) کے مقام پر لے آئیں گے لیکن یہ مرحلہ ہمارے مذہب کی جانب ایک عبوری دور ہو گا۔ زمانہ حال اور زمانہ مستقبل سے متعلق اپنے لائحہ عمل کو مکمل طور پر بیان کرنے کے بعد اب میں آپ کو ان نظریات کے بنیادی اصولوں سے آگاہ کرتا ہوں۔

لوگ نظریات سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں اور انہیں ہمیشہ حرز جاں بنائے رکھتے ہیں۔ وہ ان نظریات کو تعلیم ہی کے ذریعہ اپناتے ہیں جو ہر عمر کے افراد کو مختلف طریقوں سے مہیا کی جاتی رہی ہوتی ہے۔ لیکن ہم اپنے مفادات کے پیش نظر فکر و خیال کی ہر آزادی کو ختم کر دیں گے جس کا رخ ہم عرصہ دراز سے ان موضوعات اور

تصورات کی طرف موڑتے رہے ہیں جو ہمارے مقاصد کے لئے مفید تھے۔ فکر و تصور کو مقید کرنے کا عمل تو پہلے ہی نام نملو مشاہداتی طریقہ تعلیم کی صورت میں جاری و ساری ہے جس کا مقصد غیر یہود کو قوت فکر سے عاری "لطاحت شعار حیوان بنانا ہے" یہ حیوان اس امر کے متحرک رہے ہیں کہ کسی چیز کا تصور قائم کرنے کے لئے اسے ان کے سامنے لایا جائے۔ فرانس میں ہمارے بہترین انجٹ بورڈوا طبقے نے خارجی اسباق (Objective Lessons) کے ذریعہ تعلیم کے ایک پروگرام کو اسی طریقے سے مقبول کیا ہوا ہے۔

اتھارٹی کا غلط استعمال

اہم نقطہ: پیشہ وکالت، غیر یسودی مذہبی رہنماؤں کے اثرات، آزادی، ضمیر، مذہبی عدالتیں، یسودیوں کا بلاشبہ بحیثیت مقدس پوپ، موجودہ چرچ کا کیسے مقابلہ ہونا چاہئے؟ معاصر پولیس کا کردار، پولیس کی تنظیم، رضا کار پولیس، جاسوسی نظام، اقتدار کا غلط استعمال۔

وکالت کا پیشہ آدمی کو سرور، ظالم، ضدی اور بے اصول شخص بنا دیتا ہے۔ وکیل ایک غیر جذباتی اور قانونی موقف اختیار کرتے ہیں اور ہر چیز کو اپنے موکل کی صفائی اور حمایت کے نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں اور قانون کے قلع عامہ کے پہلو کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اپنے موکل کی برکت ثابت کرنے کے لئے ہر حربہ استعمال کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور ہر قیمت پر اسے رہا کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے وہ قانون میں سے کیڑے نکالتے ہیں اور عدل و انصاف کی اہمیت اور وقعت کو کم کر دیتے ہیں۔ لہذا ہم اس پیشے کی حدود متعین کر دیں گے جس سے یہ سرکاری انتظامیہ کی ملازمت کے دائرے میں آ جائے گا۔ تجویز کی طرح وکیلوں کو بھی مقدمے کے فریقین سے براہ راست گفتگو سے محروم کر دیا جائے گا۔ وکیلوں کو کاروبار عدالت کی طرف سے ملے گا اور وہ ہر مقدمے کا مطالعہ سرکاری رپورٹ اور متعلقہ دستاویزات کی روشنی میں کریں گے اور اپنے موکلوں کے دفاع کی اجازت دی جائے گی جبکہ متعلقہ حقائق و واقعات کے بارے میں ان موکلوں سے پوچھ گچھ کی جائیگی ہوگی۔

وکلاء کو فیس من کے کام کی نوعیت کا لحاظ رکھے بغیر حکومت کی طرف سے ادا کی

جائے گی۔ اس طرح قانونی مہملات میں فن کی حیثیت محض رپورٹوں کی سی ہو جائے گی اور وہ استغناء کے وکیل کے خلاف ایک توازن کا کام دیں گے۔ اس طریقے سے عدالتوں کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا اور اس طرح غیر متعصبانہ مصلحتی اور دقت کی ایسی روایت پیدا ہو جائے گی جس کی بنیاد ذاتی مصلحت کی بجائے حقائق و واقعات پر ہو گی۔ ضمناً اس سے یہ فائدہ ہو گا کہ وکلاء کے درمیان سودے بازی کی وہ گندی عادت بھی ختم ہو جائے گی جس سے وہ صرف اس پارٹی کو جیتاتے ہیں جو زیادہ پیسے دے۔

+

غیر یہودی مذہبی محاذ

ہم نے غیر یہودی مذہبی رجمنٹوں کا وقار کم کرنے اور فن کے مذہب کے مشن کو تباہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ فن رجمنٹوں کی عزت اور مذہب سے عوام کی وابستگی ہماری راہ میں بڑی رکاوٹ بن سکتی ہے۔ دنیا بھر کے عوام پر فن کا اثر روز بروز کم ہوتا جا رہا ہے۔ آزادی ضمیر کا نعرو بلند کر دیا گیا ہے اور اب عیسائیت چند سال کے اندر مکمل جہی سے ہٹتا رہ جائے گی۔ تاہم اس سلسلے میں کچھ کہنا ابھی قبل از وقت ہو گا۔ ہم پادریوں اور پاپائیت کو اتنی تنگ حدود میں مقید کر دیں گے کہ یہ مذہب ماضی کی بہ نسبت تیزی سے پسپا ہونا شروع ہو جائیں گے۔

جب پوپ کی عدالت کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کا وقت آئے گا اس وقت ایک غیر مرنی ہاتھ اپنی انگلی سے تمام قوموں کو اس عدالت کی طرف متوجہ کرے گا لیکن جب لوگ اس عدالت پر ٹوٹ پڑیں گے تو ہم ظاہراً اس کے دقت کرنے والوں کے روپ میں سامنے آ جائیں گے۔ ہمارا مقصد بظاہر غیر ضروری خون خرابے کو روکنا ہو گا۔ اس طرح ہم اس کی انتہیوں میں اتر جائیں گے اور اپنے دانتوں سے بھنبھوڑ بھنبھوڑ کر اس کی رگ رگ سے خون پی لیں گے اور اس کی تمام قوت کا مکمل خاتمہ کئے بغیر باہر نہیں آئیں گے۔

یہودیوں کا بلاشبہ تمام دنیا کا حقیقی پوپ ہو گا یعنی ایک بین الاقوامی چرچ کا مقدس رہنما ہو گا۔ لیکن اس دور فن جبکہ ہم نوجوان نسل کو روایات پر مبنی مذہب کی

دوبارہ تعلیم دے رہے ہیں اور بعد ازاں اپنے مذہب سے بھی روشناس کرائیں گے۔ ہم کھلم کھلا موجودہ گرجاؤں پر انگشت نمائی نہیں کریں گے بلکہ ان کے خلاف اس قسم کی تنقید کریں گے جس سے انتشار اور بد اعتمادی کی فضا پیدا ہوگی۔ اس مقصد کے لئے ہمارا پولیس سیاسی معاملات، مذاہب اور غیر یہود کی نااہلیت پر عمومی تنقید جاری رکھے گا۔ اس لئے انتہائی سخت الفاظ اور اصطلاحات استعمال کی جائیں گی۔ مقصد ہر ممکن طریقے سے ان کے وقار و احترام کو ختم کرنا اور خاک میں ملانا ہے اس منصوبے کو ہمارے ذہن قبیلے (یہودی قوم) کے باصلاحیت افراد ہی پایہ تکمیل تک پہنچا سکتے ہیں۔

ہماری سلطنت و شنود پوتا کی مانند ہوگی جو سینکڑوں ہاتھ رکھتا تھا اور یہ ہاتھ سماجی زندگی کے تمام چشموں پر قابض ہو جائیں گے۔ اس سلطنت کی عظمت و قوت کے سامنے و شنود پوتا کی الوہیت بھی ہچ ہوگی۔ ہم سرکاری پولیس کی مدد کے بغیر بھی ہر چیز کو دیکھ سکیں گے جس کے اختیارات کو ہم ہی نے غیر یہودیوں کے خلاف استعمال کرنے کے لئے وسعت دی ہے۔ اور اب وہ اپنی حکومتوں کی راہ میں اس طرح حائل ہو جاتی ہے کہ وہ اصل حقائق تک پہنچنے سے قاصر رہتی ہے۔ ہمارے پروگرام کے مطابق ہماری رعایا کا ایک تہائی حصہ احساس فرض اور رضاکارانہ خدمت کے جذبے سے بقیہ دو تہائی حصے کی کڑی نگرانی کرے گا۔ اس طرح ایک جاسوس یا مخبر ہونا ذلت کی بات نہیں ہوگی بلکہ قابل فخر خدمت ہوگی۔ لیکن بے بنیاد الزامات کے لئے کڑی سزائیں دی جائیں گی تاکہ اس حق کا غلط استعمال نہ ہو سکے۔

ہم اپنے ایجنٹ معاشرے کے اونچے طبقے سے بھی لیں گے اور نچلے طبقے سے بھی۔ ان میں انتظامیہ کے عیش پرست افسر، ایڈیٹرز، پبلشرز، پرنٹرز، کتب فروش، کلرک، سیلزمین، مزدور، اساتذہ اور اردلی وغیرہ شامل ہوں گے۔ یہ جماعت با اختیار نہیں ہوگی اور نہ از خود اسے کوئی کارروائی کرنے کا اختیار ہوگا۔ دراصل یہ ایک قسم کی بے اختیار و بے اقتدار پولیس ہوگی جو صرف مشاہدہ کرے گی اور رپورٹ کر دے گی۔ ان کی مہیا کردہ اطلاعات کی چھان بین اور گرفتاریوں کا انحصار انتظامی کنٹرول رکھنے والے ایک ذمہ دار گروپ پر ہوگا۔ جبکہ گرفتاری کا اصل کام مسلح پولیس اور میونسپل پولیس مل کر

کریں گی۔ جو لوگ عوام کے بارے میں دیکھی یا سنی باتوں کی اطلاع نہیں دیں گے ان پر حقائق نقل رکھنے کا الزام لگایا جائے گا اور اس کے جلیت ہو جانے پر مناسب سزا دی جائے گی۔

جس طرح آجکل ہمارے قومی بھائیوں پر یہ فرض عائد کیا گیا ہے کہ وہ اپنے خاندان کے ”مرتد“ افراد کی اطلاع مقامی حکومت کو دیں اور ان لوگوں کی خبریں کریں جو حکومت کے خلاف کسی سرگرمی میں حصہ لیتے ہوئے پائے جائیں اسی طرح دنیا بھر میں ہماری رعایا کا بھی فرض ہو گا کہ وہ اس سلسلے میں ریاست کی طرف سے عائد کی گئی ذمہ داری کو پوری کریں۔ اس قسم کی عظیم کی بدولت رشوت خوری، اختیار کا غلط استعمال اور دیگر متعدد سلاخی برائیاں مکمل طور پر ختم ہو جائیں گی۔

مخالفین کی گرفتاریاں

اہم نقاط: خفیہ وقوع کے لئے اقدامات، سازشوں کی داخلی نگرانی،
اقتدار کی چینی، شلہ یہود کی حفاظت، اقتدار کا الوبی وقار،
گرفتاریوں کا منصوبہ۔

جب ہمارے لئے خفیہ وقوع کو مضبوط بنانے کے لئے سخت اقدامات کی ضرورت پڑ
جائے (جو کہ اقتدار کے وقار کے لئے زہر قاتل ہے) تو ہم دکھلوے کے فسوت کرائیں
گے اور بے چینی پھیلائیں گے۔ اس موقع پر ہمیں شعلہ بیان مقررین کی خدمت کی
ضرورت پڑے گی کیونکہ وہ اپنے زور خطابت سے لوگوں کو اپنے گرد جمع کر لیتے ہیں۔
اس سے افراتفری کا جو ماحول پیدا ہو گا اس سے ہمیں لوگوں کی خانہ تلاشی کے لئے
جواز ہاتھ آ جائے گا۔ تلاشی اور نگرانی کا کام ہم اپنی کلسہ لیس غیر یہودی پولیس کے
ذریعہ انجام دیں گے۔

سازشی لوگ اکثر مسخرو پن کا بھی مظاہرہ کرتے ہیں، ان کے شعور و شعب اور
ہنگامہ پسندی کی ہم بظاہر پروا نہیں کریں گے۔ جب تک کوئی شخص واضح طور پر
خطرناک سرگرمیوں میں ملوث نہ پایا جائے ہم اس پر ہاتھ نہیں اٹھائیں گے۔ البتہ ان
کی نگرانی شروع کر دی جائے گی۔ یہ بات یاد رکھی جانی چاہئے کہ جو حکومت آئے دن
اپنے خلاف ”سازشیں“ پکڑتی رہے، اس کا وقار کم ہو جاتا ہے اور اس سے انتظامیہ کی
کمزوری کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ بے فصلی کا تو فوراً الزام لگ جاتا ہے۔ آپ جانتے
ہیں کہ ہم نے غیر یہودی بلو شاہوں کے وقار کو خاک میں ملانے کے لئے اپنے ایجنٹوں
کے ذریعہ ان پر بار بار حملے کرائے۔ یہ ایجنٹ ہمارے نگلے کی اندھی بہری بھیڑیں ہیں

جنہیں آزادی اور لبرل ازم کے چند نعرے دے کر ان سے ہر جرم کرایا جاسکتا ہے۔
ہم نے حکمرانوں کو اپنے تحفظ سے متعلق اذیت کی تشہیر کرنے اور نتیجتاً
انہیں اپنی کمزوری تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا ہے اس طریق کار سے ہم نے ان کے
اقتدار کو چھٹی سے اٹکار کر دیا ہے۔

ہمارے حکمران کی حفاظت غیہ طور پر ایک غیر معروف ایجنسی سے کرائی جائے
گی۔ یہ محفظہ بظاہر غیر معروف اور معمولی قسم کے ہوں گے کیونکہ ہم اس تصور کو قبول
نہیں کرتے کہ اس کے خلاف کوئی ایسی بغاوت بھی ہو سکتی ہے جس پر وہ قابو نہ پا
سکے اور اس سے چھپنے پر مجبور ہو جائے۔ اگر ہم اس تصور کو قبول کریں تو اس کا
مطلب یہ ہو گا کہ ہم اپنے حکمران کی اگر نہیں تو جلد یا بدیر اس کے خاندان کی موت
کے ممکنے پر دستخط کر رہے ہیں۔

ظاہری طور پر منظم شدہ قوانین کے تحت ہمارا حکمران اپنی قوت کو قوم کی بھلائی
کے لئے استعمال کرے گا اور کسی صورت میں اپنے یا اپنے خاندان کے مفادات کو قوم
پر ترجیح نہیں دے گا۔ اس لئے خود رعایا اس کے اقتدار کی حفاظت کرے گی۔ عوام
اعتراف کریں گے کہ ریاست کے ہر شہری کی فلاح و بہبود حکمران کے ساتھ وابستہ
ہے۔ کیونکہ عوامی زندگی کے تمام نظم و ضبط کا انحصار اسی پر ہو گا۔ یہ بات ہمارے
پادشاہ کو عظمت اور تقدس کا درجہ عطا کرے گی۔ اعلیٰ حفاظتی اذیت پادشاہ کی
تخصیصی قوت کی کمزوری کا اظہار کرتے ہیں۔ البتہ جب وہ عوام میں گھرا ہوا ہو گا تو اس
کے ارد گرد عورتوں اور مردوں کا ایسا جھوم ہو گا جو دور سے دیکھنے والے مشتاقان دید پر
مشتمل ہو گا اور یہ تاثر دے رہا ہو گا کہ یہ لوگ اتفاقیہ طور پر یہاں جمع ہو گئے ہیں
(حالانکہ وہ ہماری طرف سے متعین شدہ افراد ہوں گے) اس عمل سے دوسرے لوگ
پادشاہ کی طرف احرام آگئے نہیں بڑھیں گے جیسا کہ یہ اعلیٰ نظم و ضبط کے لئے بھی
ضروری دکھائی دیتا ہے۔ اس سے دوسروں کے لئے بھی ضبط نفس کی مثال قائم ہو گی۔
اگر کوئی ضرورت مند شخص بھیڑ کو چیر کر پادشاہ کو کوئی درخواست پیش کرنا ہوا دکھائی دے
کا تو اعلیٰ صغوں کے لوگ یہ درخواست لے کر مسائل کی موجودگی میں ہی حکمران کے

حوالے کر دیں گے۔ تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ مذکورہ درخواست منزل مقصود پر پہنچ گئی ہے۔ اس سے لوگوں پر واضح ہو جائے گا کہ تمام امور مملکت پر بلوشہ کا اپنا ہی کنٹرول ہے۔ تاج سلطانی کے قیام و بقاء کے لئے ضروری ہے کہ عوام یہ کہتے ہوئے سنائی دیں کہ ”اگر بلوشہ کو یہ معلوم ہوتا“۔ ”بلوشہ تک یہ بات پہنچ کر رہے گی۔“

جیسے کہ پہلے میں کہہ چکا ہوں کہ حکمران کی حفاظت کے لئے سرکاری انتظامات کی وجہ سے اقتدار کا ٹازک و پراسرار وقار ختم ہو کر رہ جاتا ہے لیکن اگر اس تکلف کو نظر انداز کر دیا جائے تو ہر شخص دلیری اور بے باکی پر اتر آتا ہے اور ہانپوں میں اپنی قوت کا احساس پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اس لمحہ کے شکر رچے ہیں کہ موقع ملتے ہی اقتدار پر حملہ کر دیا جائے۔ لیکن غیر یہود کو ہم اس کے برعکس تعلیم دیتے ہیں تاہم ان کے تجربہ سے تو ہم نے سبق حاصل کیا ہے کہ اعلانیہ تحفظ کے اقدامات نے ان کا کیا حشر کر رکھا ہے۔

کوئی ایسی بات رونما ہو جائے تو شک کی معقول وجہ ملتے ہی ہم مجرموں کو گرفتار کر لیں گے۔ کسی امکان غلطی کے خوف سے ہم اس امر کی اجازت نہیں دے سکتے کہ سیاسی غلطیوں اور جرائم کے مرتکب افراد کو بچ نکلنے کا موقع دیا جائے کیونکہ ایسے معاملے میں ہم قطعاً ”بے رحم ہوں گے۔ اگر بغرض محل سیاسی جرائم کی تہ میں معمولی جرائم بطور محرک کے کام کر رہے ہوں تب بھی ہم ان لوگوں کو معاف نہیں کریں گے جنہوں نے ایسے امور میں دخل دیا“ جنہیں حکومت کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا اور حقیقت تو یہ ہے کہ صحیح پالیسی کو سمجھنا بھی ہر حکومت کے بس میں نہیں ہوتا۔

حاکم اور محکوم

اہم نکتہ: اوپل کا حق اور باغیانہ پروپیگنڈہ، سیاسی جرائم پر مہمیت،
سیاسی جرائم کی تشہیر۔

اگر ہم عوام کو سیاسی امور میں مداخلت کرنے کی اجازت نہ دیں تب بھی ہم انہیں حکومت کے سامنے درخواستوں اور عرضداشتوں کے ذریعہ تجویز پیش کرنے کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں گے۔ اس طریق کار سے ایک طرف تو انتظامیہ میں موجود خامیاں ہمارے علم میں آتی رہیں گی اور دوسری جانب ہم رعایا کے خیالی منصوبوں سے آگاہ رہیں گے اور ضرورت ہوگی تو ان تجویز کو عملی جامہ پہنا دیں گے ورنہ نہایت دانشمندی سے انہیں غلط ثابت کرتے ہوئے مسترد کر دیں گے تاکہ غلط تجویز پیش کرنے والے پر اس کی کوتاہ اندیشی واضح ہو جائے۔

باغیانہ تقریریں کرنے والے کی حیثیت ہاتھی پر بھونکنے والے پالتو پلے سے زیادہ نہیں ہوتی۔ ایک منظم حکومت، جس کے ہاتھ پولیس کے بل بوتے پر نہیں بلکہ عوامی قوت سے ہوئے ہوں، اس کے نزدیک ان امور کی حیثیت ایسے ہی ہے جیسے کوئی پالتو پلا اپنی طاقت اور مقام سے بے خبر ہاتھی پر بھونکنے کی کوشش کرے۔ دونوں کی اہمیت کا تناسب واضح کرنے کے لئے مناسب انتہا کافی ہو گا اور یہ کہتے بھونکنے والے کو دیں گے بلکہ ہاتھی کو دیکھتے ہی سہم جائیں گے اور خلی خولی نظروں سے دیکھتے دیکھتے دم ہلانا شروع کر دیں گے۔

سیاسی جرائم

ہم سیاسی جرائم کو بھی قتل چوری اور دیگر گھٹنوں نے جرائم کی فہرست میں شامل کر

کے اخلاقی جرائم کی مانند عدالتی کارروائی کا آغاز کر دیں گے تاکہ ان کا ارتکاب کرنے والوں کو ہلوز، جلتباز اور اولوالعزم تصور نہ کر لیا جائے بلکہ ان کا وقار مٹی میں مل کر رہ جائے۔ اس طرح سیاسی جرائم اور دیگر جرائم سے متعلق نکتہ نظر خلط ملط ہو جائے گا اور اول الذکر کو بھی باعث ننگ و شرم سمجھا جانے لگے گا نیز عوام انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگیں گے۔ ہم نے اس ضمن میں کافی حد تک کامیاب کوشش کی ہے کہ غیر یہود قومیں باغیانہ تقریروں اور اشتعال انگیز اقدامات سے مقابلہ کرنے کے یہ طریقے نہ جان سکیں یہی وجہ ہے کہ ہم نے پریس، بالواسطہ کرائی گئی تقریروں اور ہوشیاری سے مرتب کردہ تاریخ کی نصابی کتب کے ذریعہ سے اس شہادتِ عظمتی کے تصور کو ابھارا ہے جسے باغیوں نے عوام کی مجموعی فلاح و بہبود کی خاطر قبول کیا۔ اس سے غیر یہودی قوم کے اندر لبرل ذہن کے افراد پر مشتمل ہماری ایک فوج پیدا ہوگی جو ہمارے لئے قربانی کے بکروں کا کام دے گی۔

غیر یہودی ریاستوں کی آزادی کے دوران تو ہمارے لئے مفید ثابت ہوتا ہے لیکن ہمارے دور اقتدار میں یہ ناپسندیدہ قرار پائیں گے۔

غیر یہود کے خالص حیوانی ذہنوں اور غیر ترقی یافتہ فکر کا اظہار اس امر سے ہوتا ہے کہ وہ ہمارے ہی قرضے اتارنے کے لئے ہم ہی سے سودی قرض لے رہے ہیں لیکن انہوں نے یہ کبھی نہیں سوچا کہ ہمارا حساب کتب چکانے کے لئے انہیں اپنے وسائل سے مطلوبہ روپیہ پیدا کرنا چاہئے۔ اس سے زیادہ سہل اور آسان امر کیا ہو سکتا ہے کہ انہیں اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے یہ رقم اپنے ہی عوام سے لینی چاہئے۔ لیکن یہ ہمارے عقیدتی اور ذہنی رہنماؤں کا کمال ہے کہ انہوں نے قرضوں کے معاملے کو ان کے سامنے اس طرح پیش کیا ہے کہ انہیں اس میں اپنا ہی فائدہ نظر آتا ہے۔

وقت آنے پر ہم اپنا حساب کتب لن تجارت کی روشنی میں کریں گے جو ہم نے صدیوں ان غیر یہود پر کئے ہیں۔ ہمارے اکاؤنٹس بالکل غیر مبہم اور واضح ہوں گے ہر شخص انہیں دیکھ کر ایک ہی نظر میں اس سلسلے میں ہماری اصلاحات اور ہمارے اخراجی ذہن کی برتری کا مٹی طور پر قائل ہو جائے گا۔ یہ حساب کتب ان خرابیوں کا بھی قلع قمع کر دے گا جن کے باعث غیر یہود کو ہمارے زیر بار ہونا پڑا ہے ہماری ریاست ایسی خرابیوں کو اپنے ہاں برداشت نہیں کرے گی۔

ہمارا حساب کتب کا نظام ایسی بنیادوں پر استوار ہو گا کہ حکومت کے ایک اعلیٰ ترین ملازم سے لے کر حکمران اعلیٰ تک کوئی شخص چھوٹی سے چھوٹی رقم بھی نہیں نہ کر سکے گا اور نہ فٹڈ کو طے شدہ مد سے لوہرا دھر خرچ کر سکے گا، اگر ایسی حرکت کرے گا تو اس کی حرکت فوراً نوٹس میں آ جائے گی۔

واضح مقاصد کو پیش نظر رکھے بغیر کوئی حکومت نہیں چلائی جاسکتی۔ غیر معینہ وسائل کے ساتھ غیر معینہ راستہ اختیار کرنے والے اگر دیوتوں کی سی قوت رکھتے

ہوں تب بھی تہہ ہو جاتے ہیں۔ غیر یہود حکمران جو ہمارے مشوروں کے محتاج ہوا کرتے تھے ہمارے مشوروں سے رنگ رلیوں میں مصروف ہوئے، امور سلطنت سے ان کی توجہ ہٹی اور رسمی نکلفات، آداب مجلس کے گورکھ دھندوں اور تفریحی پروگراموں پر چل کھڑے ہوئے۔ انہیں ان کاموں میں منہمک پا کر وہاں در پردہ حکمرانی ہم ہی کرتے رہے ہیں۔ امور سلطنت میں ان کی نمائندگی کرنے والے منظور نظر درباریوں کے لئے اکاؤنٹس وغیرہ ہمارے لیکچر ہی تیار کرتے ہیں اور ان کو تاہ اندیش ڈانوں کو اس بات پر مطمئن کر دیتے ہیں کہ مستقبل میں کافی بچتیں (Savings) ہونے والی ہیں، آخر یہ بچتیں کہاں سے ہوں گی؟ کیا نئے ٹیکس لگانے پڑیں گے۔ یہ سوالات تو پوچھے جاسکتے ہیں لیکن ہمارے تیار کردہ اکاؤنٹس اور منصوبوں کا ”مطالعہ“ کرنے والوں نے یہ پوچھنے کی کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ اور آپ یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ یہ لوگ اپنی اپنی تعلقات اندیشیوں اور لاپرواہیوں کی وجہ سے کیسی مالیاتی تباہیوں سے دوچار ہوئے اور اپنے عوام کی محنت اور بے پناہ صنعتی صلاحیت کو ضائع کر بیٹھے ہیں۔

مالیاتی پروگرام

اہم نقطہ: مالیاتی پروگرام، ترقیاتی ٹیکس، سٹیسمپ ڈیوٹی، سودی دستاویزات، کھوجنگ کا طریقہ، فضول رسوں کا خاتمہ، سرمائے کا انجماد، کرنسی نوٹوں کا اجراء، زر کا معیار، افرادی قوت کا معیار، سرکاری قرضے، صنعتی حصص، غیر سودی حکمران، درباری مخلوق پر نوازشلت، فری مین کے ایجنٹ۔

آج ہم مالیاتی پروگرام پر گفتگو کریں گے جسے انتہائی مشکل اور پیچیدہ ترین ہونے کی وجہ سے میں نے اپنی رپورٹ کے آخری حصے تک ملتوی کر رکھا ہے۔ یہ ہمارے منصوبوں کا فیصلہ کن اور اہم ترین پہلو ہے۔ اس سلسلے میں بحث و تمحیص سے پیشتر میں آپ کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اس کا ذکر میں پہلے بھی اشارۃً کر چکا ہوں جب میں نے یہ کہا تھا کہ تمام سرگرمیاں ایلو و شمار کی روشنی میں متعین ہوں گی۔

اقتدار اعلیٰ کی باگ ڈور سنبھالنے پر ہماری مطلق العنان حکومت ذاتی تحفظ و بقا کے اصول کے تحت عوام پر بھاری ٹیکسوں کا بوجھ لادنے کی اجتماعہ پالیسی سے احتراز کرے گی۔ وہ اس اصول کو ملحوظ رکھے گی کہ اس کا کردار ایک پاپ اور محافظ کا سا ہونا چاہئے لیکن چونکہ ریاست کی تنظیم اور اس کا نظم و نسق چلانے پر بھاری اخراجات اٹھتے ہیں، لہذا اس مقصد کے لئے سرمائے کا حصول بہرحال لازمی ہے لہذا ہماری حکومت اس معاملے سے متعلق اصول توازن کی تفصیلات طے کرتے وقت خصوصی احتیاط سے کام

لے گی۔

ہماری حکومت میں بادشاہ کو اس قانونی مفروضے کو عملی جامہ پہنانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی کہ ریاست کی ہر شے حکمران کی ملکیت ہوتی ہے۔ اس لئے وہ گردش زر میں باقاعدگی پیدا کرنے کے لئے ہر قسم کی رقوم بحق سرکار ضبط کر سکے گا۔ اس سے خود بخود یہ بات بھی نکلتی ہے کہ جائداد پر ترقیاتی ٹیکس لگانا ہی کافی ہو گا کسی جائداد پر ”فیصد ٹیکس“ عائد کر کے لوگوں کی معاشی حالت کو زیر بار کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ دولتمندوں کو اس امر سے آگاہ ہونا چاہئے کہ یہ ان کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی فاضل دولت مملکت کے حوالے کر دیں کیونکہ انہیں اپنی جائداد کے تحفظ اور ”جائز“ منافع کمانے کے حق کی ضمانت مملکت کی جانب سے ہی ملنا ہے۔ میں نے ”جائز“ کا لفظ استعمال کیا ہے کیونکہ جائداد پر ریاستی کنٹرول قانونی ڈیکیتی کے امکانات کو ختم کر دے گا۔

یہ سماجی اصلاح اوپر سے آئی چاہئے، اب اس کا وقت آگیا ہے کہ اصلاح کا آغاز بالائی طبقے سے ہو، اس سے امن عامہ کی بھی ضمانت ملے گی جو ایک ناگزیر امر ہے۔ غریبوں پر ٹیکس لگانا ان کے اندر انقلاب کے بیج بونے کے مترادف ہے۔ بڑے بڑے سرمایہ داروں کو نظر انداز کر کے پے ہوئے عوام کو شکار بنانے سے مملکت پر تباہ کن اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس سرمایہ داروں پر ٹیکس عائد کرنے کی پالیسی، دولت کے غیر سرکاری ہاتھوں میں ارتکاز کو روکتی ہے جن میں آجکل ہم نے اسے مرکز کر رکھا ہے۔ تاکہ غیر یہودی طاقت کے مقابلے میں توازن کا کام دے، یعنی اسے کمزور کر دے..... حکومتی طاقت سے مراد ان کے مالی وسائل ہیں۔

ٹیکسوں کی اہمیت

موجودہ انفرادی یا پراپرٹی ٹیکس کے مقابلے میں بڑھتے ہوئے سرمائے پر فیصد تناسب

سے ٹیکس لگانے سے بہت زیادہ آمدنی حاصل ہوتی ہے موجودہ پراپرٹی ٹیکس ہمارے لئے اس لحاظ سے مفید ہے کہ اس سے غیر یہود میں بے چینی اور اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ ہمارے پلو شاہ کی قوت کا انحصار معاشی توازن اور امن عامہ کی ضمانت پر ہو گا لہذا اس مقصد کے حصول اور ریاست کے نظم و نسق کی بہتری کے لئے لازم ہو گا کہ سرکاری دار اپنی آمدنی کا ایک حصہ ریاست کے حوالے کر دیں۔ تاکہ ملکی ضروریات انہی لوگوں کی جیب سے پوری کی جائیں جو اس کے متحمل ہو سکیں اور کسی قسم کا بوجھ بھی محسوس نہ کریں۔ اس اقدام سے دولتمند طبقے کے خلاف غریبوں کی نفرت بھی ختم ہو جائے گی اور وہ اسے ملکی امن و سلامتی اور عوامی فلاح و بہبود کا ضامن سمجھیں گے کیونکہ وہ اس امر کے خود شاہد ہوں گے کہ ریاست کے امن اعلیٰ و ارفع مقاصد کے لئے ضروری وسائل بھی طبقہ فراہم کر رہا ہے۔

تکج و تخت کے مصارف اور انتظامی اداروں پر اخٹے والے خرچ کے سوا دیگر تمام اخراجات کا مکمل حساب کتاب تعلیم یافتہ طبقے کی رسانی میں ہو گا تاکہ وہ ٹیکسوں سے پریشان اور بددل نہ ہوں۔

حکمران طبقے کی جائداد

ہمارے حکمران کی کوئی ذاتی جائداد نہیں ہو گی کیونکہ ساری ریاست اس کی ورثت ہوتی ہے۔ لہذا اس کا ذاتی جائداد بنانا اس اصول سے متناقض ہو گا پلو شاہ کا ذاتی آمدنی کا مالک ہونا ملکیت عامہ میں اس کے حقوق کو ختم کر دے گا۔ پلو شاہ اور اس کے تمام رشتہ داروں کو ریاستی ملازمین کی صفوں میں شامل ہونا پڑے گا۔ یا حق جائداد حاصل کرنے کے لئے انہیں کوئی اور کام کرنا ہو گا۔ شہی خون کا یہ مطلب نہیں کہ یہ لوگ سرکاری خزانے پر الالے تلے کرتے رہیں۔

جائیدلو کی خریداری، روپے کی وصولی یا وراثت پر ٹامپ ٹیکس لگایا جائے گا۔ جائیدلو، محلول ہو یا غیر محلول، جس شخص کے نام پر رجسٹر ہوگی اگر اس نے ٹیکس کی ادائیگی کے مکمل ثبوت کے بغیر کسی طور کو منتقل کر دی تو اسے جائیدلو کی تاریخ منتقلی سے لے کر اس کا سراغ لگنے کی تاریخ تک اس ٹیکس پر سود بھی ادا کرنا پڑے گا۔ انتقال کے کٹھنات ہر ہفتے مقامی دفتر خزانہ میں پیش کرنا لازمی ہوں گے جن میں اس جائیدلو کے سابق اور نئے مالک کے نام، اللقب اور مستقل رہائش کا پتہ درج ہو۔

ناموں کی رجسٹریشن کے ساتھ اس قسم کے انتقال کے لئے رقم کی ایک حد مقرر کی جائے گی جو روزمرہ کی ضروریات زندگی پر اٹھنے والے اخراجات سے زائد ہوگی۔ ٹیکس کی زد میں آنے والی رقوم کی ادائیگی اسی صورت میں ممکن ہوگی جب تک کہ مقررہ فی صد کے حساب سے ٹامپ پیچروں کی شکل میں ٹیکس ادا کر دیا جائے۔ آپ ذرا اندازہ تو کیجئے کہ اس قسم کے ٹیکسوں سے ہمیں غیر یسود ریاستوں کے مقابلے میں کتنے گنا زائد آمدنی ہوگی۔

گروث زر

سرکاری خزانے کو محفوظ رقوم کی ایک خاص مقدار رکھنا ہوگی۔ اس حد سے زائد جتنی رقم وصول ہوگی اسے گروث زر میں ڈال دیا جائے گا۔ تعمیر عامہ کے کام اسی رقم سے شروع کئے جائیں گے۔ یہ تعمیرات مزدور طبقہ کو حکومت اور حکمرانوں کے مفادات سے قریب تر کر دیں گی اس رقم کا ایک حصہ مختلف ایجلاٹ کے موجودوں اور پیداوار بڑھانے والوں کو انجمنات دینے کے لئے مخصوص کر دیا جائے گا۔ ایک خاص حد جو غور و فکر کے بعد مقرر کی جائے گی، سے زائد روپیہ کسی صورت میں سرکاری خزانوں میں نہیں رکھا جائے گا، کیونکہ روپیہ ہوتا ہی گروث زر کے لئے ہے۔ کیونکہ گروث زر میں رکھوٹ سرکاری مشینری کے کام کو بری طرح متاثر کرتی ہے جس کے لئے یہ ٹیل

(Lubricant) کا کام دیتا ہے۔ تیل میں کمی یا رکاوٹ کی وجہ سے مشین کے کل پرزے ہلکا سہ سے کام کرنا پھوڑ دیتے ہیں۔

پولے کے نوکن (یعنی سکے اور کرنسی نوٹ) کی بجائے سودی تمسکات (Interest-Bearing Paper) کے رواج نے یہی صورت حال پیدا کر رکھی ہے جس کے نتائج سب کے سامنے ہیں۔

ہم ایک کورٹ آف اکلوشن بھی قائم کریں گے جو مملکت کی آمدنی اور اخراجات کی مکمل جانچ پڑتال کرے گی۔ اس کے ذریعہ حکمران مالی معاملات سے ہر وقت باخبر رہے گا لیکن ان معاملات میں ہماراں کا حساب کتب جو تیاری کے مرحلے میں ہو گا اور گزشتہ ہماراں کا حساب جو ابھی وصول نہیں ہوا ہو گا اس کورٹ کے پاس موجود نہیں ہو گا۔

واحد شخص جسے ریاست کی نوٹ کھسٹ سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی وہ ریاست کا مالک یا حکمران ہی ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے اس کا ذاتی کنٹرول ریاستی مالیات میں کسی قسم کی بد عنوانی یا فضول خرچی کے ہر امکان کو ختم کر دے گا۔

استقبالیہ تقریبات

حکمران کا استقبالیہ کلہوں میں بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے اس لئے ان تقریبات میں شرکت سے روک دیا جائے گا تاکہ اسے نظم و نسق کو کنٹرول کرنے اور انتظامی معاملات پر غور و فکر کے لئے کافی وقت مل سکے۔ اس طرح اس کی قوت ابن الوقت قسم کے مذاہوں اور خوشامدیوں میں اٹھنے بیٹھنے پر خرچ ہونے سے بچ جائے گی ان درباری مزاج کے لوگوں کو ریاستی معاملات سے کوئی غرض نہیں ہوتی صرف اپنی چھوٹی چھوٹی خواہشوں کی وجہ سے حکمران کے گرد منڈلاتے رہتے ہیں۔

غیر یہود کے لئے اقتصادی بحران

ہم نے سرمایے کو گردش سے ٹھل کر غیر یہود کے لئے متعدد معاشی بحران پیدا

کئے ہیں۔ ریاستوں سے زر کی واپسی کے باعث سرمایہ کے بڑے بڑے ذخیرے جلد ہو کر رہ گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے ریاستوں کو قرضوں کا سہارا لینا پڑا ہے۔ ان قرضوں نے حکومت کی مالیات کو سود کے بوجھ تلے دبا دیا ہے نتیجتاً حکومتیں ان سرمایوں کی محض غلام بن کر رہ گئی ہیں۔ صنعت چھوٹے صنعتکاروں کی بجائے بڑے بڑے سرمایہ داروں کے ہاتھ میں مرکز ہو گئی ہے۔ اس طرح عوام اور حکومت دونوں کا سرمایہ سمٹ کر ان سرمایہ داروں کی تجویروں میں پہنچ چکا ہے۔

زر کا موجودہ اجراء بالعموم فی کس ضروریات کے مطابق نہیں۔ اس لئے مزدوروں کی تمام ضروریات کا لحاظ پوری نہیں ہو رہا۔ حالانکہ زر کا اجراء آبادی میں اضافے کے تناسب سے ہونا چاہئے۔ اس لئے بچوں کو بھی ان کے تعلیم پر اخراجات سے ہی صارفین زر میں شمار کیا جانا چاہئے۔ اجراء زر کا مسئلہ ساری دنیا میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

طلب زر

آپ کو یقیناً معلوم ہو گا کہ سونے کو بطور معیار زر اختیار کرنے والی تمام ریاستیں پہلی سے ہستار ہو چکی ہیں۔ کیونکہ یہ سونا طلب زر پوری کرنے سے قاصر رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے حتی الامکان سونے کی کافی مقدار گردش سے نکل لی ہے۔ ہم اپنی مملکت میں ”ورنگل مین پلور“ کے مصارف کو معیار بنائیں گے خواہ اسے لکھڑیا لکڑی کی صورت میں رائج کیا جائے یا اشیائے ضرورت کی صورت میں متعین کیا جائے۔ ہر بچے کی پیدائش پر زر کی مقدار میں اضافہ کر دیا جائے گا اور ہر موت پر اس میں کمی کر دی جائے گی۔ ہر محکمہ (فرائیسی ڈویژن) اور ہر سرکل اپنے ہاتھ میں اکاؤنٹس رکھنے کا ذمہ دار ہو گا۔ سرکاری ضروریات کے لئے واجبات کی ادائیگیوں میں تاخیر سے بچنے کے لئے متعلقہ رقوم اور شرائط کا تعین پولشلہ کی صوابدید پر ہو گا۔ اس طریق کار

سے کوئی وزارت ایک ادارے کے تحفظ کی خاطر دوسرے ادارے کو نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔

ہم غیر یہود کے مالیاتی اداروں اور بن کی کارکردگی میں ایسے انداز میں اصلاحات نافذ کریں گے کہ سٹشی نہیں پھیل سکے گی۔ ان قوموں نے بے قاعدگیوں اور بے اصولیوں کے باعث اپنی معیشت کو جس صورت حال سے دوچار کر رکھا ہے اس کی اصلاح بے حد ضروری ہو گئی ہے۔ ہم بن پر یہ بات واضح کر دیں گے کہ بن کی پہلی غلطی سل بھر کے لئے ایک ہی بجٹ بنانا ہے۔ جو سل بہ سل مندرجہ وجوہ کی بنا پر بڑھتا ہی چلا جاتا ہے:

”یہ بجٹ نصف سل ہی میں ختم ہو جاتا ہے“ پھر ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک اور بجٹ بنانا پڑ جاتا ہے جو تین ماہ ہی میں خرچ ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں ضمنی بجٹ لانا پڑتا ہے۔ اس کارروائی کا نتیجہ ایک دیوالیہ (Liquidation) بجٹ کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔ لیکن اگلے سل کا بجٹ چونکہ پچھلے سل کے بڑھے ہوئے اخراجات کو سامنے رکھ کر بنایا جاتا ہے اس لئے اس میں ابتداء ہی میں 50 فیصد اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح دو سل کے عرصہ میں یہ گننا ہو جاتا ہے۔ غیر یہودی ریاستوں کے خزانے انہی بے احتیاطیوں اور غلطیوں کے باعث خالی ہوئے ہیں۔ قرضوں کی مدت بڑھتی چلی جاتی ہے: یہ چیز بچتوں کو نگل جاتی ہے لہذا یہ ریاستیں کنکال ہو چکی ہیں۔

آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ہم اس قسم کی اقتصادی غلطیوں نہیں کریں گے۔ غیر یہود کو یہ طریقے تو ہم نے خود سکھائے اور سمجھائے ہیں (تاکہ وہ اقتصادی طور پر کبھی آزاد نہ ہو سکیں)

اندرونی و بیرونی قرضے

کسی بھی قسم کا قرضہ لینا حکومت کی کمزوری کا ثبوت ہوتا ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ریاست کے حقوق کو صحیح طور پر سمجھا نہیں گیا۔ قرضے ایک ننگی تلوار کی طرح حکمرانوں کے سروں پر لٹکتے رہتے ہیں جو کہ اپنی رعایا سے ایک عارضی ٹیکس لگا کر رقم حاصل کرنے کی بجائے ہمارے بنک کاروں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر بھیگ مانگنے آ جاتے ہیں۔ غیر ملکی قرضے ایسی جو ٹیکس ہیں جن کو ریاست کے جسم سے الگ کرنا ممکن نہیں۔ ماسوائے اس کے کہ یہ خود ہی الگ ہو جائیں یا متعلقہ ریاست انہیں اتار پھینکے لیکن غیر یہودی ریاستیں انہیں کسی طرح بھی پھینکنے کو تیار نہیں ہوتیں بلکہ اپنے اوپر مزید قرضوں کا بوجھ بڑھاتی رہتی ہیں تاکہ اپنے جسم کا سارا خون نچڑ جانے سے وہ مکمل طور پر تباہ ہو جائیں۔

قرضہ اور بالخصوص غیر ملکی قرضہ، دراصل کسی حکومت کی طرف سے جاری شدہ ایک ہنڈی (Bill of Exchange) ہوتی ہے۔ جس میں قرضے کی رقم مع سود ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کر لی جاتی ہے۔ اگر شرح سود 5 فیصد ہو تو مقروض حکومت 20 سال کے عرصہ میں اصل زر کے برابر صرف سود ہی ادا کر دیتی ہے۔ 40 سال میں یہ رقم دو گنا اور 60 سال میں تین گنا ہو جاتی ہے اس کے بلوجود بھی اصل قرضہ سر پر ہی رہتا ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ متعلقہ حکومت اپنے غریب عوام پر ٹیکس اس لئے لگاتی ہے کہ وہ ان غیر ملکی دولتمندوں سے اپنا حساب کتاب طے کر سکے جن سے اس نے قرضے لئے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان قرضوں کے لئے اپنی رعایا پر فی کس ٹیکس لگا کر ان سے آخری سکے بھی نکلوا لیتی ہے۔ حالانکہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے یہی سکے اکٹھے کر کے سود سے بچا سکتا تھا۔

جب تک قرضے مقامی ذمیت کے، یہ الفاظ دیگر مکی رہے اس وقت تک غیر سود لے ان قرضوں کے ذریعہ صرف یہ کیا کہ مدیہ غریبوں سے لے کر امیروں کی جیب میں ڈال دیا لیکن جب ہم نے اپنے انجمنوں اور کرائے کے ٹوؤں کے ذریعہ غیر مکی قرضوں کو رائج دیا تو ریاستوں کی تمام دولت سمٹ کر ہماری تجویروں میں آنا شروع ہو گئی اور تمام غیر سود ہمیں رعایا کی طرح خراج (سود) دینے لگے۔

یہ ٹھیک ہے کہ غیر سود حکومتیں، اپنے سطح میں پلاٹا ہوں، باطل وزیروں اور کم فہم سرکاری عہدیداروں کی وجہ سے، ہماری مقروض بن گئیں اور یہ قرضے اب ادا کرنا ان کے بس میں نہیں رہا، لیکن یہ سب کچھ یونہی نہیں ہو گیا اس مقصد کے لئے ہمیں آگ اور خون کے دریاؤں میں سے گزرنا پڑا ہے اور ہم نے مدیہ پانی کی طرح بہا کر یہ حالات پیدا کئے ہیں۔

جہاں تک ہمارا اپنا تعلق ہے ہم سرمائے کے انجماد کی اجازت نہیں دیں گے۔ اس لئے ہماری حکومت میں کوئی سرکاری قرضے یا تسکات نہیں ہوں گے سوائے ایک فیصد سیریز کے (یعنی ہم ایسے چھوٹے چھوٹے قرضوں کا سلسلہ جاری رکھیں گے جن پر صرف ایک فیصد سالانہ سود دینا پڑے گا) اس سے ان جو تکوں کو بھی کچھ حاصل نہیں ہو گا جو ریاست کی ساری طاقت چوس لیتی ہیں۔ سودی تسکات کے اجراء کا حق صرف صنعتی کمپنیوں کو دیا جائے گا جن کے لئے منافع کی رقم میں سے سود ادا کرنا مشکل نہیں ہو گا۔ حکومت تو ان کمپنیوں کی مانند قرضوں پر منافع نہیں کھاتی۔ وہ مکی اخراجات پورے کرنے کے لئے قرض اٹھاتی ہے، کاروباری منصوبوں میں لگانے کے لئے نہیں اٹھاتی۔ اس وقت حکومتوں کو مختلف قرضوں پر سود کی صورت میں خراج لوا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن ہماری حکومت خود صنعتی کمپنیوں کے جاری کردہ تسکات خریدے گی۔ اس طرح اس کی حیثیت قرض دہندہ میں تبدیل ہو جائے گی۔ اس اقدام سے سرمائے کے انجماد، مفت کی نفع خوری اور سستی و کالی کا قلع قمع ہو جائے گا۔ ان میوب کا وجود

قرضے اور سرمایہ

اہم نقاط: ملکی قرضے، واجبات اور ٹیکس، مبادلہ، دیوالیہ، سیونگزر، بنکس اور سرکاری سود، زر کی منڈیوں کا خاتمہ اور مصنوعات کی قیمتوں کا تعین۔

گزشتہ اجلاس کے دوران، میں نے کچھ معروضات آپ کے سامنے پیش کی تھیں، اب میں اندرونی (ملکی) قرضوں کی تفصیلی طور پر وضاحت کروں گا۔ بیرونی قرضوں کے بارے میں مجھے زیادہ کچھ نہیں کہنا ہے۔ کیونکہ ہمیں غیر یہود کے روپیہ سے انہی قرضوں نے مالا مال کیا ہے لیکن ہماری ریاست کے لئے کوئی چیز غیر ملکی نہیں ہوگی بلکہ ہم ہر لحاظ سے خود کفیل ہوں گے۔

ہم نے غیر یہود حکومتوں کو قرضے دے کر (جن کی حقیقتاً انہیں ضرورت نہ تھی) کئی گنا نفع کمایا اور ان کی انتظامیہ کے افسروں کی رشوت خوری اور حکمرانوں کی ضمیر فروشی اور نااہلی سے فائدہ اٹھایا۔ کیا ہم کسی اور کو اپنے ساتھ ایسا کھیل کھیلنے کی اجازت دے سکتے ہیں؟ لہذا میں صرف ملکی قرضوں کو ہی زیر بحث لاؤں گا۔

مختلف ریاستیں جب اپنے کسی قرضے کا اعلان کرتی ہیں تو اپنی ہنڈیاں (Bills of Exchange) یعنی سودی تمسکات کو فروخت کے لئے پیش کرتی ہیں۔ قیمتوں کے تعین کے لئے ان کو 100 سے لے کر 1000 حصوں تک تقسیم کیا جاتا ہے اور اولین خریداروں کو کچھ ڈسکاؤنٹ دیا جاتا ہے۔ اس کے اگلے روز مصنوعی طریقوں سے

ان کی قیمت میں اضافہ کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ظاہر کی جاتی ہے کہ ہر شخص انہیں خریدنے کے لئے دوڑ دھوپ کر رہا ہے۔ چند ہی روز میں خزانے کی تجوریاں بھر جاتی ہیں اور ان کے پاس ضرورت سے زیادہ رقم جمع ہو جاتی ہے۔ (آخر یہ رقم وصول کیوں کی جاتی ہے) مطلوبہ قرض کی کل رقم سے زائد روپے کی وصولی ہی میں اس سارے ٹانگ کا راز مضمر ہے۔ کیونکہ اس طرح مطلقہ حکومتیں شنی بگھار سکتی ہیں، دیکھئے! سرکاری تمسکات پر لوگوں کو کتنا اعتماد ہے۔

اس ڈرامے کا یہ محکمہ خیز مرحلہ گزر جانے کے بعد یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ ایک ایسا قرضہ لے لیا گیا ہے جس کی ادائیگی انتہائی تکلیف دہ ہے کیونکہ پھر اس کا صرف سود ادا کرنے کے لئے نئے قرضے لینا پڑتے ہیں جس سے اصل قرضے میں کمی کی بجائے اضافہ ہو جاتا ہے۔ جب یہ نیا قرضہ بھی ختم ہو جاتا ہے تو اس قرضے کی نہیں بلکہ اس کے سود کی ادائیگی کے لئے نئے نئے ٹیکس لگانا پڑ جاتے ہیں۔ یہ ٹیکس بذات خود ایک قرضے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

بعد ازاں ان قرضوں کو دوسرے قرضوں میں تبدیل کرنے کی فورت آ جاتی ہے لیکن اس طرح اصل زر کی وصولی تو نہیں ہوتی البتہ سود کی شرح میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ علاوہ انہیں اس قسم کے چولے قرض خواہوں کی منگوری کے بغیر ہو بھی نہیں سکتے۔ اسی لئے چولے کے اعلان کے ساتھ ہی ان لوگوں کو روپیہ واپس کرنے کی پشکشی کی جاتی ہے جو نئے تمسکات (Bills of Exchange) خریدنے سے انکاری ہو جائیں اور اپنے روپے کی واپسی پر اصرار کر رہے ہوں۔ اس پر حکومت اپنے ہی بچھائے ہوئے جہل میں پھنس سکتی ہے۔ خوش قسمتی سے غیر سود حکومتوں کے عوام نے جو مالی امور سے واقفیت رکھتے ہیں ہمیشہ نئی سرکاری کاری پر مبلولے کے نقصانات اور سود میں کمی قبول کرنے کو ترجیح دی ہے اور اس طرح حکومتوں کو بارہا اپنے کندھوں سے لاکھوں روپے کے قرضوں کا بوجھ اتارنے کے قتل بنا دیا ہے۔

آجکل غیر ملکی قرضوں کے ساتھ غیر یہود، ایسی چالیں نہیں چل سکتے کیونکہ انہیں خوب معلوم ہے کہ اس صورت میں ہم اپنے تمام روپے کی واپسی کا مطالبہ کر دیں گے۔ اسی طرح مسلمہ دیوالیہ پن سے مختلف ممالک پر یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے گی کہ وہاں کے فرماں رواؤں اور عوامی مفادات کے درمیان کوئی قدر مشترک نہیں۔

خاص نقطہ

میں اب آپ سے اس نقطے پر غور کرنے کی درخواست کرتا ہوں اور ذیل کے حقائق پر خصوصی توجہ دینے کی استدعا کرتا ہوں۔

”آج کل تمام اندرونی قرضوں کو نام نہاد التوائی قرضوں (Flying Loans) میں مجتمع (Condolidate) کر لیا جاتا ہے۔ یعنی ایسے قرضے جن کی میعاد ادائیگی کم و بیش یکساں ہوتی ہے، سیونگز بنکوں میں ادا شدہ رقموں اور محفوظ سرمائے سے بنتے ہیں۔ اگر یہ عرصے تک حکومت کے پاس پڑے رہیں تو یہ غیر ملکی قرضوں کا سود ادا کرنے کے کام آتے ہیں اور انہیں پورا کرنے کے لئے متوازی رقوم مہیا کرنا پڑتی ہیں۔ اور یہی وہ آخری رقوم ہیں جو غیر یہود کے سرکاری خزانوں کی درزوں کے لئے پیوند کاری کا کردار ادا کرتی ہیں۔“

ہم جب دنیا کی حکومت پر متمکن ہوں گے تو ہم اس قسم کے تمام مالیاتی و غیر مالیاتی جھگڑوں کو ختم کر دیں گے کیونکہ یہ ہمارے مفاد میں نہیں ہوں گے۔ ہم زر کی منڈیوں کا بھی خاتمہ کر دیں گے کیونکہ قیمتوں کا اتار چڑھاؤ حکومت کے وقار کو کم کر دیتا ہے۔ ہم اشیاء کی قیمتیں قانوناً مقرر کر دیں گے تاکہ ان میں آئے دن کی بیشی نہ ہوتی

رہے۔ (قیمتیں بڑھانے سے بھی انہیں گھٹانے کا بہانہ مل جاتا ہے۔ یہی رویہ ہم نے غیر
یہود کی قیمتوں کے بارے میں ابتداء میں اختیار کیا تھا)

ہم زر کی منڈیوں کی جگہ قرض کے لین دین کے لئے شاہکار سرکاری ادارے
قائم کریں گے جن کا مقصد حکومت کے نظریات کی روشنی میں صنعتی اشیاء کی قیمتیں
مقرر کرنا ہو گا۔ یہ ادارے ایک ہی دن کے اندر پانچ سو ملین کے صنعتی تمسکات کو ایک
ہی دن خرید لینے یا فروخت کر سکنے کی پوزیشن میں ہوں گے۔ اس طرح تمام سرگرمیوں
کا انحصار ہم پر ہو گا۔ آپ خود تصور کریں کہ اس طرح ہم کتنی عظیم طاقت کے مالک
بن جائیں گے۔

قوت زر

اہم نکتہ: مستقبل کا راز، بہت سے ممالک کی موجودہ برائیاں
آئندہ کی یہود کی بنیاد ہیں، طاقت کا دائرہ اور اس کی مصلحت
پر مشتمل۔

اب تک ہم نے آپ کو جو کچھ بتایا ہے، اس میں ماضی، حال اور مستقبل کے
مشدد اسرار و رموز اور واقعات کی تصویر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، مستقبل
قریب میں پیش آنے والے واقعات بھی بتائے گئے ہیں، نیز غیر یہود سے ہمارے
تعلقات اور ملی معاملات سے بھی آپ کو آگاہ کر دیا گیا ہے، اس موضوع پر مجھے کچھ اور
بھی کہنا ہے۔

آج ہمارے ہاتھ میں وقت کی اہم ترین قوت، سونا ہے۔ دو دن کے اندر ہم جتنا
سونا چاہیں اپنے گوداموں سے باہر لا سکتے ہیں۔

اس بات کے لئے مزید کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہے کہ خدا نے حکومت
ہمارے لئے مقدر کر دی ہے۔ اتنی عظیم دولت و ثروت کے ساتھ ہم یہ بات ثابت کر
سکتے ہیں کہ اب تک ہم جو لڑائیاں کرتے رہے ہیں ان کا آخری نتیجہ ایک حقیقی فلاح
ہے یعنی یہ کہ ہر چیز کو ایک نظم و ضبط کے تحت لایا جائے۔ اگرچہ اس کے لئے ہمیں
کچھ تشدد کرنا پڑے گا لیکن حکومت ہر عمل قائم ہو کر رہے گی۔ ہم یہ ثابت کر
دکھائیں گے کہ ہم ہی انسانیت کے سچے خیر خواہ ہیں جنہوں نے انتشار و افتراق سے پارہ
پارہ کرۂ ارض کو حقیقی فلاح سے آشنا کیا ہے۔ زمینوں سے چور چور پوری ہوئی نوع
انسانی کو محض آزادی کا تحفہ دیا ہے۔ ہم اس کا بھی اہتمام کریں گے کہ انسان اپنے

اپنے مراتب و مناصب اور وقار کو ملحوظ رکھتے ہوئے شخص آزادی کی نعمت سے لطف اندوز ہو سکیں۔ لیکن ان کے لئے ہمارے مرتب کردہ قوانین کی پابندی لازم ہو گی۔ کیونکہ آزادی کا مفہوم نہ تو انتشار و افتراق ہے اور نہ بے رلہ روی اور بے لگائی ہے۔ اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ کوئی شخص لوگوں کے سامنے نفرت انگیز تقریریں کر کے لوگوں کو مشتعل اور بے لگام کر دے۔ بے قابو ہجوم آلودہ فساد و سرکشی ہو جائے۔ حقیقی آزادی سے مراد ہر شخص کی عزت و ناموس کا تحفظ، روزمرہ کے قوانین کی پابندی و احرام، دوسروں کے حقوق پورے کرنا اور اپنے فرائض ادا کرنا ہے۔

ہماری حکومت ہمہ مقتدر ہونے کے باعث انتہائی جلد و جلال کی مالک ہو گی جو فرماں برداری بھی کرے گی اور رہنمائی بھی۔ ہم ان لیڈروں اور مقرروں کی طرح پرآگندہ خیالی کا شکار نہیں ہوں گے جو چیخ چیخ کر بے معنی الفاظ دوہراتے رہتے ہیں۔ ہمارا دور اقتدار نظم و ضبط کی معراج ہو گا کیونکہ اسی میں انسانوں کی تمام سرئیں پوشیدہ ہیں۔ ہماری حکومت کا ہالہ نور لوگوں کے ضمیر کو منور کر دے گا جس سے ان کے باطن کے اندر جذبہ لطافت پیدا ہو گا اور تمام قومیں احساس خوف کے ساتھ اس کی عزت و محرم کریں گی۔ حقیقی قوت کسی قسم کے حقوق کے ساتھ مصلحت یا سمجھوتہ کرنے پر رضا مند نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ خدا کے ساتھ بھی نہیں۔ کوئی بھی اس کے قریب آنے کی جرات نہیں کرتا بلکہ خوف و احرام کی وجہ سے اس سے دور دور ہی رہتا ہے۔

اطاعت پر آمادگی

اہم نکتہ: اشیائے تعیش کی پیداوار میں کمی، چھوٹے پیمانے کی کثیر
المقدار پیداوار، بے روزگاری، شراب نوشی کی ممانعت، پرانے
سماج کا خاتمہ اور تعمیر نو، خدا کا محبوب کون؟

اقوام عالم کو اطاعت اور فرماں برداری کی عادی بنانے کے لئے ان میں عاجزی اور
فروتنی کا جذبہ پیدا کرنا بے حد ضروری ہے، اس کے لئے ہمیں اشیائے تعیش کی پیداوار
کم کرنا پڑے گی۔ اس طرح ہم ایسے اخلاق کو ترویج و ترقی دیں گے جو تعیشات کے
وائرے میں مقابلے اور مسابقت کی وجہ سے پست ہو چکے ہیں۔ ہم چھوٹے پیمانے کی
خود کفیل پیداوار کی حوصلہ افزائی کریں گے جو بڑے بڑے صنعت کاروں کے نجی
سرمائے تلے سرنگ بچھانے کے مترادف ہو گا۔ یہ اقدام اس لئے بھی ناگزیر ہے کہ
بڑے بڑے صنعت کار شعوری یا غیر شعوری طور پر عوام کی سوچ کے دھارے کو
بالعموم حکومت کے خلاف موڑنے میں بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔ خود کفیل گھریلو
دست کاروں کو چونکہ بے روزگاری کا خطرہ نہیں ہوتا اس لئے وہ وقت کے معاشرتی
نظام سے مطمئن رہتے ہیں، نتیجتاً حکومت کے ہاتھ مضبوط ہوتے چلے جاتے ہیں۔
اس کے برعکس بے روزگاری حکومت کے لئے سب سے زیادہ تباہ کن چیز ہے۔ موجودہ
حکومتیں بڑھتی ہوئی بے روزگاری کی وجہ سے کمزور ہو جائیں گی اور اقتدار ہمارے ہاتھ
آنے تک بے روزگاری اپنا کام مکمل کر چکی ہو گی۔

ہم شراب نوشی کی سختی سے ممانعت کر دیں گے، کیونکہ اس کے زیر اثر انسان
ورندہ بن جاتا ہے۔ اور ہر گھناؤنا جرم نشے کے باعث سرزد ہو جاتا ہے۔ میں ایک بار

پھر کہوں گا کہ عوام صرف طاقتور حکومت کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ عوام کے سر ایسی حکومت کے سامنے ہی جھک سکتے ہیں جس کی قوت کا انحصار ان (عوام) پر نہ ہو۔ اور جو کھل طور پر آزلو و خور مختار ہو۔ وہ ایسی ہی حکومت کو بیرونی حملہ آوروں سے دفاع سماجی شورشوں سے تحفظ کی ضمانت سمجھ سکتے ہیں۔ انہیں بلو شہ کی ملکوتی صفات سے کیا غرض؟ وہ تو اسے طاقت و قوت کا مجسمہ دیکھنا چاہتے ہیں۔

موجودہ خدا شناس اور شر پسند معاشروں کے حکمرانوں (جنہیں ہم پست ہمت بنا چکے ہوں گے) کی جگہ لینے کے لئے جو شخص ہمارا بلو شہ بنے گا اس کا سب سے پہلا قدم یہ ہو گا کہ وہ اس خدا شناسی کے ماحول اور شر پسندی کی آگ کو ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا کر دے، اس لئے اسے موجودہ سوسائٹی کو کھل طور پر چلا کر دے گا خواہ اس کے لئے اسے کتنی ہی خون ریزی کرنی پڑے۔ اس صورت میں اسے سوسائٹی کو از سر نو تعمیر کرنا ہو گا جس کے بعد وہ ہماری سوسائٹی کے خلاف اٹھنے والے ہر ہاتھ کو کٹ دے گا۔ خدا کا یہ محبوب (یعنی بلو شہ) اس لئے چنا گیا ہے کہ وہ تمام اندھی بہری اور بہیمانہ قوتوں کو ختم کر دے جن کا عقل و منطق سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہ قوتیں اس وقت جبر و تشدد ڈاکہ زنی اور قتل و غارت کی وارداتیں کر کے فخر محسوس کرتی ہیں۔ انہوں نے معاشرتی اور سماجی نظام کی تمام صورتوں کو زیر و زبر کر دیا ہے تاکہ ان کے کنڈرات پر یہودیوں کے بلو شہ کا تخت سلطانی تعمیر ہو سکے۔ لیکن اس کے اقتدار سنبھالتے ہی ان کا کردار ختم ہو جائے گا۔ انہیں اس کے راستے سے ہٹانا لازمی ہو جائے گا۔ اس رول میں کسی بھی قسم کی کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہنی چاہئے۔

اس وقت ہم اقوام عالم کو یہ کہہ سکیں گے کہ خدا کا شکر ادا کرو اور اس کے سامنے جھک جاؤ جس کے قبضہ اقتدار میں انسانی تقدیر کی مرہ ہے۔ جس کی طرف خود خدا نے ہمارے بلو شہ کی رہنمائی کی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ان تمام قوتوں اور برائیوں سے نجات دی جن کا لوہہ ذکر آچکا ہے۔

حکمرانی کی اہلیت

اہم نقطہ : شاہ داؤد کی حکومت کا استحکام 'پوشلہ کی تربیت' براہ راست ورثا کا تعین 'پوشلہ اور اس کے تین نائب' پوشلہ بالکل آزاد ہو گا اور ہر قسم کی خارجی اور اخلاقی قدروں سے بے نیاز ہو گا۔

اب میں دنیا بھر میں شاہ داؤد کے خاندان کی حکومت کی جڑیں مضبوط کرنے کا طریق کار بیان کروں گا:

سب سے پہلے ہمیں اس مقصد کی طرف رجوع کرنا ہو گا جسے دنیا میں قدامت پرستی (Conservatism) کی روایات کو قائم کرنے کے لئے ہمارے فاضل رہنماؤں نے اپنایا۔ وہ اصول یہ ہے کہ انسانی فکر کی راہیں متعین کی جائیں۔

داؤد کی نسل کے کچھ افراد مل کر پوشلاہوں اور ان کے وارثوں کا انتخاب کریں گے۔ مگر اس انتخاب کا معیار آپہنئی وراثت کا حق نہیں ہو گا۔ ان پوشلاہوں کو سیاست اور نظم مملکت کے تمام راز بتائے جائیں گے لیکن اس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ کوئی اور شخص ان رازوں سے آگاہ نہ ہو سکے۔ اس طرز عمل کا مقصد یہ ہے کہ سب لوگوں کو یہ پتہ چل جائے کہ حکومت کا کاروبار ان کے سپرد نہیں کیا جاسکتا جنہیں اس فن کے خفیہ مقلات کی میر نہیں کرائی گئی۔

مذکورہ منصوبوں پر عمل درآمد کے عملی طریقے خاص خاص لوگوں کو بتائے جائیں گے 'یہ طریقے صدیوں کے تجربات کا نچوڑ ہیں۔ ان لوگوں کو سیاسی اور معاشی تحریکوں اور سماجی علوم کے تمام مشاہدات سے آگاہ کیا جائے گا۔ فرض فطرت کے ان تمام غیر

مہبل قوانین کی پوری روح ان میں پھونک دی جائے گی جنہیں انسانی تعلقات متعین کرنے کے لئے خود فطرت نے مقرر کیا ہے۔

برہ راست ورٹانے اگر اپنی تربیت کے دوران کسی قسم کی غیر ذمہ داری، رحم دل اور اس قبیل کی دوسری خصوصیات کا ثبوت دیا تو انہیں حکمرانی کے حق سے محروم کر دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ اخلاقی اقدار اقدار کے لئے ذہر قاتل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کی وجہ سے پویشہ حکمرانی کے اہل نہیں رہتے بلکہ یہ چیزیں شہی رعب و دہدہ کے لئے بے حد خطرناک ثابت ہوتی ہیں۔

ہمارے فاضل رہنما صرف ایسے افراد کو حکومت کا کام سونپیں گے جو ظلم و تشدد کے احکامات برہ راست جاری کرنے کے اہل ہوں اور اس معاملے میں کسی قسم کی دو رعایت نہ کریں۔ اگر پویشہ ارادے کی کمزوری کی وجہ سے بیمار ہو جائیں یا کسی اور وجہ سے حکمرانی کے اہل نہ رہیں تو انہیں حکومت سے دور رکھا جائے گا اور ان کو سونپ دینی ہوگی۔

حالیہ معاملات میں پویشہ کا طرز عمل (Actions of Current Moment) اور مستقبل سے متعلق تجویز سب لوگوں سے پوشیدہ رہیں گی یہاں تک کہ اس کے قریب ترین مشیروں کو بھی مکمل طور پر اندھیرے میں رکھا جائے گا۔ صرف پویشہ اور اس کے تین نائبین کو معلوم ہو گا کہ کیا پیش آنے والا ہے۔

پویشہ کی پاور شخصیت (جو اپنے مضبوط ارادوں کی بنا پر تمام انسانیت کا حاکم ہو گا) کے سامنے سب لوگوں کو سر تسلیم خم کرنا پڑے گا جیسے یہ شخصیت مقدر اور اس کے پراسرار مظاہر کی نمائندہ ہو۔ جب کسی کو یہ معلوم ہی نہ ہو گا کہ پویشہ اپنے منصوبوں سے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے تو کوئی بھی اس کی راہ میں روڑے اٹھانے کی کوشش نہیں کرے گا۔

پویشہ میں حکمرانی کرنے کے لئے مطلوبہ قابلیت اور ذہنی وسعت موجود ہونا لازم ہو گا اس مقصد کے لئے مذکورہ فاضل رہنما تحت نشی سے پہلے اس کی ذہانت کا امتحان لیں گے۔

پویشہ کے لئے لازم ہو گا کہ وہ رعایا کے دل میں اپنی محبت پیدا کرنے اور ان کی

یہودیوں حاصل کرنے کے لئے لوگوں میں گھل مل کر باتیں کرے، ان کی شکایات سنے اور ان کی مشکلات سے آگاہی پائے۔ اس طرح دو قوتیں (حکومت اور عوام) ایک دوسرے کے قریب تر آ جائیں گی جنہیں ہم نے خوف اور دہشت کی بنا پر ایک دوسرے سے دور رکھا ہے۔ یہ خوف اور دہشت پیدا کرنا اس وقت تک ہمارے لئے ضروری تھا جب تک یہ دونوں قوتیں علیحدہ علیحدہ ہمارے قبضے میں نہ آ جاتیں۔

یہودیوں کے پلوٹا کو اپنے جذبات کا غلام نہیں ہونا چاہئے، خصوصاً شہوانی جذبات کا۔ اسے کسی بھی حالت میں بہیمانہ جذبات کو اپنے ذہن و شعور پر غالب نہیں آنے دینا چاہئے کیونکہ جنسی تلذذ کی خواہش اور شہوانیت پرستی، ذہنی صلاحیتوں اور قوت فیصلہ میں انتشار پیدا کر دیتی ہے جس سے انسانی فکر و عمل میں ایک زبردست حیوانیت اور بربریت جنم لے لیتی ہے۔

داؤد کی مقدس نسل کے حاکم اعلیٰ کی حیثیت سے دنیا کے رہنما (یعنی یہودی پلوٹا) کو اپنے ذاتی رجحانات و جذبات کی قربانی دینا پڑے گی۔ ہمارے پلوٹا کا کردار مثالی اور بے داغ ہونا چاہئے۔

33 ویں درجہ کے یہودی

نمائندوں کے دستخط